

1987

# شیش لفظ

اُردو یا ہندستانی کی ابتدائی تاریخ اور اس کے قدیم شعرا و مصنفین کے حالات و مقامات  
ایک عرصہ دراز تک بالکل تاریکی میں رہے اور غامط و پرہی سمجھا جاتا تھا کہ ولی اور گلاب  
جو گیارویں صدی ہجری کے ربعِ آخر میں گزرے ہیں، اس زبان کے سب سے پہلے شاعر تھے  
بلکہ بعض متاخر تذکرہ نویسوں نے ان کے کلام کو بھی جس میں قدیم زبان کی بہت یاد و جھلک  
پائی جاتی ہے، کمالِ باہر قرار دیکر ولی کے ان شعرا کو، جنہوں نے ولی کی تقلید میں  
فارسی کی بجائے اُردو میں شعر کہنا شروع کیا تھا، اُردو کے اولین شعرا قرار دیا ہے۔  
لیکن حالیہ تحقیقات نے اس حقیقت کو روز روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے کہ ولی اور گلاب  
سے کئی سو برس پہلے اُردو زبان کی بنیاد پڑ چکی تھی، اور دکن کی قدیم اسلامی سلطنت

کے آخری زمانے میں اور اس کے بعد اسکی جانشین ریاستوں یعنی قطب شاہی اور عادل شاہی کے عہد میں اس زبان نے اس قدر ترقی کر لی تھی کہ نہ صرف عام بول چال اور تبادلہ خیال کے لئے استعمال کی جاتی تھی بلکہ اس میں نظم و نثر کی متعدد اعلیٰ درجے کی کتابیں بھی لکھی گئیں۔ خصوصاً قطب شاہی اور عادل شاہی خاندانوں کے علم دوست اور سخن گستر بادشاہوں کی خاص سرپرستی نے اسکی ترویج و ترقی کی رفتار بہت ہی تیز کر دی، اور انکی شخصی دلچسپی جن میں بعض مثلاً محمد قلی قطب شاہ بانی شہر حیدر آباد خود اعلیٰ درجے کے شاعر تھے، اس زمانے میں بہت سے بلند پایہ شعرا و مصنفین پیدا ہوئے۔ ان ریاستوں کی تباہی کے بعد اردو زبان کی تیز رفتار ترقی ایک عرصے کے لئے کچھ رُک سی گئی، اور پھر سرکارِ دربار کچھ مدت کے لئے فارسی کا دور دورہ قائم ہو گیا، لیکن باوجود شاہی سرپرستی سے محروم ہونے کے اردو زبان اپنی فطری موزونیت کے سبب برابر بڑھتی اور ترقی کرتی رہی اور بعد از قار زمانہ کے ساتھ ساتھ اس میں بہت سی تبدیلیاں ہوتی رہیں۔

اگرچہ محققین کی تحقیقاتی مساعی کی بدولت اردو زبان و ادب کی قدامت تسلیم ہو گئی ہے لیکن ان قدیم شاعروں اور نثر نویسوں کے گراں پایہ ادبی کارنامے جن پر اس زبان کی تمام تر ترقیوں کی بنیاد قائم ہے اور جنکے مطالعے سے ہم نہ صرف اپنے قدما کے انوکھے، خوبا و نئی اور سانسب بیان سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں بلکہ

اپنی گزشتہ عظمت سے بھی آگاہی حاصل کر سکتے ہیں، اب تک گوشہ گنہامی میں پڑے ہوئے تھے، یہ سترہ سال سٹی کالج میں دو صد سالہ جشن یادگار وائی کے موقع پر دکن کے خطوطاً کی جو نمائش منعقد کی گئی تھی، اس سے معلوم ہوا کہ کتنے ہی انمول جواہر پائے ایسے ہیں جنکی اشاعت سے نہ صرف اردو ادب کے ذخیرے میں ایک بیش قیمت اضافہ ہو گا، بلکہ ان سے اردو ادب کی ابتدائی ترقیوں، اس زبان کی عہد بہ عہد تبدیلیوں اور عہد گزشتہ کی تہذیب و تمدن کے متعلق نہایت کارآمد معلومات حاصل ہونگی۔ نیز اس عہد کی کتابوں کے مطالعے سے حقیقت بھی آشکار ہوتی ہے کہ ابتدائی اردو میں عربی اور فارسی کے الفاظ کے ساتھ ہندی کے الفاظ بھی برابر کے شریک تھے جو بعد کو رفتہ رفتہ زبان سے خارج ہو گئے۔ موجودہ زمانے میں بیرونی زبانوں کے غیر ضروری الفاظ اردو سے خارج کر کے اس کو خالص ہندوستانی بنانے کی جو کوشش کی جا رہی ہے اس کے مد نظر بھی ان کتابوں کی اشاعت بہت ہی کارآمد ثابت ہوگی۔ ان کے مطالعے سے اہل ذوق یہ معلوم کر سکیں گے کہ کس طرح ہندی اور سنسکرت کے الفاظ بھی اردو کی خداداد پرچرھ کر اردو یا ہندوستانی زبان کا جز بن سکتے ہیں۔

حسن اتفاق سے حیدرآباد کے مشہور علم دوست امیر عالی جناب سب لا رنج گاہ فیوض نے بھی جو جشن یادگار وائی کے صد نشین تھے اس اہم ضرورت کو محسوس فرمایا اور۔

اپنے خطبہ صدارت میں بدیں الفاظ توجہ دلائی۔

اُس اہم اور دلچسپ کام کو اس تقریب کے ساتھ ختم نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس دو صد سالہ جشنِ ولی کی یادگاریں کوئی مستقل کام قائم کیا جائے۔ میرے خیال میں اس سے بڑھ کر کوئی اچھا کام نہیں ہو سکتا کہ ولی کے معاصرین اور ان سے پہلے کے شاعروں اور صاحبانِ تصانیف کی اردو کتابیں مرتب اور شائع کی جائیں۔ ولی سے پہلے بھی ہمارے ملک میں بڑے شاعر اور انشا پرداز پیدا ہو چکے ہیں۔ خود طبقہ فرمانروایان میں محمد قلی قطشہ اور علی عادل شاہ بلند پایہ شاعر تھے۔ پھر ان کے دربار کے ملک الشعراء ججی، خواصی، نصرتی، رستمی وغیرہ ولی سے کم نہ تھے۔ اور چونکہ ولی سے بہت پہلے گزرے ہیں اسلئے ان کے کلام اور بھی زیادہ قابلِ قدر ہیں۔ بہر حال اس اہم کام کی تکمیل کے لئے ایک جماعت منتخب کر لینی چاہیئے۔

نواب صاحب ممدوح نے قدر شناسی سے یہ بھی فرمایا کہ:-

مسترت کا مقام ہے کہ خود ہمارے ملک میں اب ایسے اصحاب موجود ہیں کہ ان قدیم کتابوں کے کلام اور زبان کو سمجھ کر ان کو جدید طریقوں پر مرتب کر کے



شائع کر سکتے ہیں۔ میں بھی اس مبارک اور اہم کام میں اس جماعت کا ہاتھ  
بٹانے تیار ہوں۔“

چنانچہ نواب صاحب مغز کی اس علمی سرپرستی اور اعانت سے حسب ارشاد گرامی  
راقم کی صدارت میں حسب ذیل اصحاب کی ایک کمیٹی مجلس اشاعت مخطوطات کے نام سے قائم کی گئی  
اور قدیم ادبی جواہر پاروں کا ایک تفصیلی جائزہ لیکر انکی اشاعت کی ابتدائی مرحلے طے کئے گئے۔

(۱) ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحبنا نور ام اے۔ پی ایچ ڈی، ریسرڈر اردو جامعہ عثمانیہ (ناصبہ)

(۲) مولوی مرزا حسین علی خاں صاحبنا بی اے (آنر) (صدر شعبہ انگریزی جامعہ عثمانیہ) رکن

(۳) مولوی عبدالجید صاحبنا بی اے۔ ال ال بی۔ (یکچور ایریا ریسرچ جامعہ عثمانیہ) رکن

(۴) مولوی عبدالقادر سروری صاحبنا ام اے۔ ال ال بی۔ (یکچور ایریا ریسرچ جامعہ عثمانیہ) رکن

(۵) مولوی سید محمد صاحبنا ام اے۔ ..... (یکچور ایریا ریسرچ کالج) مستند

(۶) مولوی میر سعادت علی صاحب رضوی ام اے۔ ..... شریک مستند

علمی نقطہ نظر سے قدیم کتابوں کی اشاعت آسان اور ہر شخص کے بس کا کام نہیں۔

جن لوگوں کو اس سے سابقہ پڑا ہے وہ اچھی طرح اس حقیقت سے واقف ہیں کہ اس کام

میں کس قدر دشواریاں پیش آتی ہیں۔ مختلف نسخوں کے باہمی مقابلے اور تصحیح کے علاوہ

بعض دفعہ ایک ایک لفظ کے لئے کئی کئی روز چھان بین کرنی پڑتی ہے، اور بظاہر یہ

صادق آتی ہے کہ ”کوہ کندن و کاہ بر آوردن“۔ نسخے اکثر بخط اور بعض غلط و درغلط بھی ہوتے ہیں۔ ان تمام مراحل کو صبر و سکون اور محنت و ہمت سے طے کرنے کے بعد کتاب قابل اشاعت بن سکتی ہے۔ مجلس ہذا کے مستعد اور علم دوست ارکان نے جس محنت اور توجہ سے اس ہفت خوان ادب کو طے کیا ہے وہ انکی مساعی کے نتائج سے ظاہر ہے اور توقع ہے کہ وہ ارباب ذوق کی پسندیدگی حاصل کریں گے۔

ڈاکٹر سید محی الدین قادری صاحب نے سلطان محمد قلی قطب شاہ کے نہایت ضخیم کلیات کی ترتیب کے صبر آزما کام کو اپنے ذمے لینے کے علاوہ مجلس کا مختلف طریقوں پر بوجہ ماتحت بنایا ہے اس کا اعتراف نہایت ضروری ہے۔

یہ پیش لفظ نامکمل رہ جائیگا اگر میں عالی جناب نواب سالار جنگ بہادر کی فیاضی سے کہیں زیادہ اس ذاتی دلچسپی اور توجہ کا شکریہ ادا نہ کروں جو نواب صاحب مجھ نے شروع ہی سے مجلس کے کاروبار میں فرمائی ہے فی الحقیقت نواب صاحب کے اس اہمک اور سرپرستی کے بغیر پیشگی کام انجام نہیں پاسکتا تھا۔

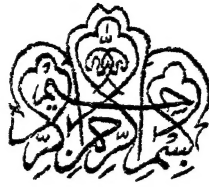
۴۲۹ عدد	واحد نمبر
۲۵۱ ح	فن نمبر
	کتاب نمبر

سید محمد اعظم



سولطان عبداللہ قطب شاہ





## (۱) حالات زندگی

(۴)

ایک ملک الشعراء ہونے کے باوجود قطب شاہی تاریخیں اور تذکرے ملا غواہی کے تفصیلی حالات سے بالکل خالی ہیں۔ بہم عصر شعراء اور خود غواہی کے کلام سے جو اندرونی شہادتیں اُس کی زندگی سے متعلق اخذ کی جاسکتی ہیں انہی کو فی الحال معتبر و مستند سمجھا جاتا ہے۔

غواہی کی تاریخ پیدائش کا علم نہیں۔ قرین قیاس یہ ہے کہ وہ مضاف ابراہیم قطب شاہ کے عہد میں پیدا ہوا ہوگا اور محمد قلی قطب شاہ کے زمانے میں شاعری شروع کی ہوگی۔ اس کی ابتدائی زندگی عسرت میں بسر ہوئی۔ وہ سرکاری ملازم تھا اور یہی اس کی گذر اوقات کا ذریعہ تھا۔

باوجود کوشش کے اُسے دربار شاہی میں کوئی جگہ نہ مل سکی۔ سلطان محمد قطب شاہ کا عہد حکومت بھی یوں ہی گذر گیا حالانکہ اس نے اپنی پہلی طویل نظم ثنوی سیف الملوک بدیع الجال اسی عہد میں لکھنی شروع کی تھی جس وقت کہ وہ ایک تجربہ کار اور کچھ مشق شاعر بن چکا تھا۔

سلطان عبداللہ کے تخت نشین ہونے ہی اُسے آئنا و قرآن سے یہ معلوم ہونے لگا کہ اب اس کی دیرینہ آرزو برآنے کا وقت آچکا ہے چنانچہ اس نے سیف الملوک ختم کی اور خاتمہ پر اپنی تمنا کا اظہار سلطان عبداللہ کو مخاطب کر کے اس طرح کیا:۔

جو سلطان عبداللہ انصاف کر	میرے جو ہرں بچتے دل صاف کر
دیوے داد میرا بھوت مان پانوں	اُس دُور تے تا گریبان پانوں
کہ یو شاہ میرا خریدار ہوئے	تو تازا میرا طبع گلزار ہوئے
کہ غمگین ہوں میں سخن سناتے	دھروں دُغے لاک اس آزار تے
پریشانی میں جمیا خیال میں	لے آیا ہوں ایسے رتن ڈھال میں
بہر حال یو نظم الہام سوں	کیا میں نول شاہ کے نام سوں (سیف الملوک)

اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسئلہ ہمک خواہی عمرت ہی کی زندگی بسر

کر رہا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی قسمت موافق ہوتی گئی۔ دربار شاہی میں رسوخ حاصل ہوا اور دس سال کے عرصہ میں وہ ملک الشعراء کے درجہ تک پہنچ گیا۔ شہنشاہ میں بحیثیت شاہی سفیر کے دربار بجا پور میں جانے کے قابل سمجھا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ترقی اس قدر سرعت کے ساتھ ہوئی کہ پندرہ سال کی مدت میں جس قدر دینی مراتب و اعزاز کی اسے خواہش تھی وہ سب حاصل ہو گئے کیونکہ وہ اپنی دوسری طویل نظم طوطی نامہ (سنہ تصنیف ۱۰۳۷ھ) کے آخر میں اپنے دنیا دار ہونے پر اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے اور بقیہ عمر عبادت میں بسر کرنے کا تہیہ کر لیتا ہے۔ اس کا دل دنیا کے ساز و سامان۔ عیش و عشرت۔ مال و دولت سے سیر ہو چکا ہے اور اب وہ تنہائی کی زندگی بسر کرنے کا آرزو مند ہے۔ خواہی کا یہ خیال اسی کی زبان سے سنئے۔

غواہی اگر توں ہے سچلا خواہی	لگا عشق اپنے خدا سات خواہی
چلیگا کتا نفس کے کئے منے	کتا ہو یگاناؤں کے پئے منے
اچھیکا کتا در ریائی ہنوز	کر گیا کتا خود منائی ہنوز
ہو بیدار یکبار اس خوابتے	بھل بھار اس غم کے گردا بتے
جو ہے رہنما پیر حیدر ترا	ہم اللہ وہی ہم پیمبر ترا

جکچ خواست تیر ہے سب بچھوڑ دیا کے علاقے تے لے لکوں توڑ  
 نہ کر اعتماد اس گذر گاہ کا یو پھاندا ہے درویش ہو رشاہ کا  
 سنبھال سپیں اے یار اس دام تے نکو غافل اچھ آپنے کام تے  
 اُچا دم حمد اللہ کے نام سوں متارہ سدا عشق کے جام سوں (طوٹی نا)  
 یہ کسی طرح نہ معلوم ہو سکا کہ غواہی کو دربار میں رسائی کیونکر حاصل ہوئی اور  
 ملک الشعراء کا خطاب کس سلسلہ میں عطا ہوا۔ درباری شاعر ہونے کے باوجود اب تک  
 یہ پتہ نہیں چلا کہ سلطان عبداللہ کی سالگرہ کی تقریب یا عیدین کے موقع پر  
 غواہی نے کوئی تہنیت کا قصیدہ کوئی تاریخی قطعہ کہا ہو البتہ تاریخ حقیقتہً سلطان  
 میں ایک واقعہ درج ہے کہ سلطان عبداللہ کو ۸۸۰ھ میں جب لڑکا پیدا ہوا  
 تو وجہی اور غواہی نے تاریخ ولادت کہی۔ اصل عبارت اس طرح ہے :-  
 ”اول تاریخ کہ ملا وجہی شاعر دکنی یافتہ است آفتاب از آفتاب  
 آمد پدید“ ملا غواہی کہ در شعر دکنی از امثال خود ممتاز است اس کلمہ  
 مادہ تاریخ ساختہ است ”محفوظ باد۔“

اس ذکر سے ہم یہ تصفیہ نہیں کر سکتے کہ حقیقتاً غواہی نے سوائے دو شہنویوں  
 کے قصائد اور تاریخی قطعات یا غزل مرثیہ وغیرہ کچھ بھی نہ کہا۔ بہت ممکن ہے کہ



آئندہ ادبی تحقیق کرنے والوں کو اس کا ذخیرہ بھی دستیاب ہو جائے۔ البتہ  
 اتنا ضرور قیاس کیا جاسکتا ہے کہ دربار کی رسائی کے بعد غواصی صرف ایک شاعر  
 ہی کی حیثیت نہ رکھتا تھا بلکہ معاملات سلطنت میں بھی دخل تھا چنانچہ ۱۲۴۵ء  
 میں اس کا بہ حیثیت شاہی سفیر کے دربار محمد عادل شاہ میں جانا اس کا ثبوت  
 ہے جس کی صراحت یہ ہے کہ ۱۲۴۵ء میں محمد عادل شاہ بیجا پور نے اپنے  
 درباری شاعر ملک خوشنود کو گوکنڈہ روانہ کیا تھا تاکہ منجانب محمد عادل شاہ  
 سلطان عبداللہ کی اس مدد کا شکریہ ادا کرے جو خواص خاں کو بیجا پور کی  
 حکومت سے بے اقتدار کرنے کے لیے روانہ کی گئی تھی۔ ملک خوشنود جب  
 بیجا پور واپس ہونے لگا تو ”بعد از یک چندے ملا غواصی شاعر دکنی را رفیق  
 او ساخته با تنخہ و یادگار روانہ بیجا پور ساختند“ غواصی کی دربار عادل شاہ  
 میں خوب آؤ بھگت ہوئی اور مراجعت کے وقت ”حضرت عادل شاہ  
 میرزین العابدین پسر شاہ ابوالحسن حاجب مقیمی را ہمراہ ملا غواصی شاعر نمودہ  
 دوزنجیر نیل بزرگ و شش سراپ عراقی و دو صندوق مقفل از تحف و ہدایا  
 ارسال داشتند“ (حدیقۃ السلاطین)

غواصی نے جس طرح طوطی نامہ کے آخر میں تارک الدنیا ہونے کا

ارادہ ظاہر کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اسی طرح عمل بھی کیا اسی لیے اس کی آخری زندگی بالکل گننام ہے یہاں تک کہ تاریخ وفات کا بھی علم نہیں قرین قیاس یہی ہے کہ اس کا سلطان عبداللہ ہی کے زمانے میں انتقال ہوا ہوگا۔

(۳)

## (۲) غوصی کی شاعری

قدیم دکنی شاعروں کے متعلق یہ معلوم کرنا کہ انہیں کس سے تلمذ حاصل تھا قریب قریب ناممکن ہے۔ غوصی کے متعلق بھی نہیں کہا جاسکتا کہ اس نے کسی کی شاگردی کی یا خود ساختہ شاعر تھا۔ مشنوی سیف الملوک کے شروع میں اس نے اپنی خوب ہی خود ستائی کی ہے چنانچہ کہتا ہے :-

بچن کے سمند کا ہوں غوص میں	دھر بھار ہوں تیاں خاص میں
جگت جہری سب میرے پاس آئے	میرے خاص تیاں کوں جو کر لجائے
چڑے ہاتھ تتی یو جس راج کے	توسر پر رکھے جوڑا و پر تلج کے

ان کا بہا کوئی دے نا سکے      بغیر راج بھی کوئی لے نا سکے  
 نکل آ فضا حیکے میدان توں      بچن کے ترنگ کوں نے جو ران توں  
 کہ اس ہمار تج بن نہیں کوئی اب      بجا توں بلاغت کیرا گوئے اب  
 مرادل خزینه جوں معمور ہے      بچن کے جواہر سوں بھر پور ہے  
 میرا گیان عجب شکرستان ہے      جو اس تے میٹھا سنبستان ہے  
 جتے ہیں جھوٹی ہندستان کے      بھکاری ہیں منج شکرستان کے  
 شکر کہا میرے شکرستان تھے      میٹھے بول اٹھے او اسی گان تھے  
 لطافت منے میں سخن سنج ہوں      دہر بھار لک غیب کے گنج ہوں  
 جو میں ہم سوں طبع آزمائی کروں      تو ساریاں اوپر پیشوائی کروں  
 سکے کوں ملنے میرے طور میں      کہ رستم ہوں میں آج کے دور میں  
 عطار دسو ہے کلک مج ہات کا      دوات ہے سو میرا چند بات کا  
 لگن سا تو دفتر مرے شعر کے      ستارے سو جو ہر مرے شعر کے

ان اشعار سے ظاہر ہے کہ باوجود تنگدستی اور افلاس کی حالت میں  
 بسر کرنے کے وہ شاعری میں اپنا دمقابل کسی کو نہیں سمجھتا صرف لکن کی حد تک  
 نہیں بلکہ سارے ہندستان میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ دوسرے شعراء کو اپنا

خوشہ چین سمجھتا ہے اکثر دکنی شعراء نے اپنے اپنے تصانیف میں اپنے ہمعصر یا گذرے ہوئے شاعروں کا ذکر کیا ہے اور ان کی تعریف کی ہے مثلاً امین نے مقیمی کا ذکر کیا ہے۔ نصر قی نے خود غواصی اور اپنے ہمعصر باکمال شاعر شاہ ابو المعالی کا حال لکھا ہے۔ وجہی نے باوجود غواصی کی طرح اپنی خود ستائی کرنے کے قطب مشتری میں گذرے ہوئے دو شاعروں فیروز و محمود کی تعریف کی ہے ان کو کامل الفن سمجھتے ہوئے اپنی مثنوی کی داد دینے کے قابل سمجھا ہے اسی طرح ابن نشاطی نے فیروز کو استاد فن کے لقب سے یاد کیا ہے لیکن غواصی نے اپنی تصانیف میں کسی ہمعصر شاعر کا ذکر کیا ہے نہ معتقدین کا اس کے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو فن شعر میں کس قدر اعلیٰ اور اکل سمجھتا تھا۔ اس واقعہ سے ایک مبہم قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اس نے کسی کی شاگردی نہیں کی۔ غواصی کی اس تعلیٰ اور ہمہ دانی کا ثبوت اس وقت تک صرف دو کتابیں دریافت ہوئی ہیں مثنوی سیف الملوک بدیع الجہال اور طوطی نامہ لیکن افسوس یہ ہے کہ یہ کوئی فیصلہ کن ثبوت نہیں کیونکہ یہ دونوں کتابیں اتفاق سے فارسی کے ترجمے ہیں کوئی اچھی تصنیف نہیں۔ ترجمے سے کسی شاعر کے قوت تخیل اور تصرف الفاظ کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جاسکتا البتہ اس کی کہنہ مشقی ثابت ہو سکتی ہے۔

حدیقہ السلاطین کے الفاظ ”مّا غواصی کہ در شعر دکنی از امثال خود ممتاز است“  
یہ بتاتے ہیں کہ غواصی نے حقیقتاً ایک بلند پایہ شاعر کی حیثیت سے کافی شہرت  
حاصل کر لی تھی اور صحیح معنی میں اپنے وقت کا ملک الشعراء تھا محمد قلی قطب شاہ  
کے دربار کا ملک الشعراء وجہی اگرچہ سلطان عبداللہ کے زمانے تک زندہ تھا  
لیکن غواصی کی بڑھتی ہوئی شہرت نے وجہی کو گناہ بنا دیا تھا۔ وجہی باوجود  
غواصی پر طعنہ زنی کرنے کے اس کی روز افزوں شہرت سے خائف تھا یہی وجہ  
ہے کہ خود ایک کہنہ مشق بلند پایہ شاعر ہونے پر بھی اس نے سلطان عبداللہ کی  
فزائش پر اپنی قابلیت کا ثبوت بجائے نظم کے ایک بلند پایہ نثر ”سب رس“  
کی شکل میں دیا۔

غواصی نے اپنا پورا کمال ان ترجموں میں دکھایا ہے یہاں تک کہ ترجمہ نے  
اصل کی صورت اختیار کر لی یہ اس کی قادر الکلامی کا ثبوت ہے۔ وہ نہایت پرگو  
شاعر تھا چنانچہ مثنوی سیف الملوک جس میں دو ہزار سے زیادہ اشعار ہیں اس نے  
صرف ایک مہینے کی قلیل مدت میں تمام کی چنانچہ وہ خود کہتا ہے :-

”برس یک ہزار ہو پنج تیس میں کیا ختم یونظم دن تیس میں“  
مثنوی سیف الملوک سے بعض ایسے مقامات ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں

جن سے غواصی کے تخیل - بلند پروازی، مبالغہ - حسن تعلیل - تشبیہ اور رزمیہ نگاری پر روشنی پڑے۔

مثنوی کے مہدی حصہ میں غواصی نے 'سخن' کی تعریف میں جو اشعار کہے ہیں ان کا تسلسل اور روانی قابل داد ہے۔ وہ کہتا ہے کہ تخلیق عالم میں پہلا نمبر سخن کا ہے یہی ایک صفت انسان و حیوان میں ماہہ الامتیا ہے۔ سخن کی فضیلت وہ ہے جس کی حد کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ دنیا کے تمام کام اسی سخن سے چلتے ہیں۔ خدا کی تعریف - نعت و منقبت - سوال جواب - فتح و شکست - شہرت - نیک و بد کا امتیاز سب سخن ہی سے وابستہ ہیں۔ آخری فیصلہ کن شعر اس نظم کا حسب ذیل ہے:-

بچن تے چلے دین و دنیا تمام بچن کے ہیں محتاج سب خاص و عام  
ان اشعار میں آمد کی شان نظر آتی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاعر سخن کے متعلق ابھی اور کہنا چاہتا ہے یا کہہ سکتا ہے لیکن طوالت کے خیال سے مجبوراً اپنی طبیعت کو روک رہا ہے۔

غواصی کے کلام میں دکنی الفاظ کا عنصر بہ نسبت فارسی کے بہت زیادہ ہے بعض مقامات پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ عمداً دکنی لفظ استعمال کر رہا ہے۔ چنانچہ اسی نظم میں جو تعریف سخن کے عنوان کے تحت ہے وہ بجائے 'سخن' کے

’بچن‘ کا لفظ استعمال کرتا ہے اسی طرح - جیو - جیب - بھومان - جگت - گڑان - فام -  
رتن - کہان - بہان - وغیرہ - دکنی الفاظ کی یہ جگہ بہتات ہے اور غواہی تے تکلف  
استعمال کرتا چلا جاتا ہے -

عشقۂ مثنویوں میں عموماً معشوق کا سراپا لکھتے وقت شاعر کے پیش نظر یہی ہوتا  
ہے کہ معشوق کو حسن و خوبصورتی کا مجسمہ بنا کر پیش کرے - یہی مقام ہے جہاں  
تقریباً تمام شاعر مبالغہ کر جاتے ہیں لیکن غواہی نے ایک نہایت بد صورت جشن کے  
سراپا کی صراحت میں زور قلم صرف کیا ہے اور اس کے سراپا کا بیان اس طرح  
کیا ہے کہ پڑھنے والے کے چشم تصور کے آگے ایک تصویر کھینچ جاتی ہے مثلاً  
یہاں چند شعر نقل کیے جاتے ہیں - جس سے غواہی کی قادر الکلامی ثابت ہوتی ہے -

کدو نشان منے سخت دوزشت تھی	پنٹ رو سیاہی میں انگشت تھی
کہ تھا تھوڑا اس کا جیوں قیل کا	سر اُس کا سوکا لار بن نیل کا
انکھیاں ڈنگیاں جیوں کھڈی سار کے	دودیدہ بہتر جوں پتھر گار کے
چڑیا ہونٹ اُپرال کا ناک پر	تھوڈی پر پڑیا ہے تلیں کا اوتر
لڑکتی جو چترال یہ چوٹی دے	سو جیوں جھاڑ کی پیڑ موٹی دے
سوئے سار سپڈ لیاں اوپر تیز بال	نہ تھی جگ میں ڈان کوئی اُس کے بال

گندی پیاز کے ڈل پر چھیل کر گلے میں حائل منن میل کر  
 اسی کے ساتھ ساتھ بدیع الجہال کے حسن کی تعریف میں بھی غواہی نے  
 کی نہیں کی :-

عجب نور کیرا تھا مکھ پہ تاب	کہ قربان اس مکھ پہ لک آفتاب
سمن پت بھری ہوا دیکھا نازن	سہیلی کنول سوں ہے نازک بن
دیکھیا جو چند اُس موندی کاڑ کر	سٹیا پیر من آسمان کے چھاڑ کر
ستارے دیکھ اس کا بچل نور سب	لئے مات شرمندہ ہو چور سب
کلیاں سب چمن کے دیکھ بھان کوں	کیاں چاک اپنے گریبان کوں
دیکھ اس کے نین بن کے زکس تمام	ہو بیہوش لڑتے تھے کھس کھس تمام
دیکھت اس کے پچان بھرے کنڈلاں	سب آئے تھے کل برز میں سنڈلاں
کہ دونار اوتار کچ حور تھی	نہ کچ حور و وعین سمندر تھی

ان اشعار میں تشبیہ استعارہ اور حسن تعلیل کی اچھی اچھی مثالیں موجود ہیں۔  
 رزمیہ نگاری میں غواہی کی طبیعت کچھ کند نظر آتی ہے وہ بزم کے میدان کا  
 شہسوار ہے مثنوی سیف الملوک میں دو ایک مقام پر جنگ کا سماں اس نے  
 باندھا ہے جو دوسرے مناظر کے مقابلہ میں کمزور سا ہے البتہ شہیدال اور



بادشاہ دریائے قلمزم کی لڑائی کے سین میں ایک جگہ اس نے ایک نئی اور اچھی  
تشبیہ دی ہے جو قابلِ نوٹ ہے۔ دریائے قلمزم کے کنارے یہ لڑائی ہو رہی  
ہے۔ دیوؤں کے سرکٹ کٹ کر پانی میں گرتے جا رہے ہیں اور جسم الگ دریا  
میں ڈوب رہے ہیں اس کی تصویر غواصی نے اس طرح کھینچی ہے :-

جو دریا لہو ہو اُبلنے لگیا      گلن اسپوشتی ہو چلنے لگیا  
سراں تیرتے لہو کے سمہ درتے      جو دستے اتھے بڑبڑتے دورتے

دھڑاں سب ہنٹ موج کے لوٹا رہے      تھے ڈبے نکلتے ہننگاں کے سار  
ڈوبتے ہوئے سردور سے پانی میں حُباب کی طرح نظر آتے تھے اور جسم مگر مچھ  
کی طرح سطح آب پر نمایاں ہوتے اور ڈوبتے تھے۔ نیشبیہ بہت لطیف اور اچھی ہے۔

## (۳) زبان اور طرزِ بیان

غواصی کے کلام میں ہندی الفاظ زیادہ پائے جاتے ہیں۔ کلام سادہ اور  
تصنع سے پاک ہے۔ مبالغہ آمیز تخیل بہت کم ہے۔ غواصی کی زبان تین سو  
برس پہلے کی خالص دکنی ہے اکثر الفاظ اور محاورے آج کل متروک ہیں جنہیں

دکنی لوگ بھی مشکل سے سمجھ سکتے ہیں۔ فارسی اور عربی الفاظ کے ساتھ کہیں کہیں سنکرت اور ہندی کے لفظ بھی مخلوط ہیں۔ مشنوی سیف الملوک کا ابتدائی حصہ غواصی کی اچھی پیداوار ہے۔ حمد نعت اور منقبت کے بعد اس نے سلطان عبداللہ اور سخن کی تعریف میں جو اشعار کہے ہیں ان کا اسلوب دلکش اور شاندار ہے جیسا کہ مدحیہ قصائد کا ہونا چاہیے۔ چند شعر بطور نمونہ نقل کیے جاتے ہیں:—

چند اچودواں خسروی بُرج کا	امولک تن حُسن کے درج کا
جلالت بہر یا حال دیکھ شاہ کا	کلیجا پھٹے مہر ہو رہا ماہ کا
کیے عدل و شہ ہر یک ٹھاؤں میں	کہ نوشیرواں کا چھپاناؤں میں
دسے شہ کوں لوں بات تیغ آبدار	کہ حیدر کے جیوں بات میں ذوالفقار
جم اُس شہ کوں یو کامرانی سچے	عدالت میں نوشیروانی سچے
اگر علم کی بات پوچھے جسے	اندازا نہیں مارتے دم کیسے
منگے ملک جو دل شاہ گنہگیر کا	پوآن پر بندھاوے محل نیر کا
نہ نہ سار سورج کس آسمان میں	نہ نہ سار تن ہے کسی کھان میں

قلم کاف و نون سے جو نکلیا بہار      سو پہلے بچن کوں کیا آشکار  
 بچن تے سدا جب کول موج ہے      بچن تیج بھر پور سب کچ ہے  
 بچن عجمش کرسی پوتے دھائے ہیں      بچن آدمی کے بدل آئے ہیں  
 بچن تیج ہووے خدا کا صفت      بچن تیج ہووے نعمت ہونقبت  
 بچن تے سولائے جواباں ہوویں      بچن تے حساباں کتاباں ہوویں  
 بچن تے ہوی فام نیکی بدی      بچن تے ہوئے منتہی مبتدی  
 بچن تے چلے دین و دنیا تمام      بچن کے ہیں محتاج سب خاص عالم  
 بچن غیب کے ہیں عجب جوہراں      بچن کے سو ہیں جوہری شاعراں

ان اشارے غواہی کے طبیعت کی روانی ظاہر ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ  
 اپنا مافی الضمیر ادا کرنے میں اسے کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی وہ قلم برداشتہ لکھتا  
 ہے اور سادے الفاظ کو زیادہ پسند کرتا ہے۔ غواہی کے عہد کی زبان کے قواعد اور  
 اصول موجودہ اصولوں سے مختلف نظر آتے ہیں۔ ذیل کی چند مثالیں اس کو  
 اچھی طرح واضح کر سکتی ہیں :-

(۱) عربی - فارسی اور ہندی کے اکثر الفاظ جو آج کل مونث استعمال ہوتے  
 ہیں غواہی نے مذکر استعمال کیے ہیں۔ مثلاً - مناجات - متیلی - یاد - شجاعت -

روح وغیرہ کو مذکر لکھا ہے :-

مَنَاجَاتِ غَوَاصِ کَا کَرِ قَبُولِ، مَہِیَیْلِ تِی رَاحِ اَنگِی قَلَمِ، شِجَاعَتِ تِی رَاسِ  
مَلکِ گِرِ بَڑائے، تِی رَیَا دِ دَائِمِ ہِے چَار اُسے، مِی رَاحِ پَر وَا نہِ کِے سَار کَا۔

(۲) دکنی جمع بنانے کا طریقہ وہی فارسی کے متبع میں بالعموم ا۔ ن کے ساتھ ہو مثلاً

بُنیاں ہُو رِ بَعضے لیاں ہِے جتے۔ دُیو ہَنار ساریاں کُویاں توں  
وِزبان دُیوے توں بَزبان کتے تئیں فِرِجِ نَخِ جِوِاں کِے کاناں کتے تئیں

(۳) فارسی میں علامت اضافت 'زیر' ہے اور جہاں تکرار لفظ درکار ہو  
اسی لفظ کو بجنسہ دو مرتبہ لکھا جاتا ہے لیکن غواصی نے ان دونوں موقعوں پر  
(ی) کا استعمال کیا ہے۔ مثلاً

بُجُوشائے مِینِ شہرِ سَنگِا رِ سَب، دِنِے پُٹِ جِگِے جِگِے جِھارے جِھارے،

(۴) الفاظ کا تلفظ اور وزن۔ غواصی کے کلام سے اس کا اندازہ

نہیں ہو سکتا کہ اس زمانے میں الفاظ کا صحیح تلفظ اور وزن کیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا  
ہے کہ ضرورت شعری یا بحر کی وجہ سے شاعر لفظ کو جس طرح چاہتا تھا مسخ کر سکتا  
تھا۔ اس کی متعدد مثالیں اس مشنوی میں ملتی ہیں مثلاً :-

سُچا توں دُہرِ سَچا مَصلُفِی، زِ مِی تے عَرشِ یَگے شہِ سوارِ سُجِ تے گرمِ دھوپِ توں پاڑتا۔

’جکئی تیج ولایت منے شک جولے‘، ’بچن میچ تے بہار آتے امیں‘  
’مخوشیاں ساتھ گھر میں تے نکلیا بہار‘۔

(۵) ضمائر کا طریقہ بھی موجودہ قواعد سے مختلف ہے مثلاً:۔

’سو دفتر اُنن عشق کا کھول توں‘ کہ دیتا نہیں ہے کسے جاب توں۔  
’توَن آپس کول یہاں تے بہتے سنبھال‘۔

(۶) حصر یا تاکید کے لیے بجائے ’ہی‘ کے حرف ’ج‘ لفظ کے آخر میں

لگا دیا جاتا ہے:۔

’بچن تیچ بھر پور سب کوچ ہے‘ کہ بہو تیچ پکڑا ہے منج دل اچاٹ۔  
’حکومت اُنن کاچ ہے ٹھار ٹھار‘۔

(۷) اکثر الفاظ کا املا بدلا ہوا ہے یعنی جس طرح بولا جاتا تھا اسی طرح لکھا بھی جاتا تھا جیسے:۔

نفع کو نفا - وضع کو وضا - واقعہ کو واقا - اور معنی کو مانا -

کہیں مصرع کے آخر میں اگر ایسا لفظ آجائے تو اس کا قافیہ بھی صوتی لحاظ

سے کیا جاتا ہے مثلاً وضا اور قضا ہم قافیہ ملتے ہیں:۔

’کہ مج تے پچھرتوں پھر اکس وضا‘ کھڑیا آتیرے سراو پر کیوں قضا

’بہت دن بہت ٹھار فاقے دیکھیا‘ کہیا جائے نا ایسے واقعے دیکھیا

# (۴) مثنوی سیف الملوک بدیع الجمال

(ۛ)

## (قصہ کا مآخذ)

غواہی نے مثنوی میں کہیں قصہ کے مآخذ کا ذکر نہیں کیا اور نہ یہ بتایا ہے کہ یہ ایک فارسی نثر کا کئی منظوم ترجمہ ہے بلکہ اس کے برخلاف اپنی تخلیقی نظم بتائی ہے۔ مہندی اشعار میں کہتا ہے -

”ہو عقل کا دست مایا مجھے“	تو اس دھات خاطر میں آیا مجھے
”کہ بیجاؤ نادل تے تاز انگار“	جو دنیا میں اپنا اچھے یادگار
”کہ سیف الملوک ہو بدیع الجمال“	یو دونوں میں عالم منے بے مثال
”راں دوی کا داستاں بول توں“	سو دفتر ان عشق کا کھول توں
”تیرے تائیں آیا ہے یو داستاں“	ظفر تج کوں لیا یا ہے یو داستاں
”کہیا میں جو کچھ آئی سو فام میں“	کیا مانوں یک دم ہو رشام میں
”اچا یا طرز ایک تازا مٹھا“	جگت بیچ پاڑیا آواز مٹھا

یہ قصہ الف لیلہ کے فارسی ترجمہ کا ایک مشہور افسانہ ہے۔ اس میں مصر کے شہزادہ سیف الملوک اور اجتہ کی شہزادی بدیع الجہال کے حسن و عشق کی داستان مذکور ہے۔ خواہی نے اسی فارسی نثر سے دکنی نظم میں ترجمہ کیا ہے۔ ایک عرصہ کے بعد عہد اورنگ زیب عالمگیر میں مرزا بدیع الصفہانی نے شمشیر خاں کی فرمائش پر اس قصہ کو فارسی میں نظم کیا اور ’گلستہ عشق‘ نام رکھا۔ خواہی کی مشنوی ۱۲۱ھ میں بمبئی کے کسی مطبع سے طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے جس کے نسخے اب کیا ہیں۔ اس قصہ کے ماخذ کے متعلق مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی نے اپنی تصنیف ”یورپ میں دکنی مخطوطات“ میں لکھا ہے کہ ریو مصنف کیٹلاگ برٹش میوزیم اور ایتھے مصنف کیٹلاگ انڈیا آفس نے اس داستان کے متعلق جو صراحت کی ہے اس کے پیشتر ایک تہیدی دیباچہ بھی لکھا ہے جس میں یہ بتایا ہے کہ یہ قصہ کیوں لکھا گیا :-

” بیان کیا گیا ہے کہ سلطان محمود غزنوی کو قصوں کا بڑا شوق تھا۔

جو شخص ایک دلچسپ قصہ پیش کرتا انعام پاتا۔

چنانچہ حکیم عنصری نے بھی ایک قصہ کے معاوضہ میں ہزار دینار

حاصل کیے۔ حسن مہیندی جو سلطان محمود کا وزیر تھا اس لیے جانچ پر

متاثر ہوا اور خود ایک بے مثال قصہ پیش کرنے کا دعویٰ کیا۔ سلطان محمود نے منظور کیا اور اس کے معاوضہ میں ایک شہر انعام دینے کا وعدہ کیا اور قصہ نہ پیش کرنے کی صورت میں شہر بدری کا حکم دیا۔ حسن ایک سال کی ہملت لے کر سفر کو روانہ ہوا اور تلاش کرتے کرتے سلطان وشنق کے دربار میں پہنچا۔ وہاں اس کو پتہ چلا کہ سلطان کے پاس ایک نایاب کتاب ہے جس میں اچھے اچھے قصہ مرقوم ہیں۔ حسن نے بیش بہا تحفہ پیش کر کے وہ کتاب حاصل کی اور سلطان محمود کو دے کر حسب وعدہ انعام پایا۔ اس کتاب میں تین قصہ تھے۔ قصہ بوستانِ ارم۔ قصہ سیف الملوک اور قصہ شاہ پال بن شاہ رخ۔“

راقم کو اتفاقاً ایک کتب فروش کی دوکان سے داستانِ سیف الملوک کا ڈرامہ مطبوعہ دستیاب ہوا جو لاہور کے ہے۔ ایس۔ سنت سنگھ پبلشرز کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ اس کتاب کے دیباچے میں معترف ڈرامہ اختر سہارنپوری نے جو ماخذ بیان کیا ہے اس میں اور ہاشمی صاحب کے پیش کردہ ماخذ میں کچھ تھوڑا سا اختلاف ہے۔ اختر صاحب نے لکھا ہے کہ ”سلطان



محمود غزنوی نے ایک کتاب 'مجمع الحکایات' سے سیف الملوک کا نام تمام قصہ سن کر یہ اعلان کرایا کہ جو شخص مکمل قصہ پیش کرے گا انعام خطیر پائے گا۔ اس پر حسن مہندی نے وعدہ کیا اور سفر کرتے ہوئے یہ معلوم کر کے کہ ایسی ایک کتاب جس کا نام 'زبدۃ الجواب' ہے سلطان دمشق کے خزانہ میں محفوظ ہے۔ دمشق پہنچا اور دربار سلطانی میں رسائی حاصل کر کے بادشاہ کو اپنا گروید بنالیا لیکن عرض مدعا پر جواب پایا کہ وہ کتاب بزرگوں کی عطا کی ہوئی ہے کسی کو نہیں دی جاسکتی اور نہ نقل کرائی جاسکتی۔ سال میں ایک دفعہ ماہ رمضان میں باہر نکالی جاتی اور خلوت میں قہتے پڑھ کر سنائے جاتے ہیں۔ حسن نے وقت مقررہ کا انتظار کیا اور جب وہ کتاب پڑھی گئی تو پس پردہ دو زرد نویوں کو بٹھا کر اس کی دو نقلیں کروالیں۔ یہی نقلیں اس نے سلطان محمود کو نذر دیں اور انعام حاصل کیا۔ ایک داستان کی حیثیت سے قصہ سیف الملوک کے ماخذ کا واقعہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ اختر صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ سلطان محمود نے اس قصہ کو فارسی میں تالیف کرایا اور حال میں میر محمد بخش صاحب نے پنجابی نظم میں اس کا ترجمہ کیا ہے۔

غواصی کا ترجمہ لفظی نہیں ہے بلکہ چیدہ چیدہ واقعات اور اصل قصہ کے

حالات نظم کیے گئے ہیں۔ اکثر نام بھی خواہی نے بدل دیے اور بے ضرورت طولانی واقعات حذف کر دیے۔ بہ اس ہمہ تصرف خواہی نے ترجمہ کو اصل بنانے کی ہمت کامیاب کوشش کی ہے اور ایک حد تک اچھی قصہ بنادیا ہے۔

## (قصہ کا خلاصہ)

ناظرین کی دلچسپی کے لیے اس قصہ کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے:-  
کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں شہر مصر کا ایک بادشاہ عاصم نول نامی تھا۔  
کئی ایک چھوٹے چھوٹے شہر اُس کے تحت حکومت تھے۔ عاصم نول ہمہ صفت موصوف تھا۔ دولت و شہرت خیل و سپاہ کسی چیز کی کمی نہ تھی لیکن دولتِ اولاد سے محروم تھا۔ اولیاء اللہ کی خدمت کرتا خدا سے دعا کرتا لیکن اولاد نہ ہوئی آخر مایوس ہو کر گوشہ نشینی اختیار کی۔ وزراءِ سلطنت نے باہم مشورہ کر کے بادشاہ کے ساتھ دھوکھوائے اور خوشخبری لے کر ایک روز بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بنجھوئے کہا کہ اگر بادشاہِ مین کے راجا کی بیٹی سے عقد کرے تو اُسے اولاد ہوگی۔ یہ مژدہ سن کر عاصم نول بہت خوش ہوا اور تحفہ و تحائف کے ساتھ اپنے ایک سفیر کو شاہِ مین کے پاس بھیجا کہ لڑکی کی خواستگاری کرے۔ شاہِ مین نے بہ خوشی قبول کیا

اور بڑے تزک و احتشام کے ساتھ شادی ہو گئی۔ جیسا کہ نجومیوں نے پیشین گوئی کی تھی بادشاہ کو اسی سال ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام سیف الملوک رکھا گیا۔ اتفاقاً اسی روز عاصم نول شاہ کے ایک وزیر صالح نامی کو بھی ایک لڑکا ہوا جس کا نام ساعد رکھا گیا۔ بادشاہ نے ان دونوں کی پرورش ایک ہی جگہ رکھ کر کی۔ چند سال میں سیف الملوک اور ساعد پڑھ لکھ کر فارغ ہوئے اور فنون سپہ گیری وغیرہ میں کمال حاصل کر لیا۔ جب یہ دونوں سن رشد کو پہنچے تو ایک روز عاصم نول شاہ نے دونوں کو دربار میں طلب کیا اور خزانے سے ایک صندوق منگوا کر اس میں سے ایک انگشتری اور ایک زرین کپڑا نکال کر سیف الملوک کو عطا کیا ایک خوبصورت گھوڑا بھی عنایت کیا اور کہا کہ ”یہ تحفے حضرت سلیمان نے مجھے دیے تھے جسے میں نے آج تک بہت حفاظت سے اٹھا رکھے اور اب چونکہ میرا کوئی اور وارث نہیں ہے اس لیے تجھے دیتا ہوں“ سیف الملوک یہ تحفے لے کر اپنے مقام پر آیات بھر جشن منایا اتفاق سے اس زرین پارچہ کو کھول کر دیکھا تو اس میں ایک عورت کی تصویر نظر پڑی جسے دیکھ کر غش کر گیا اور دیوانہ وار عاشق ہو گیا۔ بادشاہ کو جب خبر ہوئی تو اس نے ساعد کو بلا کر اس کپڑے اور انگشتری کے ملنے کا واقعہ اس طرح بیان کیا کہ ”ایک روز میں تخت پر بیٹھا تھا کہ

ایک طوفان گرد و غبار اٹھا اور چند پریاں یہ چیزیں لے کر میرے سامنے حاضر ہوئیں اور یہ بیان کیا کہ سلیمان نے میرے پاس تختاً بھیجا ہے اس پارچے میں شہباز ابن شاہ رخ بادشاہ اجنہ کی بیٹی بدیع الجبال کی تصویر ہے جو گلستانِ ارم میں رہتا ہے۔ اس لڑکی کو پانا بہت مشکل ہے، بہر حال شہر کے تجربہ کار حکماء علاج میں مصروف ہوئے لیکن کوئی دوا کارگر نہ ہوئی آخر بادشاہ عاصم نول نے شہزادہ کو دلاسا دیا اور لوگوں کو گلستانِ ارم کی تلاش میں روانہ کیا۔ ایک سال کے بعد وہ لوگ بے نیل و مرام واپس ہوئے آخر شہزادہ باپ سے اجازت حاصل کر کے خود ساعدہ کے ہمراہ گلستانِ ارم کی جستجو میں روانہ ہوا۔ پہلے سیف الملوک ملک چین میں پہنچا یہاں کے بادشاہ نے خاطر مدارات کی اور شہزادے کی آرزو بر لانے کے لیے گلستانِ ارم کا پتہ دریافت کرایا۔ ایک سو ستر برس کے ایک بوڑھے نے کھا کہ وہ تمام دنیا کی سیاحت کر چکا ہے لیکن اس نام کا کوئی شہر نہ دیکھا نہ سنا۔ شہر قسطنطنیہ چونکہ بہت بڑا تجارت گاہ ہے جہاں دنیا کے لوگ جمع ہوتے ہیں ممکن ہے کہ وہاں اس کا پتہ مل سکے شہزادہ یہ سنتے ہی بادشاہ چین سے نصرت ہو کر قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوا۔ اثناءِ راہ میں ایک ایسا زبردست طوفان آیا کہ تمام کشتیاں غرق آب ہو گئیں سیف الملوک اور ساعدہ علیحدہ ہو گئے

شہزادہ ایک تختہ پر بہتے ہوئے ایک جزیرے میں پہنچا جہاں تمام رنگی رہتے تھے۔ یہ لوگ شہزادہ کو کچر کر اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے۔ پادشاہ نے اس کو اپنی لڑکی کے پاس بھیجا کہ بھون کر کھا جائے۔ وہ جشن اس پر عاشق ہو گئی وصال کی طلبگار ہوئی۔ شہزادہ اس کی ڈراؤنی شکل سے گھبرا کر انکار کیا جس نے قید کر دیا۔ کسی طرح شہزادہ قید سے نکل بھاگا اور ایک ایسے جزیرے میں پہنچا جہاں بڑے بڑے دریائی جانور رہتے تھے۔ رات کسی طرح گذار کر وہاں سے بھی کوچ کیا اور جزیرہ کشتاراں میں پہنچا یہاں کی شہزادی بھی اس کے وصل کی خواہشمند ہوئی۔ شہزادہ وہاں سے بھی جان بچا کر نکلا تو سنگساروں کے شہر میں آ پھنسا۔ یہاں کے بادشاہ نے اسے ایک عجیب جانور سمجھ کر قید کر رکھا۔ اتفاقاً رکاس لوگ بھی شہزادے کی تلاش میں آ پہنچے اور سنگساروں سے خوب لڑائی ہوئی اس موقع کو غنیمت جان کر شہزادہ قید سے نکل بھاگا اور ایک ایسے جزیرے میں پہنچا جہاں تسمہ پالوگ رہتے تھے۔ یہاں مصیبتیں اٹھا کر کسی طرح رہائی پائی اور شہر قیصریہ میں آ پہنچا۔ اس ملک میں تمام بندر رہتے تھے صرف ایک انسان تھا جو ان کا بادشاہ تھا اس نے سیف الملوک کی خاطر تواضع کی اور کئی روز مہمان رکھا وہاں بھی مقصد بزاری نہ ہونے پر شہزادہ رخصت ہوا ایک جزیرے میں

آیا جہاں ہاتھی کے اتنے کوڑے دیکھے ڈر کے مارے ایک جھاڑ پر چڑھ بیٹھا  
 ایک شتر مرغ کو دریا کے کنارے بیٹھا دیکھ کر اُس کے پاؤں پکڑ لیے۔ وہ  
 شہزادے کو لے کر اڑا اور اپنے آشیانے میں لے گیا۔ شہزادے کو اپنے بچوں کی  
 غذا بنانا چاہتا تھا کہ ایک بڑا سیاہ اژدہا اُس کے بچوں کو نگل گیا شہزادہ وہاں سے  
 بھاگا ایک چشے کے کنارے پہنچ کر دم لیا وہاں ایک انار شیریں پڑا ملا جسے  
 کھا کر شہزادہ بحال ہوا۔ اتنے میں ایک پرندہ جو وہیں درخت پر بیٹھا تھا  
 دوسرے سے کہنے لگا کہ شہزادہ نے جو انار کھایا وہ ایک دیو کا تھا جس کی  
 تلاش میں اس نے بڑی مصیبت اٹھائی تھی یہاں پانی پینے کی غرض سے  
 آیا تھا انار بھول کر چلا گیا مگر ابھی آئیگا اور شہزادے کو کچا چبا جائیگا۔ شہزادہ  
 اس دیو کے بچے بھی سلیمان کی انگشتری کے سبب سے نجات پایا اور  
 آگے روانہ ہوا۔ جزیرہ اسفند میں پہنچا جہاں اس کی ایک شہزادی سے  
 ملاقات ہوئی۔ ایک دیو شہزادی کو سراندیل سے اٹھا لایا تھا اور یہاں قید  
 کر رکھا تھا۔ شہزادے نے حکمت عملی اور انگشتری سلیمان کی مدد سے اس دیو  
 کو مار ڈالا اور شہزادی کو لے کر چلا۔ اسی شہزادی سے سیف الملوک کو بیع الجمال  
 کا پتہ معلوم ہوا۔ شہزادی کو اس کے چچا تاج الملوک کے پاس لاکر شہزادہ

بہت خوش ہوا یہاں سے یہ دونوں سرانذیل پہنچے۔ شہزادی نے سیف الملوک سے وعدہ کیا کہ وہ اس احسان کے بدلے میں اسے بدیع الجمال سے ضرور ملائگی کیونکہ وہ (یعنی بدیع الجمال) اکثر سرانذیل آیا کرتی ہے۔ شہزادہ خاطر جمع ہو کر خوشحال پھرنے لگا۔ یہیں اس کی بازار میں ساعد سے ملاقات ہوئی دونوں بچھڑے ہوئے رفیق دوبارہ مل کر بہت خوش ہوئے۔ اتفاقاً انہی دنوں بدیع الجمال بھی آ پہنچی اور حسب وعدہ شہزادی اور اس کی ماں نے سیف الملوک سے اس کی ملاقات کرا دی۔ بدیع الجمال بھی شہزادے پر دل سے فریفتہ ہو گئی لیکن اپنے آتشی اور اس کے خاکی ہونے کی بحث پیش کی۔ آخر تصفیہ ہوا کہ شہزادہ بدیع الجمال کی دادی شہربانو کے پاس جائے اور اس کی سفارش سے بدیع الجمال کے باپ شہپال ابن شاہ رخ سے اجازت حاصل کرے بغیر اس کے شادی ناممکن ہے۔ شہزادہ راضی ہو گیا۔ بدیع الجمال نے اپنی دادی کو ایک خط لکھا اور ایک جن کو ساتھ کر کے سیف الملوک کو اس کے پاس بھیجا۔ شہربانو کو بھی یہ نسبت پسند آئی سیف الملوک کو ساتھ لے کر شہپال کے پاس پہنچی اور حکمت علی سے اُسے بدیع الجمال کے عقد پر راضی کیا۔ اس اثنا میں شہزادہ جسے شہربانو ایک باغ میں چھوڑ کر شہپال سے ملنے گئی تھی باز شاہ

دریائے قلزم کے آدمیوں کے ہاتھ گرفتار ہو گیا جو اسی کی تلاش میں سرگرداں تھے۔  
 بادشاہ دریائے قلزم اپنے بھائی کا بدلہ لینا چاہتا تھا لیکن جلاؤ کے  
 یاویر کے کہنے سے قید سخت میں رکھا کہ گھل گھل کر مر جائے۔ یہاں جب  
 تلاش ہوئی اور سیف الملوک کا غائب ہونا معلوم ہوا تو شہنشاہ کو بہت غصہ  
 آیا اور اپنے تمام لشکر کے ساتھ دریائے قلزم پر حملہ کیا۔ وہاں کے بادشاہ سے  
 سیف الملوک کی واپسی کا طلبکار ہوا اس نے دینے سے انکار کیا اور خوب  
 جنگ و جدال ہوئی آخر میں شہنشاہ فتحیاب ہوا اور سیف الملوک نے رہائی  
 پائی۔ گلستانِ ارم واپس ہو کر شہنشاہ نے بڑے تزک و احتشام سے سیف الملوک  
 کی بدیع الجہال کے ساتھ شادی کر دی۔ چند روز وہاں رہ کر سیف الملوک  
 سراندیل آیا اور سفارش کر کے ساعدی شہزادی سراندیل سے کرادی۔  
 یہ دونوں خوش و خرم اپنے اپنے مقاصد میں کامیاب ہو کر اپنی اپنی دہنوں  
 کے ساتھ مصر واپس آئے اور عاصم نول شاہ کو خوشخبری دی۔ عاصم نول  
 پھولوں نہ سمایا اور تخت سیف الملوک کے حوالہ کر کے اپنی زندگی کے بقیہ روز  
 عبادت میں بسر کرنے لگا۔



## (نام نہ تصنیف اور تعداد اشعار کی تحقیق)

بعض تذکروں میں ہم نے دیکھا کہ اس مثنوی کا نام سیف الملک و بدیع الجہال لکھا ہے۔ نقل کرتے وقت ہمارے زیرِ نظر چار مخطوطے رہے ہیں جن کا تفصیل ذکر آگے آئیگا۔ ان میں سے کسی میں بھی 'سیف الملک' بہ سکون لام نہیں ہے یا تو صاف 'سیف الملوک' لکھا ہے یا بعض جگہ ضرورت شعری اور بحر کی وجہ سے 'سیف الملک' لکھا ہے جو 'سیف الملوک' ہی کے معنی رکھتا ہے مثلاً ہم یہاں اصل کتاب ہی سے چند شعر نقل کرتے ہیں:

مخوشیاں سات امرت گھڑی فانی	سو سیف الملوک کر رکھیا نانونیک
مخوش ایسی نچل چندی دیک ات	لے ساعد کو سیف الملوک آپ سنگات
جو فرزند میرا ہے سیف الملوک	فدا اُس پہ تھے مال ہو یو ملوک
اپن درد تھے ہوا پے دردناک	بزرگ ہے جو سیف الملک ہو ہلاک
سُک اپنا پرایا دھیت و سکھیا	اُسے نانون سیف الملک کر رکھیا

ان مثالوں سے صاف ظاہر ہے کہ شہزادہ کا نام سیف الملوک ہی تھا اور اسی نام پر مثنوی کا بھی نام رکھا گیا ہے۔

سنہ تصنیف کے متعلق یہ محقق ہے کہ سنہ ۳۵۰ھ میں غواصی نے اس کی تکمیل کی۔ البتہ تحقیق طلب صرف ایک امر ہے وہ یہ کہ اسے سلطان محمد کے زمانے کی تصنیف سمجھنا چاہیے یا سلطان عبداللہ کے۔ نواب صاحب کے کتب خانے کے ایک نسخہ میں بادشاہ کی تعریف کے تحت ہمیں پہلا شعر حسب ذیل ملا جو دوسرے کسی نسخے میں درج نہیں ہے:-

”سوسلطان محمد قطب شاہ گنیمت جگ آدہا رہے ہو رجا گنیمت“

اور باقی شعر بادشاہ کی تعریف میں وہی ہیں جو دوسرے نسخے میں ہیں۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ یہ نسخہ ناقص الاخر ہے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ آخر میں بھی اس نے سلطان محمد ہی سے اپنی استعفا کی ہے یا سلطان عبداللہ سے۔ سنہ ۳۵۰ھ وہ سال ہے کہ اسی سال سلطان محمد کا انتقال ہوا اور اسی سال سلطان عبداللہ بارہ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا ظاہر ہے کہ ایک بارہ سال کی عمر کے لڑکے سے جس کو ابھی پوری طرح شاہی اختیارات بھی حاصل نہیں ہوئے (کیونکہ سلطان عبداللہ کے سن رشد کو پہنچنے تک اس کی ماں حیات بخشی بیگم نے سلطنت کا کاروبار چلایا تھا) اس طرح غواصی کا استعفا کرنا کہ وہ شعر و سخن کی قدر کرے غواصی کو دوسرے شعراء کے مقابلے میں تول کر دیکھے اور اضااف کرے۔

اپنی نظر ثابت سے سرفراز کرے تاکہ وہ اس سے بہتر اشعار کا ذخیرہ پیش کرتا رہے، ایک بالکل کم عقلی کی بات جوتی ہے۔ اگر ہم اس امر کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کہہ دیں کہ یہ تصنیف سلطان محمد ہی کے زمانے کی ہے لیکن چونکہ غواصی کو دربار میں رسائی حاصل نہ ہو سکی اس نے ڈال رکھی تھی جب سلطان عبداللہ کے دربار میں رسائی حاصل ہوئی تو بادشاہ کے نام کا شعر بدل کر اس نے سلطان عبداللہ کا نام لکھ دیا تو اس کے صحیح تسلیم کرنے میں خود غواصی کا ایک شعر مانع ہو

”بیس ایک ہزار مورخین میں کیا ختم یونظم دن تیس میں“

وہ کہتا ہے کہ ایک ماہ کی مدت میں اس نے یشنوی ختم کی۔ اس کا تصفیہ ہمارے خیال میں اس طرح ہو سکتا ہے۔ سلطان محمد کا انتقال ماہ جمادی الاول ۷۳۸ھ میں ہوا۔ اور اسی ماہ میں سلطان عبداللہ تخت نشین ہوا۔ غواصی نے جمادی الاول ۷۳۸ھ

کے قبل ہی یہ کتاب ختم کر لی تھی۔ محرم سے جمادی الاول تک خواہ کسی ماہ میں لکھی ہو۔ اور اس کا منتظر تھا کہ دربار میں رسائی حاصل ہو اور وہ بادشاہ کے نام سے معنون کر کے خود پیش کرے اسی آرزو میں سلطان محمد کا انتقال ہو گیا اور اسے موقع نہیں ملا۔ سلطان عبداللہ کے تخت نشین ہوتے ہی اُسے آثار و قرائن سے یہ محسوس ہونے لگا کہ بہت جلد وہ دربار شاہی تک پہنچ جائیگا

پس اس نے سلطان محمد کا نام اشعار سے نکال کر سلطان عبد اللہ کا نام لکھ دیا۔  
 بحر نام کے اسے اور کوئی چیز بدلنے کی ضرورت نہیں ہوئی۔ اس قیاس کو اگر  
 صحیح تسلیم کر لیا جائے تو بھی یہ ماننا پڑیگا کہ مشنوی سیف الملوک سلطان محمد قطب شاہ  
 کے عہد کی پیداوار ہے۔ یہ شعر جس میں سلطان محمد کا نام لکھا ہے اتنا صاف اور  
 موزوں ہے کہ کاتب کی تحریف کا گمان بھی نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا مزید کسی شبہ  
 کی گنجائش باقی نہیں رہی کہ خود غواصی نے اس شعر کو بدلا ہے۔

نواب صاحب کے کتب خانے کے تین نسخے ہمارے زیر نظر رہے۔ ان  
 تینوں میں تعداد اشعار مختلف ہے ایک میں (۱۸۲۲) اشعار ہیں دوسرے میں  
 (۱۸۷۲) اور تیسرے میں (۱۶۸۰)۔ آغا حیدر حسن صاحب کے نسخے میں (۱۹۷۵)  
 شعر ہیں۔ خود غواصی نے مشنوی میں کہیں اشعار کی تعداد کا ذکر نہیں کیا البتہ  
 ڈاکٹر ذور صاحب نے اُردو شہ پارے، میں اور نصیر الدین صاحب ہاشمی نے  
 ’دکنی مخطوطات‘ میں لکھا ہے کہ اس مشنوی کے دو ہزار شعر ہیں۔ یہاں ہم نے  
 جلد دو ہزار دو سو پچاسی اشعار جمع کیے ہیں۔ صحیح تعداد کا تعین کرنا بڑی مشکل  
 ہے اس لیے کہ جن چار نسخوں سے ہم نے یہ اشعار جمع کیے ہیں ان میں سے  
 کوئی بھی مکمل نہیں ہے جیسا کہ آئندہ نسخوں کی تفصیل سے معلوم ہوگا۔ ان نسخوں میں

اختلاف بھی بہت ہے۔ ایک ہی عنوان کے تحت اگرچہ سب نسخوں میں تعداد اشعار برابر ہے لیکن اشعار مختلف ہیں ایک میں جو شعر ہیں دوسرے میں اس سے مختلف درج ہیں ہم نے اس طرح ایک عنوان کے تحت جتنے شعر چاروں نسخوں سے فراہم ہو سکے جمع کر لیے جس کی وجہ سے تقریباً ہر عنوان کے تحت ہمارے اس نسخے میں تعداد اشعار زیادہ ہوتی گئی یہاں تک کہ آخر میں دو ہزار اشعار سے زیادہ کی تعداد ہو گئی۔

آغا حید حسن صاحب کے نسخے میں وجدی نے تین عنوان کے قصوں کو الحاقی بتایا ہے جن کے اشعار کی مجموعی تعداد (۱۵۹) ہوتی ہے یہ (۱۵۹) شعر کم کرنے پر بھی جملہ تعداد دو ہزار ایک سو چھبیس<sup>(۲۱۲۶)</sup> رہتی ہے نہیں معلوم یہ ایک سو چھبیس شعر کہاں سے آئے۔ بہت ممکن ہے کہ دراصل اس کے دو ہزار ایک سو چھبیس اشعار ہی ہوں صرف ایک اندازہ معلوم کرانے کے لیے دو ہزار شعر ہونا بتا دیا گیا۔

## (۵) زیر نظر مخطوطے

نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانے کے تین نسخے ہمارے زیر نظر رہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:-

۱۔ بہ خط نسخ قدیم دکنی بہ ظاہر مکمل ہے لیکن اکثر اشعار کم

ہیں۔ سائز ۶×۸ انچ غیر مجلد خاتمہ پر کی عبارت ”تمت تمام شد“ اس کتاب میں حاجی سلیمان بن حاجی احمد مقام بمبئی، تاریخ کتابت اور کاتب کا نام نہیں ہے لیکن رسم الخط سے قدیم معلوم ہوتی ہے۔ تعداد اشعار (۱۸۴۲) ایک ہزار آٹھ سو بائیس ہے۔

۲۔ کراؤن سائز مجلد بہ خط فارسی صاف اور واضح۔ فارسی عنوانات کے ساتھ آخر میں داستان کے خاتمہ کا ایک ورق نہیں ہے اس کے بعد کا حصہ مکمل ہے داستان کا آخری شعر جو اس میں درج ہے حسب ذیل ہے:-  
 ”خوشکد میر تھے رایاں کوں شادی ہوئی      اوشادی بڑی کیتیادی ہوئی“

تعداد اشعار (۱۸۴۲) ایک ہزار آٹھ سو بہتر ہے۔ کاتب کا نام وغیرہ کچھ نہیں صرف سنہ کتابت ۱۲۶۵ لکھا ہے لیکن یہ غلط معلوم ہوتا ہے اور بعد میں کسی کا اضافہ نظر آتا ہے کیونکہ رسم الخط سے یہ کتاب عہد قطب شاہی کی نہیں معلوم ہوتی اور نہ کتابت سے کیونکہ اکثر الفاظ کا املا بجائے قدیم صورت میں ہونے کے جدید شکلوں میں لکھا ہوا ہے۔

۳۔ ڈبھی سائز مجلد قدیم شکستہ خط۔ اس جلد میں پہلے چند ربدن امیرار مصنفہ مقیمی۔ لیلیٰ مجنوں۔ مصنفہ عاجز درج ہیں آخر میں مثنوی سیف الملوک ہے

جو ناقص الآخر ہے داستان کا آخری حصہ اور خاتمہ کے اشعار نہیں ہیں اس نسخہ کا  
آخری شعر یہ ہے:۔

”ننگر گلستان ارم کا تمام ہوا صاف جیوں جامِ حجم کا تمام“  
اس سے پہلے کی دونوں مشنویاں چونکہ مکمل ہیں ان کے آخر میں کاتب کا نام  
سے کتابت حسب ذیل مرقوم ہے:۔

”تمام شد بتاریخ پنجم و ششم شوال ۱۰۰۰ھ محد شاہی مطابق ۱۰۰۰ھ در شہر  
اوزنگ آباد راقم سید رحمت اللہ ساکن دہلی“ مشنوی سیف الملوک کی تاریخ  
کتابت بھی ۱۰۰۰ھ ہونا چاہیے اور کاتب بھی وہی۔

۴۔ ان تین نسخوں کے علاوہ ہم نے آغا حیدر حسن صاحب دہلوی  
پروفیسر اردو نظام کالج کے کتب خانے کے ایک قدیم نسخے سے اشعار کی  
صححت میں مدد لی یہ نسخہ مجلد و مطلقہ رائل سائز۔ نہایت خوشخط فارسی خط  
میں ہے ابتدا میں نصرتی کی گلشن عشق درج ہے جو ناقص الاول ہے اور آخر  
میں سیف الملوک ہے جو ناقص الآخر ہے آخری تقریباً اسی شعر نہیں ہیں۔  
یہ نسخہ ”ڈبی تھی سُنے میں جاں تہاں کہ ایسا سخی بے بدل ہے کہاں“

پر ختم ہوتا ہے اور نہایت اہم ہے کیونکہ اس کا کاتب قریبی زمانے کا ایک

مشہور دکنی شاعر وجدی ہے جس کی تصنیف بچی باچا ہے۔ وجدی نے داستان کے متن میں کچھ اضافہ کیا ہے اور حاشیہ پر انہیں الحاقی لکھا ہے چنانچہ حسبِ نل داستانیں اضافہ ہیں جو کسی دوسرے نسخے میں نہیں ملتیں :-

(۱) گرفتار شدن سیف الملوک بدست کفتاراں ۴۴ شعر

(۲) رسیدن بہ جزیرہ را کسان و گرفتار شدن ۵۸

(۳) گرفتار شدن بدست دوال پایاں ۳۸

(۴) سلسلہ بیان میں دو جگہ متفرق اشعار کو الحاقی لکھا جن کی تعداد ۱۹ ہے اس طرح جلد ایک سے (۱۵۹)

اشعار کا اضافہ کیا ہے۔ ان اشعار کے الحاقی ہونے کی وجہ وجدی نے یہ لکھی ہے کہ

اکثر اشعار یہ ردیف و قافیہ ہیں اور یہ خواہی ایسے قادر الکلام کے قلم سے نکلے

ہوئے نہیں مانے جاسکتے۔ لیکن یہ وجہ قابلِ قبول نہیں اس لیے کہ اور اشعار

جن کو وجدی نے خواہی کے تسلیم کرتے ہوئے لکھے ہیں ان میں بھی اکثر غلط قافیہ

و ردیف کے آگئے ہیں۔ لہذا یہ تصفیہ کرنا بہت مشکل ہے کہ ان اضافہ اشعار

میں کتنے الحاقی ہیں اور کتنے حقیقی۔ وجدی کے لکھے ہوئے نسخے میں جملہ

(۱۹۷۵) ایک ہزار نو سو پچیس اشعار ہیں ایک جگہ وجدی نے عمداً اشعار ہل

کہہ کر چھوڑ دیے ہیں اس طرح تعداد اور بھی کم ہو گئی۔ گلشنِ عشق کے خاتمہ پر



وجہی نے ان مثنویوں کے نقل کرنے کی وجہ اور تاریخ کتابت خود نظم کی ہے جس کے آخری شعر یہ ہیں :-

”جیولگا آپنا مشقت سوں خوش گونڈیا یوہرتے نو سرہار  
’خان جو وہے سہی اسمعیل نیک خونیک نام نیکو کار  
’وولیا جیوں مجھ اشارت خاص لکھ دکھایا شکستہ بستہ نگار  
’سال تاریخ بس ہے اے وجہی سیرگلشن دسے نین کوں بہار

اس سے معلوم ہوا کہ اسمعیل خاں نامی کسی شخص کی فرمائش پر وجہی نے یہ دونوں مثنویاں ۱۱۳۸ھ میں نقل کی تھیں۔ ہم نے فٹ نوٹ میں جو اشعار کے نسخے دیے ہیں ان میں تمیز کرنے کی خاطر نواب صاحب کے پاس کے نسخوں کے لیے (س) اور آغا حیدر حسن صاحب کے نسخے کے لیے (ح) لکھا ہے۔

عبد قطب شاہی کی مثنویوں کا معیار معلوم کرنے کے لیے ایک ملک الشعراء کی مثنوی سیف الملوک سے بہتر نمونہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ ارباب تحقیق اپنی ادبی کاوشوں کے لیے اس مثنوی سے بہت کچھ استفادہ کر سکتے ہیں فقط

میر سعادت علی رضوی۔ ام۔ ا

یکم فروردی ۱۳۷۷ھ ضلعی





ملا غواصین

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

## حمد

کر نہار <sup>پیشا</sup> حم بادشاہی سو توں  
 رعیت ملک تیرے فرمان کے  
 کریں نوبتیاں سوں <sup>چھلانگ</sup> النک دم بدم  
 زحل کون رکھیا کر فرنگ دازتوں  
 تیری فتح دولت دیا مے کے بھٹاٹ  
<sup>نقارے ساز و سامان</sup>  
 چھڑی دار <sup>چوہدار</sup> تجھ دار کے جھاڑ سب  
 سو بارہ <sup>چوہدار</sup> سلحدار تیرے مدام  
 ترے دار کے سرگرد ہیں دیتے  
 اتنے

الہی جگت کا الہی سو توں  
 ترے حکم نکل تو گزہ آسمان کے  
 بہر یائس گزبان <sup>پہاڑ</sup> پیچ تارے خشم  
 فرنگیاں سوں بجلیاں کے چرخ سازتوں  
 جہاں لگ جو بادل کے ہیں گرد گزرات  
 ہستی تیرے دربار کے پہاڑ سب  
<sup>پہاڑ</sup> جو بارہ اماماں ہیں ان پر سلام  
 نبیاں ہو رہے <sup>اور</sup> لبضے ولیاں ہیں جتے

تیری بادشاہی کو کچھ انتہا نہیں  
 آخر نیے بہر یا غیب کے غیب تے (۱۰) ہوا توں اپنی پاک پھر عیب تے  
 بسایا ہے تر جگ کا ایک ہاٹ توں  
 کھلایا جنت کی کوڑاں تہیں  
 چندا میں تے توں چننا کاڑتا  
 دکھاتا تما شے عجب دور تھے  
 ہر یا کر رکھیا توں زمیں ساٹ کون  
 نوپے پھول ڈالیاں پہ بار آئی سو  
 جو کچھ توں کرے سو سرے جم تھے  
 غواصی جو تجھے دار کا خاک ہے  
 دکھا کیمیا کر توں مجھ خاک کون  
 تیرے ملک میں غیر کون نیست میں  
 دکھایا ہر ایک کون ایک باٹ توں  
 بند ہایا شفق کے پہاڑاں تہیں  
 سورج تے گرم دھوپ توں پاڑتا  
 دیا رنگ پھل پھول ہو رپاٹ کون  
 او تشریف ہے تجھ کئے پانی سو  
 سدا سیوے مل ساٹ عالم تجھے  
 تیری باٹ کا محض خاشاک ہے  
 دے رنگ میں مجھ دل کے پھل پھانک کون

ع۔ ا ہے پاک توں عیب ہر عیب تھے۔ (ح)

ع۔ کھلا پھول کر بیج خاشاک کون۔ (ح)

# دعا

رحیم سچا توں غنی ہوئے رے (۲۰) غنی تجھ بھرا نہ ہیں کوئی رے  
توں مقبول ہے مقبلاں کا سچیں تہیں نور روشن دلاں کا سچیں  
جو کوئی زندہ دل ہے توں اُن کا حیاتِ حقیقی  
جو ہوں یا الہی تراد اعلیٰ میں

تو مجھ داس پر کھول در فیض کا  
طاوت دے مجھ آس کے باغ کون  
دِسا میں بڑا کر جواں مرد مجھے  
عطا کر مجھے کچ تیری ناپوں سولے  
تیرے نور کی رہ دکھانا مجھے  
جلادے میرے جیو کی آگ کون  
سدا کب میرا سوا خلاص کر (۲۱) تیرے خاص بندوں میں مجھ خاص کر

جکا جوت تج دھیان کیرا رتن  
ہماں کر مجھے باٹ کے اوج کا  
میرے من کے صندوق میں کھین  
شہنشاہ کر گیان کی فوج کا

میساکا دے منجوں آثار جسم  
 بہر اہریت کے چشمتے میرے کلک میں  
 میری حبیب کون کر شکر بارجم  
 رتن غیب کے لیا میرے سلکت میں  
 جو غواص ہو چھ سہراتا اچھوں  
 نئے مضمناں دہن لیا تا اچھوں  
 بحق نبی ہے جو تیرا رسول  
 مناجات غواص کا کر قبول

## در لغت

سچا توں محمد سچا مصطفیٰ  
 توں طہ توں لیلین توں ابطی  
 سچا ہے توں احمد سچا مرتضیٰ  
 توں اُمی توں کئی توں مرسل سہی  
 توں ہاشمی ہو رشتہ نشی رسول (۴۰)  
 توں ظاہر توں باطن نبی بے نظیر  
 توں قائم توں حجت توں حافظ سچا  
 توں جھکج توں کہے سو کرے رب قبول  
 توں شافع توں سابق توں اعط سچا  
 دیا تچ بنی ناپوں رب اکیل  
 توں دیو نہار ساریاں کوں ایماں توں  
 توں صاحب سچا ہے جگت تین کا  
 توں دیو نہار ساریاں کوں ایماں توں  
 توں دیو نہار ساریاں کوں ایماں توں  
 توں دیو نہار ساریاں کوں ایماں توں

توں ظاہر توں پنہاں اچھے سبیتے  
 وے ہر کڑی مل اچھے رب سیتے  
 زمیں تھے عرش پر گئے شہ سوار  
 کرے توں گذرل میں کئی لا کبار  
 ملائک یو پروانہ تج نور کے  
 ولیاں سارے ذرہ ہیں تج سور کے  
 طلب کا جو سر پر رکھیا تاج توں  
 دیا تل میں جانور معراج توں  
 خدا ہو رتج میں جدائی نہیں  
 کسے رب سوں یوں آشنائی نہیں  
 ہنٹیلی تیرا لوح انگلی قلم (۵۰) تیری مشیت میں عرس کرسی ہے جم  
 خدا کا جو عالم ہے جبہ ہزار  
 رہیا ہے تیرے چھاؤں تل برقرار  
 تو جس ٹھاؤں اپنا رکھے پاؤں توں  
 تو در حال جیو آوے اس ٹھار کوں  
 زباں دیوے توں بے زباں کتھیں  
 فرج بخش جیواں کے کاناں کتھیں  
 تو ہیں سب کوں جنت میں لیجا ہنار  
 تو ہیں معجزیاں کوں سودیکھلا ہنار  
 غواصی جو صدقا ہے تج ناؤں پر  
 خدا جیو ہے اس کا تیرے پاؤں پر  
 بنی کے ابابکر اصحاب ہیں  
 سوداگرے عمر ابن خطاب ہیں  
 سو عثمان بنی کے بڑے یار ہیں  
 ہمیشاں دوان کے وفادار ہیں  
 ہمیشہ



تحتیات اُن کے اوپر لاکھ لاکھ مخالف انوکھے اچھو جم ہلاک  
 رہیں

## مدحِ حضرت میراں محی الدین قدس سرہ

قسم کھاؤں میں سورہ لیسین ہوں کہ حق بعد ہے جیو میرا تین سوں  
 حمایت جو مج بس اہے تین کا محمدؐ۔ علیؑ۔ ہور محی الدین کا  
 کہ یو تین سو ایک ہیں دوئی میں دودیکھے سوا حول بنا کوئی نہیں  
 دلیاں میں ولی سو محی الدین ہیں مقرب دلی سو محی الدین ہیں  
 محبتاں جتے ہیں سگل طالباں (۹۰) یو محبوب کے ہیں ووسب مطلوباں  
 تہیں غوثِ اعظم سو مشہور ہے چراغِ نبیؐ کا تہیں نور ہے  
 خدا کے سو ہے شیر کا شیر یو دہرے سب منے تیز شمشیر یو  
 کہ اس بات شاہد ہے بندہ نواز محمد حسین ہے گیسو دراز  
 محی الدین کا قدر اُنو فام آپیں کہے ہیں نود ہور نہ نام آپیں  
 جکوئی جو محی الدین سوں پہر پڑے ٹوٹے گردن اسکی تکیں سر پڑے  
 اسے چھوڑ جو کوئی منگے دین کوں نہیں دین وایاں اس ہین کوں  
 حقیر ذیل

نہ اس کو خدا نا محمدؐ - علیؑ  
 جو کوئی ایک دل ہے محی الدینؒ  
 دیوانا گنا ہو پھرے ہر گلی  
 سرفراز ہے او دنیا دین سوں  
 خوش اس تھے خدا ہو ر محمدؑ علیؑ  
 کہے غین ہو ر داو الف صا دا یہ (۱۰۰) محی الدینؒ کون آچھے یاد اے  
 جہاں لک محی الدینؒ ہیں تمام  
 ہیں مقبول اللہ کے والسلام

## تعریف سلطان عبد اللہ قطب شاہ

جو سلطان عبد اللہ آفاق گیر  
 چندا چونداں خسروی برج کا  
 سو لکھن شہنشاہ گردوں سریر  
 امولک رتن حسن کے درج کا  
 اسی قطب کا قطب تارا ہے چھاؤں  
 عطا شدہ کون او تخت کا ٹھاؤں ہے  
 کھڑے ہو رہیں ڈرتے ہر جہاں  
 دیکھیں شاہ کون یوں کہ لیوں تمام  
 بہت اس شہ کے سیوک ہوں سیوین تمام  
 پیریاں دیو آویں وطن چھوڑ سب  
 بہتہ

۱۰ سلطان محمد قطب شاہ گنہیہ  
 جگ آد ہار ہے ہو ر جگ دستگیر (س)

مگر پھر کہ دنیا میں اوتار ہو      سلیمان آیا تخت سوار ہو  
 عجب کیا جوشاہاں مل آویں تمام      سو بندگی کا خط دیکھے جاویں تمام  
 جلالت بہرِ احوال دیکھے شاہ کا (۱۱۰)      کیلجا پھٹے مہر ہو رہا ماہ کا  
 کئے عدل پوشہ ہر یک ٹھاوسوں      کہ نوشیرواں کا چھپاناؤں سوں  
 دلیران سو سبیت تھے کلتے ڈریں      گویاں میں تے شیراں نکلتے ڈریں  
 اسی شہ دلاور کے ڈروا سٹے      ستارے کھڑے ہوں نہ سکا تھاستے  
 اگر شہ جو فرماوے یک تار کوں      چلاتا لیکر آوے سنسار کوں  
 بچن سن کے یا جوج شہ دہاک تے      چھپا جا کے پاتال میں خاک تے  
 قوت شہ کا پا کر مکھی سار کی      تھپیڑاں سورتم کے مکہ مار تی  
 حمایت سوشہ عدل کا پاؤ کر      بدل جا وطن کر رہیا باؤ پر  
 دے شہ کوں یوں ہات تیج آبدار      کہ حیدر کے جیوں ہات میں ذوالفقار  
 جم اس شہ کوں یو کامرانی سچے      عدالت میں نوشیروانی سچے  
 اگر علم کی بات پوچھے جسے (۱۲۰)      اندازا نہیں مارتے دم کے  
 کہ ہیں شہ کوں روشن گیت راز سب      چھپے غیب کے جو ہیں آواز سب  
 اگر کوئی لیویں گوند کچ دل منے      کہے کھول شہ فام کرتل منے  
 سوچ

منگے دل جو نک شاہ گنجیر کا  
 لٹکتا جوشہ جاوے جسٹھاوے حل  
 انبرسات جو گرد گھیرے آہیں  
 رضاشہ کی ہووے ذرا چور کا  
 خزینے جو ہیں شہ کے بھر پور ہو  
 جتا اُس خرچے تو سہتر تہا نہیں  
 نہ ایسا کہیں شاہ سو جان ہے  
 نہ شہ سپار سورج کس آسمان میں (۱۳۰)  
 فدا شہ پہ چند سور آسمان کے  
 غواصی جو شاعر ہے شہ کا دمام  
 جہاں لگ یو دنیا بسن ہار ہو  
 جہاں لگ اچھوشہ کی شاہی قرار  
 اچھو دوستاں شہ کے شہ چھانوں  
 کہ شہ گھر سداعیش کا کاج اچھو  
 پون پر بند ہاوے محل پیر کا  
 ہو آ پڑے فرش ہو پاؤں تل  
 سوشہ کے رنگارنگ ڈیرے ہیں  
 لیویں تل منے تخت چند سور کا  
 جواہر کے ہیں عین سمندر ہو  
 جتالیا کہ بھرتے تو بھرتا نہیں  
 نہ ایسا دلاور کہیں جو ان ہے  
 نہ شہ سار تن ہے کسی کھان میں  
 جتے ہیں رتن جگ کیرے کھان کے  
 کرے یوں دعا شاہ کوں صبح و شام  
 جد ہاں لک یو انبر نراد ہار ہے  
 رکھے من سوں شہ کوں پروردگار  
 دینے ہو ر سب دشمنان یا نوں تل  
 بے لگ دنیا شاہ کا راج اچھو

## تعریف سخن

قلم کا فونوں تھے جو نکلنا بہار  
 بچن کا پڑیا ناد سروں میں  
 بکچ راز پردے میں ہیں غیب کے  
 ویتے سب بچن میں سماتے ہیں (۱۲۰) بچن تیج تھے بہار آتے ہیں  
 بچن تھیں سدا حبیب کوں تیج ہے  
 بچن عرش کرسی پوتھے دلمے ہیں  
 بچن کا فضیلت جم اونچا ہے  
 بچن کا اے گرم بازار جسم  
 بچن تیج ہووے خدا کا صفت  
 بچن تے شہاں کون سر آتے ہیں  
 بچن تے سوالاں جو اماں ہوویں  
 بچن تھے مراداں جگت پاؤتے  
 بچن تھے بھلے اور برے کام سب  
 سو پہلے بچن کوں کیا آشکار  
 کیا ٹھار آجیو کے تن میں  
 جو کچھ ہیں چھپے بھید لاری کے  
 بچن آدمی کے بدل آئے ہیں  
 بچن کے نہ کوئی حد کوں پونچا ہے  
 بچن کوں پروہے ہر یک ٹھار جم  
 بچن تے ہووے نعت اور نقبت  
 بچن تیج بھو بان پاتے ہیں  
 بچن تے حساباں کتاباں ہوویں  
 بچن تھے ملک ہو گر گراں آوتے  
 ہر ایکس کون ہوتے ہیں فام سب  
 معلوم

بچن تیج ہووے سدا صلح و جنگ (۱۵۰) بچن تیج حاصل ہووے ناؤ تنگ  
 بچن تھے ہوئی فام نیکی بدی بچن تھے ہووے منہتی مبتدی  
 بچن تھے دلاں ہات لیتے اہیں بچن تھے کیتے جیو دیتے اہیں  
 بچن تھے چلے دین و دنیا تمام بچن کے ہیں محتاج سب خاص و عام  
 بچن تھے گھراں ہووے میں کھڑے بچن تیج ہوتے ہیں لوگاں بڑے  
 بچن موتی ہیں جیو کے کان کے بچن پر تھے داریں رتن کھان کے  
 بچن کی پو جھلکار نو بھان میں ستار انہیں ہے کس آسمان میں  
 بچن غیب کے ہیں عجب جوہراں بچن کے سو ہیں جوہری شاعران  
 بچن کے سمند کا ہوں غواص میں دہر نہار ہوں موتیاں خاص میں  
 جگت جوہری سب میرے پاس آئے میرے خاص موتیاں کوں جیو کر لجاؤ  
 چڑے ہات موتی یو جس راج کے (۱۶۰) تو سر پر رکھے جوڑا د پر تاج کے  
 اُن کا بہا کوئی دے نا سکے بغیر راج بھی کوئی لے نا سکے  
 اُن قیمت

جگت جوہری چل جو مجھ پاس آئیں  
 تو اس خاص موتیاں کوں جیو کر لجاؤں  
 (ح)

## در حسب حال خود گوید

جو یک دس نخل میں سحر گاہ کر چلیا پھول باڑے کدن خیال دہر  
 سو یوں کچھ وہاں پھول بار آئے تھے سبز پوش ڈالیاں پہ جھلکائے تھے  
 مگر پانچ سوں شمع کے جھاڑ کر دیوے لیائے تھے نور کے سرسبز  
 میرا روح پروانہ کے سار کا چرائے جو عاشق ہے نوروں کی جھلکا کا  
 دیکھ اس شمع کے جھاڑ کوں نور کے لگیا پھر نے خوش کھول نیکہ سو کے  
 منجے حالت اسٹہار پیدا ہوا سعادۂ کیرا دن ہویدا ہوا  
 میرے بخت کا سور جھلکا گیا میکہ اقبال چوند ہر تھے دکھلایا  
 کوڑاں کھلے سب میرے فام کے کھلے پھول مقصود کے کام کے چاروں طرف سے  
 میرا جیب بیل ہو بولن لگیا (۱۷۰) چھپے غیب کے نئے کھولن لگیا  
 ہوا عقل کا دست مایا مجھے تو اس دہات خاطر میں آیا مجھے  
 کہ بچاؤ نادل تے تازا نگار جو دنیا میں اپنا اچھے یادگار ہے

۱۷۰۔ وجدی کے لکھے ہوئے نسخہ میں جیب کو مونث لکھا ہے یعنی ”میری جیب بیل ہو بولن لگی“





خیالوں کے فوجاں کو دوڑا دیا  
ہزاراں نوے تشبیہاں لائی

بنایا نوے مضموناں ہو رہی  
دیا طبع کو زور پر زور بھی

رچیا بول پر بول یوں رس بھرے (۱۹۰) جو اس تھیں میٹھائی کے پھر اں چھڑے

میرا گیان عجب شکرستان ہے  
جو اس تھے میٹھا سب ہندوستان ہے

جستے ہیں جو طوطی ہندستان کے  
بھکاری ہیں منج شکرستان کے

شکر کھا میرے شکرستان تھے  
مٹھے بول اوٹھے او پس گیان تھے

کہیا میں جو کچھ آئی سو فام میں  
کیا نانوں یک روم ہو ر شام میں

اُچھایا طرز ایک تازا میٹھا  
جگت بیچ پاڑیا آواز ا میٹھا

دکھایا ہنس موشگافی کیا  
سلامت کے تیں سرے صافی دیا

نزاکت کوں میں آپ لے خیال تھے  
دکھایا ہوں باریک کربال تھے

دیا تازگی شعر کے دہات کوں  
سحر کر دکھایا ہر یک بات کوں

لطف منے میں سخن سنج ہوں  
دہر نہار لک غیب کے گنج ہوں

جو میں ہم سوں طبع آزمائی کروں (۲۰۰) تو ساریاں اوپر پیشوائی کروں

کہوں تازے مضمون یک تل میں  
کہ سجد اُلتے ہیں مجھ دل میں

ہنر کی گوی کا سو میں باگ ہوں  
بچن کے او تم گنج کا تاگ ہوں

سکے کون ملنے میرے طور میں      کہ رستم ہوں میں آج کے دور میں  
 میری حبیب کبرگ ہے آبدار      سد ایتھرا پانی دہرے بے شمار  
 میں آپ حبیب کی کبرگ تاثیر تھے      بچن کا لیا لک یک دہیر تھے  
 فہم کا سو گنجھیر دریا ہوں میں      جواہر کے موحاں سوں بھیرا ہوں میں  
 عطار دسو ہے کلک مجھ ہات کا      دوات ہے سو میرا چند رات کا  
 لگن ساتوں دفتر میرے شعر کے      ستارے سو جو ہر میرے شعر کے  
 جو کچھ تشبیہاں خوب مقول ہیں      میرے خیال کے بن کے وہ پھول ہیں  
 میرے طبع کا جھاڑ جم لیا دسے بار (۲۱۰)      کھلے پھول تسکوں ہزاراں ہزار  
 یو امرت سو بتیاں بڑے شوق سوں      میں لکھنے لگیا دل کے ات فوق سوں  
 قلم جو پا چلبلا نے لگیا      دو جیباں سوں مجھ کوں سرائے لگیا  
 جہاں ہوئے مذکور یو داستان      دلاں کوں دیوے سور یو داستان  
 سنیں عاشقاں یو توجیراں ہوئیں      پڑ ہیں پیر مرداں تو پھر جواں ہوئیں  
 نرخیں جلجت کا توں سامی ا ہے      دیا و نت داتا نامی ا ہے

بلی جاؤں اُس کی دیا کے اوپر  
 جو مجھ دل کے سمدر پر دوڑ یا  
 سو میرے خیالوں کے سیپیاں مئے  
 سویوں کو چ موتیاں اُبلنے لگے  
 جو دل سمدر کوں موج پر موج آئی (۲۲۰)  
 ہر ایک موج چون ہرتی جوں فوج آئی  
 سو فوجاں مجھے شوق میں لیا ئے ہیں  
 جو غواص ہوں میں کمر باند یا  
 سویوں موتیاں ڈہال لیا نے لگیا  
 جو سات اینہراں میں سمانا کے  
 سو موتیاں کے آنگے لیا اس میں  
 پر دے لگیا پیس آپ ہات سوں  
 ہر ایک ہار سینکا رسنار کا  
 کہوں استاں سر بسر کھول میں  
 مہربان رب کی مینا کے اوپر  
 غنایت کیر اسانیت برسایا  
 ہر ایک بندت سانت کے آجے  
 خیالوں کے سیپیاں میں ڈلنے لگے  
 جو اہر کی جھلکار دکھلائے ہیں  
 سو سمدر میں دل کے ڈبکی لیا  
 جو اہر کے لیا اس بھانے لگیا  
 کسی کے چہاں میں آنا کے  
 مدد منگ اپنے خدا پاس میں  
 رنگا رنگ ہاراں بہت بھانیتوں  
 سورج ہو ڈبے جوت ہر ہار کا  
 کروں جگ کوں بتیاں ٹھون لیاں

## آغاز داستان

کہ حضرت سلیمان کے وقت پر  
 اتھا مصر میں راج ایک نخت ور  
 شہر مصر کا تھ اتھا تخت گاہ (۲۳۰) اتھے تھ تس غبط تل بیمل بادشاہ  
 نول عاصم اس راج کا نیکانوں  
 شہاں میں اتھا اس شرف وں ٹھا وں  
 اودانا و عاقل جواں مرد تھا  
 مسلمان خدا تر کس بادرد تھا  
 بند اس کے گھر کا سوا قبل تھا  
 اتھے گھوڑے پاکاہ میں نولاک اے  
 اتھا شکر اس کے پاس بے شمار  
 چلا جاگ آپر حکم ہر سال یوں  
 آدک چھاؤں کا رو کہہ تھا شہر یار  
 سدا راج کرتا اتھا آپ ستا  
 سو یکدیس اپس میں اندیشہ کیا  
 اتھا مصر میں راج ایک نخت ور  
 اتھے تھ تس غبط تل بیمل بادشاہ  
 شہاں میں اتھا اس شرف وں ٹھا وں  
 مسلمان خدا تر کس بادرد تھا  
 بسا تنو اسے کو ٹھریاں مال تھا  
 تیر انداز تفنگی تھے تنولاک اسے  
 شجاعیت میں ہو ردل میں نامدار  
 کیا بادشاہی سوں خوشحال یوں  
 ولے سرو آزاد جویں تاجدار  
 ولے اس کوں بیٹی نہ بیٹھا اتھا  
 فکر زاد ہومن میں یوں لائیا

کہ اپس ملک مال پروردگار (۲۴۰) تیا کچ دیا ہے جو نہیں اس شمار  
 وے کوئی جتن اس رکھنا نہیں <sup>اپنے پاس ہے</sup> خائن <sup>رکھنے والا</sup> نہیں  
 نجانوں یو مال ہو ر ملک یو ولات <sup>نجانے</sup> اور یہ شہر  
 اگر کوئی فرزند ہوتا منجھے <sup>مجھے</sup>  
 بڑا نالوں ہوتا میرا اٹھا اٹھا <sup>جگہ جگہ</sup>  
 حکومت میرا ہات چڑتا اُسے  
 درنیا بڑا غم ہے منج دل میں <sup>باتھ</sup> <sup>گلتا</sup>  
 پشماں اس دہات ہوتا اچھے  
 صبا اٹھ کرے خیر خیرات بھوت  
 خدا کے ولی خوب اچھے کوئی جہاں  
 منگے جا کے پہلے یہی مدعا (۲۵۰) کرے خدمت ہو را ون کی لہوے دعا  
 نہ نہیں نیند نادن کول آرام تھا <sup>راہ</sup>  
 لیا دو کہہ بیچارے کول چونڈ ہر تے گھیر <sup>چونڈ ہے</sup>  
 وہ چنتا ہوا من میں غم بھید سب  
 چھلے بیچیا گھر میں چالیں دیں <sup>دن</sup> <sup>چھڈ</sup>

وزیراں جو دولت کے تھے بھڑھڑا  
جو کوئی جو وزیراں منے خاص تھے  
سوادیس ہو رصلح ابن حمید  
مہا بل کئے پیش ہوئے سوں بچار  
ادب ساتل شہ کے آگے ہوئے  
سو نگین دیکھا شاہ کا حال سب (۲۶۰) بکودے ہو رہیا ہے رنگ لال سب  
بہتیر گئے ہیں دیدے دو کھوں پس کر  
کہ جاگے یہ خطرہ نہ تھا ٹھار کوچ  
کہے آکے اے خسرو نامدار  
توں کیا فکر کرتا ہے دن ہو ررات  
نزدیک ہے جو لشکر میں فتنّا اٹھے  
کہ یو کام تیج شہ کوں واجب نہیں  
اگر کوئی شاہاں سنیں گے یو بات  
توں عارف ہے تجکوں میں کیا کہیں  
شہنشاہ اس بات کوں سون کر  
ملے شہ کے دربار سب ایک بار  
جو شہ سوں دہر نہارا خلاص تھے  
یو دونوں کمر باندھ ہو مستمید  
بھجن کرنے دو کہہ شاہ کا کر قرار  
درس شاہ کا جوں بچھا دیکھئے  
گئی ہے فکر تے کمر بیٹھ کر  
نکل جیو جانے نہ تھا بہار کوچ  
رکھے تجکوں خوشحال پر دروکار  
یو کیا کام ہے توں جو کپڑیا ہے ہات  
خلل ہووے ہو ر ملک تیرا لے  
تیری عقل کوں یو مناسب نہیں  
تو خوش یاب سے ناکسے دہات ہات  
تیرا حال یو دیکھ کیوں چپ رہیں  
دیا جاب معقول یوں چون کر

کہ اسے خیر خواہاں اور کچھ فام کے (۲۷۰) تردد کر نہاں ہر کام کے  
 میں اس وقت ووشاہ گنہگار ہوں  
 کہ جوڑا نہیں منج جھانگیر کوں  
 کہ شاہاں نہ سوئیں میرے دہاک تھیں  
 لڑتے مرے عدل کے ہانک تھیں  
 جو ہٹ کر اگر میں دہروں دل منے  
 تو دشمن کوں رہنے نہ دیوں تل منے  
 (جو ہٹ کر اگر میں کر دوں دل میں دند  
 تو رہنے کسی کوں نہ دیوں اند گند)  
 کسی شاہ کا ڈر نہیں کچ مجھے  
 و لے ایک یو غم کیا بچ مجھے  
 شہاں میں اگرچہ ہوں میں چک پتی  
 و لے گھر کوں میں کوئی دیو اب تی  
 یہی ہے میرے دل کوں دہڑکا بڑا  
 سو کیوں ملک مج بعد ہوگا کھڑا  
 اسی واسطے سخت دلگیر ہوں  
 وزیراں منے شاہ سوں یو بچار  
 بنو میاں کو یکہ ہر تی حاضر کئے  
 دیکھے کھول جیوں شہ کے طالع قوی (۲۸۰) خوشی سب کے تیں کھ دھائی نوی  
 ستارا اٹھا جاگہ شہ بخت کا  
 شہنشاہ کے طالع قوی پانیکر  
 کہ اے بادشاہ بھو گنی بخت ور  
 توں فرزند کے کارن اب غم نہ کر  
 بشارت دیے شہ کوں یوں آسکر  
 توں فرزند کے کارن اب غم نہ کر  
 قسمت والا

یمن کے جو راجے کی بیٹی ہے ایک  
 او سے منگ تیج شاہ کول ووجے  
 سنیاس بشارت کو جوں شہسوار  
 پریشان خاطر ہوا جمع نو  
 کیا سجدہ اس وقت شکرانے کا  
 مہاراج گنہیر عاصم نول  
 بلا بھیجا سب امیراں کے تئیں (۲۹۰)  
 دیا حکم آئند پابے حساب  
 جو لکھنے کول نامہ جوں آیا دبیر  
 سمجھ شاہ کے دل کے سورات کول  
 کہ اے بھوگنی شاہ سمرت سجن  
 جہاں آفریں ہے جو سب پر قدیر  
 جو تمنا کول کر بادشاہ بین  
 بڑے ہیں تمہیں نیک نامی میں آج  
 بہوت دن تھے منج دل میں شہسوار

چند سور کھاتے ہیں شکر سکول دیکھ  
 کہ دیگا خدا اس تھے فرزند تجھے  
 خوشیاں ساتھ گھر میں تھے نکلیا بہار  
 لگا دینے من کپرا شمع نو  
 سو پایا جو تھا مد عا پالنے کا  
 چڑیا دیک اپس بات اقبال بل  
 گئی پیشوا ہور وزیراں کے تئیں  
 لکھیں نامہ شاہ بین کو شتاب  
 اشارت سول من شہ کا پایا دبیر  
 لکھیا نامہ بیگی کر اس دہات سول  
 تمہارا سدا گرم اچھو انجمن  
 جگ آد بار ہے ہور جگ دستگیر  
 کیا ہے عطا تخت گاہ بین  
 دیں بے بدل احتشامی میں آج  
 محبت تمہارا کیا ہے تدار



اگرچہ ہمیں ظاہراً دو ہیں دور  
 لیکن ہیں باطن میں دونوں حضور  
 میرے دل میں یوں آؤ تا ہے اقبال (۳۰۰)  
 جو ظاہر و باطن اچھے ایک حال  
 تمہارا امیر اگھر سو ہے ایک گھر  
 تمہارا کہیا ہے میرے سیں اوپر  
 لیکن سنیا ہوں میں تمنا کوں ایک  
 اگر اس میرے عقد میں لیا گئے  
 تمہارا وفا وار کھلاؤنگا  
 محبت سوں گزران کربات کوں  
 جو کچھ خلتاں خسروانی اتھے  
 اتھا مرتبہ خسروانی جتیا  
 دیے دبے سات حاجت سنگت  
 آگے مہتر سوں خزانہ کے  
 آگے بڑھان  
 ایک ملک یکیک شہر یکیک لات (۳۱۰)  
 ایک ایک ملک  
 اُلگتے اُلگتے چلے تا میں  
 کہ شہ مصر کے ملک کا بے نظیر  
 جو شاہ میں شہر سنگار سب  
 ایک ایک ملک  
 خبر کئے میں کے شہنشاہ کن  
 حجابت کوں بھیجا ہے اپنا وزیر  
 کتک سات رُجھ اپنا بہار سب  
 رچا

مجالس بھرا خسروی شان سون  
 ہو نامہ سراسر بڑا یا تمام  
 ہو خوش لکھے سو ہریک <sup>پڑھنا</sup> بین پر  
 قبول کیا <sup>جو کچھ</sup> لیائے سو یاد گار  
 نوازا <sup>جو کچھ</sup> سبکل خاص ہو عام کوں  
 جو شاہ میں شادمانی کیا  
 دیا اپنی بیٹی کوں اس شاہ کوں (۲۲۰) بندیا عقد سورج کوں اس ماہ کوں  
 تمام اوس عروسی گیری کالج کی  
 زربانکے <sup>صاف اصلی</sup> بید نچھل درج کاں  
 پریاں سی کینزاں <sup>اچھے</sup> اتم ذات کیاں  
 ہریک صاف تن ڈہال موتی دیسے  
 سبھی کسو تاں انکوں رنگ رنگ سب  
 غلاماں کیتک خوب صاحب جمال  
 کیتک <sup>سونا طلا</sup> طیلے کے مثل تاتار کے  
 دریائی ترنگ ہو رہتی بے شمار  
 بل بھیجا سب کوں ہو مان سون  
 سو مقصود خاطر میں لیا یا تمام  
 لے نامہ رکھا آپ نے من پر  
 رکھا یا جتن یاد سوں <sup>اپنے آنکھوں</sup> ٹھہار بھار  
 دیا خلعتاں سب کوں اکرام سوں  
 بڑی میہ سہمانی شہانی کیا  
 کیا مستعیدی بڑے ساج کی  
 بڑے مول کے تحفے لک درلکاں  
 چنچل <sup>چوہ</sup> چھند بہریاں سورج دہا کیاں  
 نوے رنگ جالی میں جوتی دیسے  
 ہریک خوش منا ہو خوش آہنگ سب  
 سنا بانڈے کہنڈیاں کیتک کر ڈال  
 کیتک فرش بمثل زرتار کے  
 اموک کیتک جنس کے یاد نگار  
 بے بہا

جو تھا مرتبہ ہمیں زکیرا جتیا      کیا مستعد یک طرف تھے وِتما  
 بڑے مرتبے سوں سہرا بے حساب (۳۳۰) لکھیا مفسر کے شاہ کول یون جاب  
 کہ اے بادشہ جگ پتی نامدار      تیری بادشاہی اچھو پرستار  
 سد افتخ و نصرت سوں تول راج کر      بسے لگ دینا نیت نفعے کاج کر  
 تول دریا ہے گنج پھر گن گیان کا      کہ ہوتا تول فرزند صفوان کا  
 دیکر جو مجکوں کیسا یاد تول      سو روپ روپوں کیسے کیسا دتوں  
 نوازیا مجھے ہو کیا منبر از      بڑے عمر کی بیل تیرے دراز  
 جو کچھ امر تیرا سوں میں سرلیا      قبول اپنے جو دل سون کیا  
 کہ میری جیا کا تول جیو دان ہے      فدا تج یہ او پاک داماں ہے  
 جو مجھ ہو فرزند ہوتا اگر      تو یکدہرے کرتا فدا تج اوپر  
 مبارک تجھے خواستگار ی اچھو      یوناری سدا تجکوں پیاری اچھو  
 لکھیا یونادش کراس دہات سات (۳۴۰) بڑے غلغلے ہو مراتب سنگات  
 اند کی خوشی منگ اللہ کن      دیا پاکی بھیج اس شاہ کن  
 جو منزل بہ منزل سو آنے لگے      انبر ہو دہرت جگمگانے لگے  
 شابی سوں چل رات دن آئیے      جو زیبا رتن شاہ تئیں لائیے

جو نزدیک جوں مہر کے آئیے      آگے ایک حاجب کوں دوڑائیے  
 جو عاصم نول شہ خبیر پائیے      اُس سات خوشیاں منے آئیے  
 منگے تیوں آگے اُس کی آیا مراد      جکج دمنیں تھا سو پایا مراد  
 کیا کاج کا ساج خوش ٹھاڑھا      ہوا جگ میں یو کاج سب سنگار  
 دو محلاں چیرسوں جیائے تمام      صد زخمر دانی سنوارے تمام  
 قماشوں سے آسمان کے تادمول      بچانے لگے جاں تہاں کھول کھول  
 بٹے باٹ دہگ نورتن کے بچائے      (۲۵۰) مرصع کے خوش بارگاہاں اُچائے  
 کدم زعفران کوں گلانے لگے      گلاں حوض خانے بھرانے لگے  
 پسامشک مٹھل نیر میں گھال کر      دکھائے نو ایک برش گال کر  
 ملے مجلساں ہو روزیراں تمام      سلمدار سردار امیراں تمام  
 رنگارنگ ہوا شاہ کا بھار سب      جھلکنے لگیا جرٹ سنگار سب  
 ہوئے مستعد سب خوش آنیکے سات      اند پر اند لک خوشیاں ہات ہات  
 رنگیلا حشم گت سو ہر ٹھار رُج      چھپار استا بھار پر بھار رُج  
 اپنے شاہ عاصم ادیک ذوق سول      اُس پائیکر من میں اس شوق سول  
 نکل کر کھڑا جوں شہ دانیال      خوشیاں تھے کھلیا ہے بدن گلاب

منگشاہ تیزی پون سا شتاب      نہ صاوج رکھے کوئی اس کا رکاب  
 سوہا تاں منے پین کر ہست کر (۳۶۰) اتم ذات تیزی کے اوپر ال چڑ  
 یکس طرف قیصر جو کپڑا ہے زین      کہ دو جی طرف شاہ فغفور چین  
 چلیا سامنے ہونے اس حور کوں      نچھل نور کے پاک سمندر کوں  
 دیا مے لگے پیٹ سوں گا جنے      بجنت ہر یک عنبس کے باجنے  
 اٹھے بول جنتر دو تارے تمام      لگے گاؤ نے گا ہنارے تمام  
 اگر عود عنبر جلانے لگے      بخوراں کے آسمان چھانے لگے  
 دیکھے لوگ اس حور کے شاہ کوں      ملے سامنے آکے بھومان سوں  
 ہوئے دو طرف تے سلا لکیریاں      ملے ہور کھلے جوں کلیاں ڈالکیاں  
 دے تعظیم سب کوں کیا بات شاہ <sup>سلام علیک</sup>      لے دُنبال سب کوں اپنا ت شاہ  
 جیوں آیا نخل شاہ میدان میں      اوجالا پڑیا سا تو آسمان میں  
 محل دار ہر یک دو صاحب جمال (۳۷۰) اڑانے لگے شہ پہ میگٹے رو مال  
 رومالاں کے عکساں جھلکنے لگے      ہوا پر سو بجلیاں چلنے لگے

بھرے تھے ہر یک ٹھاروں خاص عام  
 متی بہت آنگے سہا تے اتھے  
 ہر یک بہت ہیشل مقبول خوب  
 ترنگ باؤ کے پاؤں کئی لک ہزار  
 بچکتے اپن چھانوں دیکٹھاؤں میں  
 نفیریاں و بر غم اٹھے یوں تراٹ  
 ستے بادئے بھر لے پھل نیرسوں  
 جو آہستہ ڈگ ڈگ چلانے لگے  
 نظر تل دیسا سارے عالم کوں یوں (۲۸۰) سلیمان شہ عاروس بلقیس جوں  
 اپن شہر میں شاہ جیوں آئیسا  
 جو اس حور کی آئی جیوں پالکی  
 شہنشاہ جیوں لاک درجے سنگات  
 و اشوق پر شوق اس شاہ کوں  
 چھپ گئے تھے یکدہرتے تائے تمام  
 پہاڑاں مگر چل کر آتے اتھے  
 مرصع کی پیٹیاں اُپر جھول خوب  
 چتر میں حیارے سکے ناچتار  
 مرصع کے ٹوڈر ہر یک پاؤں میں  
 سینے آسمان کے گئے پھاٹ پھاٹ  
 چھڑکنے لگے چوکدہن دہیرسوں  
 چندر سور بھانت ہو سرانے لگے  
 محلاں میں سب کوں بلا لائیسا  
 خوشی ہوئی زیادہ نول لال کی  
 چلاے کے خلوت میں تعظیم سات  
 سو دیکھیا گھوگٹ کھول اُس ماہ کوں

تجلی و کھیت ویں ہوا بیت رار  
 لطافت سوں کر صلح ہو ر جنگوں  
 اسی رات اُس سات صحبت کیا  
 خوشی سوں لیا شاہزادی کے ہات  
 میسر ہوا ذوق دن ہو ر رات  
 یکایک جو قدرت کیرا ہل ہوا (۳۹۰) کیتک دن کوں امید کا پھل ہوا  
 سودوڑائیاں دل کوں بے اختیار  
 مدن کا متا ہو گیا سنگ سوں  
 مدن کا منی مد پہ عشرت کیا  
 بندیا اُس کے گوہر کوں لباسات  
 اند پر اند کا نغوشیاں دہات دہات  
 یکایک جو قدرت کیرا ہل ہوا (۳۹۰) کیتک دن کوں امید کا پھل ہوا

## حکایت تولد شدن سیف الملوک

الہی جو صاحب ہے سنار کا  
 جو بیٹا دیا شاہ کوں بے بدل  
 سو عاصم نزل شاہ پایا بہت  
 خزانے دینے جو کھولن لگیا  
 گنا تیرت جگ منے کاج یوں  
 دعا سوں اچھا ہات بھوت قسالت  
 خوشیاں سات امرت گھڑی فال دیک  
 جو دیتا ہے منگیا گنہار کا  
 چندر سور تے خوب نزل نچل  
 بہر حال فرزند ہوا کر اپس  
 رتن ہیر کے راس کھولن لگیا  
 گنا ناسکے جگ میں کوئی راج پو  
 منگیا اپنے فرزند کوں بھید حیات  
 سو سیف الملوک کر رکھیا نانوں نیک

جو تھا صالح اس شاہ کیرا وزیر      خدا اُس کے حق پر ہوا دستگیر  
 اُسی رات اُسے ایک بیٹا دیا      دیوا اُس کے گھر کا سوروشن کیا  
 مبارک گھڑی میں دیکھتے خال او (۳۰۰)      سو ساعد کر اس کا رکھیا نازوں سو  
 جو اس حال تھے شہ کوں اپنے بے خبر      پھو گیا سر تھے بھی خرمی پائیکر  
 بلا بھیجا بیگ <sup>جلدی</sup> صالح کے تئیں      کہیا یوں کہ اس نہات منگتا ہنیں  
 جو یو دونوں بالک مل کیٹھا رچیں <sup>ہیں</sup>      بد ہیں ایک دل ہو کہ ہوریا رچیں  
 منگا بھیج ساعد کوں ویں شہر بار      دو دایاں کیھا دونوں ایک ٹھار  
 خوشیاں سوں نجومیاں کیں بھیجا بلا      دیکھیا شاہ زادے کے طالع کھلا  
 سو طالع میں اُس کے یوں آیا نکل      کہ چودہ برس میں یکا یک اول  
 بڑا غم اُسے ہو کہ دیکھلائے گا      گزربہئے جفا اُس اُپر جائے گا  
 تماشا دیکھے گا بہت نہات نہات      ہلاک ہوئیگا خلق اُس کے سنگات  
 دے شاہ مانی ہے آخر اُسے      بڑی کا مرانی ہے آخر اُسے  
 سُن اس بات کوں شہ برامان کر (۳۱۰)      توکل کیا اپنے رحمان پر  
 بہر حال دونوں کو پالنے لگیا      سوتل تل کوں اسپند جالنے لگیا  
 برس سات کے جیوں یو دونو ہوئے <sup>چار</sup>      معلم کوں یک خوب پیدا کئے



لیجا کر جو سبلائے کتب میں  
 لکے علم تحصیل اس دہات سول  
 ہوئے خوشنویسی کے یوں ہات میں  
 بتر انداز ایسے ہونکے دو دوئے  
 قوی دست یوں کس میں کامل ہوئے  
 ہوئے مستند زور سادہن منے  
 ولے شاہزادہ سو مقبول تھا  
 اگر ہوئیں پیدا سورج لاک لاک (۴۲۰) تو آنا سکے اُس کے برسم کوئی ٹاک  
 کہ ہیں بہار سواری جو جاتا اچھے  
 جو کوئی اسکول دیکھے سو عاشق ہوئے  
 طلبکار ہو یک دن آند سول  
 گکے پڑنے دن رات دونوں جنے  
 جو دم مار کوئی ناسکے بات سول  
 جو ساآتوں قلم آئے تھے ہات میں  
 برابر ان کے نتھا جگ میں کوئی  
 جو رسم تے یکدہات فاضل ہوئے  
 رسیدے ہوئے ہر ہنرفن منے  
 مگر جیو کے ڈال کا پھول تھا  
 دیکھیں شہر کا خلق آتا اچھے  
 گنوا ہوشن بہوش مطلق ہوئے  
 طلب جی کیا شاہ فرزند کول

داستان طلب نمودن بادشاہ و عطا کردن خلعت

و عاشق شدن سیف الملوک

سو یک دس سیف الملوک جگ اجمال  
 شہنشاہ کے جیو کے چمن کا نہال

محبت سوں ہو ایک تن ایک دل  
 چلیا شہ کوں تسلیم کرنے بدل  
 دیکھیا شاہ دونوں کے تئیں جو نجبا  
 کیا امر بیسو کمر دوئی کوں  
 ہوا من میں خوشحال اس دیا ہات سوں  
 اپنے لگیا پیار کا دل میں شوق (۴۳)  
 سو چونکہ ہر جڑت یوں جڑے تھے اُسے  
 ووصندوق کھول ایک انگشتری  
 پنچھل زر زری خوب زلفبت ایک  
 سو سیف الملوک کے دیا ہات میں  
 منگایا اتم ذات تیزی انوپ  
 کیا پیش کش ہو رنوا یا بہوت  
 یو تیزی اتم ہو ر یو انگشتری  
 میرے تئیں دیے تھے سلیمان بھیج  
 عجب کچھ خزانے میں میرے ہیں یو  
 گئے بخت درجاں ساعد سوں ل  
 ادب سات سر بہوئیں دہرنے بدل  
 سونے ہو رو پے کے دکر سیاں منگا  
 لگیا دیکھنے بھر نظر دوئی کوں  
 کہیا جائے نا او کسی بات سوں  
 منگایا خزانے میں تے یک صندوق  
 جو طاقت نہ تھا اُس نجبانے کسے  
 جھکنا لگینا سو جیوں مشتری  
 یو دوست کوں کاڑا پے شاہ دیکھ  
 ہو خوشحال بہو تیج اسی سات میں  
 پون ساز جلدی میں اپروپ کوپ  
 بلا کر کہیا اے میرے منکے پوت  
 یو زلفبت نرل پنچھل زر زری  
 پریاں ہو ر دیوان کے سلطان بھیج  
 دیا ہوں تجھے میں کہ تیرے میں یو

کہ مج تج بغیر کوئی فرزند نہیں (۲۴۰) عزیز ارجمند ہو رہا لبستہ میں  
یوہستان تجھے آرزانی اچھو تیری عمر کوں جاودانی اچھو  
خوش اس دہات فرزند کوں سمجھایا دے تشریف دو نو کوں بھوڑا یا

## مُل شدن سیفِ ملوک بر تصویر بدیع الجمال

عجب رات نزل تھی اس دن کی رات جھکتے تھے نوراں میں کدے ہات ہات  
نخل آئیکر چاند تاریاں سیٹے جھکتا تھا جگمگاریاں سیٹے  
نچھل چندنا سب میں پڑتا تھا سو جیوں دودھ کپیرا و دریا تھا  
نئے بن پون ہکا مکاتی تھے چمن درچمن لکاتی تھے  
خوش ایسی نچھل چندنی دیکھ رات لے ساعد کوں سیف الملوک آپ سنگات  
صراحی و پیالے کی مجلس بہر آپ لگے ذوق سوں مینے بھر بھر شراب  
نچھل گاہنارے سو گانے لگے ریجھانے کے باجے بجانے لگے  
مجالس جمے راگ ہو رنگ سوں (۲۵۰) ہوئے مست پیالے کیرے سنگ سوں  
ادھی رات گتے ہوئی ایسے دہات رہے ماندے ہونیند کیرے سنگات

ہوئے لوگ یکدہر تھے سب اے ٹھا  
 یکا یک سودل کوں لگیا جیوں تلش  
 دیکھیا کھول کر سر سبر جیوں اُپنے  
 وہ تصویر دیکھ ویں دوانا ہوا  
 پس میں لگیا روو نے زار زار <sup>وہیں</sup>  
 ووصورت نظر میں رہی چوب کر  
 دیا سنگ ساریاں کیرا چھوڑ کر  
 اندھا سے بھری کوٹھری میں یکٹ <sup>پہا</sup>

یکٹ شاہزادہ سو تھا ہوشیار  
 سوشل زلفیت کا ووقماش  
 سو تصویر پایا عجب اس منے  
 وہی عشق کا اسکوں بھانا ہوا  
 سو پڑنے لگیا بے خبر ٹھاٹھا  
 سو جاگا کیا دل منے خوب کر  
 لیا کھینچ دم سب تھے کہہ موڑ کر  
 سو جا پر رہیا بے خبر ہونیٹ

## دیوانہ شدن سیف الملوک

جو ساعد ہوا نیند میں ہوشیار (۴۶۰)، لگیا دیکھنے تائیں انکھیاں پیار  
 نظر میں پڑا شاہزادہ کہیں  
 سو پایا اندھا رے منے ایک ٹھاٹھا  
 آنجھوا انکھیاں میں تھے ڈھلتے تھے  
 ندیاں ہو کے دو دہرتی چلتے تھے  
 نہ ذرہ خبر کچ اُسے ذات کی

لگیا دیکھنے تائیں انکھیاں پیار  
 لگیا ڈھنڈے حیران ہو ہر کہیں  
 پڑا تھا اکیلا دو کھوں بہت راز  
 نہ طاقت زباں کو ہے کچ بات کی

جتا ساعد سکوں اچانے کوں جائے  
 جتا پاؤں پر کر منانے کوں جائے  
 و تا آپس دکھلاے بہوش کر  
 بدے جاب چپ ہے فراموش کر  
 اٹھیا ساعد اس دیکھ کر تھلا  
 لیا ہتیاں سول کمر <sup>بھیلا</sup>  
 جو در حال شہ کوں خبر جادیا  
 یکا ایک شہ کا سینا تر خیا  
 جو دکھیں کوں بیٹے کے آیا نزدیک  
 سو بیتاب سختیچ پایا ادیک  
 کہیا یو بنجھ میاں کیرا قول ہے (۴۰) وہی رنج ہے ہو رہی ہول ہے  
 جو کچھ شاہ کیرا جو ایمان تھا  
 سو سیف الملوک جان سو جان تھا  
 ملک مال پر شہ کوں لانا چھے  
 دیکھے باج بیٹے کوں تل نا اچھے  
 جو مجلس بھرانے کے تئیں بھار جائے  
 تو فرزند کوں دل منے یاد لیاے  
 کہ ہیں ٹکب جو دلیکیر پاوے اسے  
 نکل دھڑ میں تے جو جاوے اسے  
 صبا اوٹھ بلا دور دے بے شمار  
 سنا ہو روپا باند کھنڈیاں بٹاے  
 دیکھیا یوں جو بیتاب <sup>چاندی</sup> یکبارگی  
 سو اس وقت پرس کوں نا کر خبر  
 دغا یاں کوں دھو دھوپا نے لگیا  
 لکھیا تعویذ <sup>پچھ</sup> لیا بندھانے لگیا  
 دعاؤں

## علاج کردن سیف الملوک

جیتے تھے حکیمان اپن شہر کے (۳۸۰) حلب چین ہو ر ماورالنہر کے  
 شتابی سوئے مندرمان صادر کیا و تیاں کول بلا بھیج حاضر کیا  
 کتے وضع سول سب کے دلایے کہیا مہربانی سیتی لے گئے  
 جو فرزند میرا ہے سیف الملوک فدا اس پر تھے مال ہو ریو ملک  
 مجھے اس بغیر کوئی مندر نہیں عزیزا رجبند ہو ر و لبند نہیں  
 ہوا ہے یکا یک جو بیتاب ہو کہ دیتا نہیں ہے کسے جاب یو  
 کر گیا دوا جو کوئی درد فام دیو و گھاٹ سے بادشاہی تمام  
 سن اس بات کول شاہ گنجھیر تے اٹھے سب حکیمان سو یکد میر تے  
 کہے شہ کول سب درد ہمن نام ہے کر گئے دوا یو کتا کام ہے  
 حکیمان دیکھین ناڑی جیوں آئے ہیں دزد ظاہر کچھ نہیں پائے ہیں  
 ہوئے یک طرف تے پشیمان سب (۳۹۰) رہے درد ناقام حیران سب  
 جو اس درد کا جنس کچھ ہو دتا تو دارو و درمن کول رچ ہو دتا  
 سچیں ہر درد کول ہے ہر کیں دوا و لے عشق کے درد کول نیں دوا

اچھے جس کے تیں عشق کا درد جو      بچارے حکیمان کریں کیا کہو  
 مُسلم شہنشاہ ہوا لا علاج      نہ تھا کام اُسے کچھ بیٹھے روئے باج  
 ہوا گھبرا شادمانی سٹیا      نیٹ نیند دانا و پانی سٹیا  
 پریشان کھوٹا

## رفتن ساعد پیش سیف الملوک

سویک دیں آئے وزیراں سیکل      کہے شاہ کوں یوں کہ اے شہ نول  
 کچ اس بات تدبیر کرنا بھلا      کچ اس فکر میں پاؤں دھرنا بھلا  
 نہو نا ایتے وضع سوں گھا برا      کہ رہنما تچ اس دیہات سوں ہر برا  
 سرانذیل تر اسب پشیمان ہے      دکھی ہو مسلم پریشاں ہے  
 اپن درد تھے ہوا پے دردناک (۵۰۰)      نزدیک ہے جو سیف الملک ہو ہلاک  
 بھلا ہے جو ساعد ٹاک اُس کے نزدیک      اچھے اُس کے دوک دروہیں ہو شریک  
 وہی اُس کے دل کا سوانت پائیگا      وہی اُس کوں مارگ منے لائے گا  
 شہنشاہ کوں خوش لگیا یو بچار      دیا بھیج ساعد کوں بیٹے کے ٹھار  
 راہ

۱۰۰ کہ یوں گھا برا ہو دنا خوب میں      مکھ انجھواں سوں یوں دہو دنا خوب میں (ح) ۱

گہلا شتا ہزاوے کے جویں و تزئینک  
 گہلیا روونے زار اُستے ادیک  
 کہیا یوں کہ اے لال صاحبِ جلال  
 نہ سورج چندر میں ہے تیرا مثال  
 ترا نور ہر ٹھار معسور اچھو  
 ترا دل خوشیاں سات جم پورا چھو  
 ہے مج نین کوں نور تج نور تھے  
 سدا سور مجکوں تیرے سور تھے  
 اب ہر کھول مج سات کچ بولتوں  
 ترے دل میں کیا ہے سو کہہ کھولتوں  
 کہ تیرا سدا میں وفادار ہوں  
 ہر ایک ٹھار تیرا میں غمخوار ہوں  
 بیکارک یو آیا ہے کیا فکرتج (۵۰)  
 لگیا ہے کسوں دھیان ہو ذکر تج  
 نظر کس سوج پر پڑی جگ کیرے  
 جویں نہت اُبلتے ہیں جل کے مچھے  
 ترا چاند کن ہے توں کس کا چکور  
 جو تمل کوں ہوتا ہے توں طور  
 کہے باج توں کچ مجھے فام نہیں  
 سنے لگ میرے دل کوں آرام نہیں  
 مجھے کھول کر توں کہے تو بھلا  
 وگر بنیں تو میں کاٹ لیونگا گلا  
 کمر میں تے دیں اپنے خنجر کوں کاٹ  
 گیا آہنا پیٹ لینے کوں پہاڑ  
 دیک اے حال در حال سیفا الملوک  
 پکڑ ہات ساعد کیرا دیکہ مویک  
 برہ آگ سوں جل بلا آہ مار  
 اُنکارے نین میں تے ڈالیا ہزار  
 پچھانیا کہ ساعد وفادار ہے  
 اپن دو کہہ ہو رد کا یار ہے  
 اپنے



دو زلفت کا پارچہ لائیا      جو تھی صورت اُس میں سود کھلایا  
 کہا میں اسی کا دیوانا ہوں بہیت (۵۲۰) اگرچہ اپن ٹھار دانا ہوں بھوت  
 یہی روپ لہرایا ہے مجھے      یہی حُسن بے سُدہ کیا ہے مجھے  
 کہیں روپ دنیا میں اس طرح کا      نہ دیکھیا ہے کوئی خلق سنار کا  
 کہ لگتی ہے کئی دل کوں حیرانگی      بنجانوں چھوٹے کیوں یو دیوانگی  
 سنیا راز ساعد اپن یارتے      رضا لیکر آیا جو اُس ٹھار سے  
 شہنشاہ کوں تسلیم آکر کیا      سوا و صورت حال سب بولیا

## پارچہ زلفت اور دن پریاں

عجائب لگیا شہ کوں اس بھید پر      کہیا کھول تو سب کوٹوں سرسبر  
 دو زلفت جو میں دیا تھا اُسے      جو خوش ہو عنایت کیا تھا اسے  
 میں یک دیں بھیٹا تھا تخت پر      سود دیکھیا یکا یک اُسی وقت پر

۵۔ اٹھیا سر کیا شاہ کوں دین سلام      سودہ صورت حال بولیا تمام (ح)

۶۔ سونیا کان دہر شاہ جیوں سرسبر

جو بار اٹھا اک بڑے زور کا      دھارا اٹھا سخت شر شور کا  
 چھپا تھا لگن اس دھارے تلیں (۵۳۰) پریشان تھا خلق بارے تلیں  
 سو ویسے میں والے تے نکل بہاروں      کیتک شہ پریاں عین جھلکاروں  
 میرے تخت کے آگے آیاں تمام      کیاں مچلوں دیکھ یکطرف تھے سلام  
 کہیاں منجوں اے صاحب تخت تاج      ہمنکوں سلیمان بھیجا ہے آج  
 ووزر بخت کا پارچہ لائیاں      میرے آگے رکھہ کھول دکھائیاں  
 جو تھا اس منے صورت بے نظیر      بھولیا دیکھ صورت وومیر ضمیر  
 لیا میں اسی وقت پریاں تے اینٹ      کہ صورت کسی کا ہے پایا میں نٹ  
 کہیاں کھول یوں منج اوپر کر کرم      یولیا یاں میں از گلستانِ ارم  
 کہ ہے شہ پری یک بدیع الجمال      سویو پاک صورت ہے اُس کا مثال  
 او شہبال بن شاہ رخ راج کی      سو بیٹی ہے بہت شرم ہو راج کی  
 پرے ہو پریاں جہاں لگ تمام (۵۳۱) کر میں آ کے شہبال کوں سب لالم  
 ووزر بخت بے مثل نا ہووے کر      یک انگشتی لیک ترنگ تس اوپر  
 لیکر آئیکر پیش کش منج کیاں      یکاٹیک سب غیب ہو کر گیاں  
 نہ جانیا میں اس دہات ہو گیا لکر      کہ اصلانہ تھا کچ منجے یو خبسر

سلیمان تو نہیں ہے جتیا اتال  
 یہاں کون ایسا ہے جان ہو پچھان  
 لگیا فکر آتش کوں اس دہات کا  
 اندیشے منے پڑ ہو دگلیر ادیک  
 کہیا اے میرے من کے نوری نہال  
 توں جس روپ کیر ادیوانہ ہے  
 اوتالانکو ہو کہ تج زیان ہے  
 تجھے اس وقت پر صبری بھلی  
 بچھانت سیتی خوب پچھان توں  
 کیتکے پین خاطر کوں یک جمع راک  
 جو لیووں پرے میں کلاہات پاؤں  
 جو اس دہات سوں منگ مہلت لیا  
 پتیا باپ کی بات سیف الملوک  
 کہ دستا ہے مج سرسبر کام گھال  
 جو دیوے گلستان ارم کا نشان  
 معما دسپا مشکل اس بات کا  
 ہکوں شاہزادے کے آیا نریک  
 او جالا دو جگ کا سو تیرا جمال  
 او ڈھنڈ نے سو عالم میں پانا ہے  
 (۵۰) اوتالا کرن ہار نادان ہے  
 توں عاقل ہے تج عقل پوری بھلی  
 نہ کریوں اپس کوں پریشاں توں  
 درد دو کہہ تھے کر لے سینے کو پاک  
 خبر تیرے مقصود کی ٹھاؤں ٹھاؤں  
 سو لوگاں کوں ملک ملک بھیجیا  
 رہیا دم پکڑ چھوڑ دے درد و دک

لگیا پھر نے خوشحال ساعد سگایت پڑ کر رہیا ووا سے دن ورات

## فرستادن رسولان شہر شہر در تفحص گلستانِ ارم

گہر سنج اس بے بدل گنج کا کہے کھول یوں قصہ اس رنج کا  
چو گئے تھے رسولان تمام ایک بار لگے ڈھنڈ نے عالم منے ٹھار ٹھار  
سو ڈھنڈ نے لگے کر اوتا لا تمام (۵۶۰) سٹے جا کے عالم پہ جالا تمام  
خراسان روم ہور شام ہور ختن <sup>بیزار</sup> حبش ہور گجرات دلی دکن  
عراق ہور شیراز رے ہور خجند بخارا بلخ یزد ہور سمرقند  
سمنجاں کا شان سجان سب حلب چین توراں ایران سب  
مخا اگرہ ہور سگل پرنگال سومشرق و مغرب جنوب ہور شمال  
لنکا پڑ لنکا ہور بنگالا دگوڑ بچارے جدہر کے ادھر دوڑ دوڑ

من۔ نظر را کہہ مقصود پر کھول دل لگیا پھر نے خوشحال ساعد سول (ح)

من کہ جیوں لوگ مستید ہو ایک بار گئے تھے خبر لیاؤ نے ٹھار ٹھار (ح)

گئے یک طرف تھے جگت تل اوپر      پنائے گلستاں ارم کا خبر  
 برس ایک لگ سب پریشان ہو      پھر آئے مصر کوں پشیمان ہو  
 سنیا جیوں یو احوال سیف الملوک      لگیا غم یہ غم کرنے ہو ردو کہہ یہ دوک  
 اندہارے پھرے گھر منے جائے کر      پڑیا دہر تیری پر سواڑاڑے کر  
 سنیا غم سیتی کوٹ لینے لگیا (۵۰)      کراوس تار کوں یاد روئے لگا  
 صبری کے پیر ہن کوں ٹھڑے کیا      سو بیہوشی کے ہات آپس دیا  
 لگیا عشق دن رات کاڑھا اُسے      اڑایا نیپٹ ہو کے آرا اُسے  
 سنگاتی کون اپنے پچارن لگیا      نہ سہہ سکھ برہ آہ مارن لگیا  
 کرے یاد تل رووے زار زار      پڑے بے خبر ہو میکر ٹھار ٹھار  
 خبر پائے کر ٹک جو ہشتیار ہوئے      نزیک آئے تو نہیں دیکھ کوئی

۱۔ سو سیف الملک یو خبرسون کر      لیابرہ اگن میں آپس بہن کر (ح)

۲۔ جمیا دکلوں یکد ہرتے پر دو کہہ دیا۔ (ح)

۳۔ لگیا عشق دن رات کاری اُسے      دسیا تنگ زنداں ہو بھاری اُسے (ح)

۴۔ آپس بے خبر ہو سینا بھاڑھاڑ (ح)

وہ صورت رکھے اپنے نین تل  
 کبھی یوں کہ مج من کی دلدارتوں  
 تو کس سمہ کی ڈال موتی ہے کی  
 کس اسمان کی ہے چند رھبان توں  
 ہے پھل ڈال توں کس گلستان کی (۵۸۰) جھکتی شمع کس شبستان کی  
 جو اس دہات توں منج کوں بہ لئی ہر  
 نہ جانوں تجھے کس گھڑی پاؤں میں  
 نہ کچھ عشق کا منج خیر تھا اول  
 تہیں مج پریت لاگتے یوں نہ ڈال  
 دے دن اسی دہات بٹھا اچھے  
 نول شاہ عاصم لگیا تملن

اُس اوپر تے جاوے او کہہ کِل بِل  
 میرے من میں نیں دن سبھارتوں  
 توں کس کہان کی لال جوتی ہے کی  
 کس اقلیم کی ری ہے سلطان توں  
 میرے من کوں چیت اپنا لائی ہے  
 سو کیوں ہنڈ کاڑوں تیر اٹھاؤں میں  
 نہ کچھ برہ کا منج کون در تھا اول  
 رہوں کیوں صبور سو تج بن مال  
 دیکھیں اُس پیاری کوں بیتا اچھے  
 دکھی پوت کوں دیکھ پھر پھر جلن

۷۸ - خدا سپہ ہوئے جیوں اپند جل (ح)

۷۹ - ہے کس درج کا ڈال موتی کنا

توں کس برج کا چاند جوتی کنا (ح)

۸۰ - مسلم اسی بھانت پتا اچھے (ح)

۸۱ - دے باپ پورا گیا تملن (ح)

رہیا سوکھ دُبلایُنک تار ہو  
 آپس میں آپس بھر ٹھنڈی دُاپس  
 کہ اے بے بدل نور دیدے مرے  
 جو کچھ فکر تج حق پہ کرنا اتھا  
 جگت کوں تل اوپر کرایا تمام  
 ہوا نئیں کچ اس حد لگ اٹھاراجہوں  
 لگیا ہے پری سات تیرا جُیا  
 پری کوں کئے جا کے لیانا سکے  
 مجھے کوچ سو تدبیر دستا نہیں  
 کر گیا اگر مال و دہن اختیار  
 اگر پادشاہاں کے بیٹیاں میں کُئیں  
 نیٹ زندگانی سیں بزار ہو  
 کہیا آئیگر اپنے فرزند پاس  
 عجب کچ دیکھیا ہوں میں طالع ترے  
 بچد ہو کے میں کر دیکھیا ویتا  
 سو ملکہ ملک اس ڈھنڈا یا تمام  
 کسی سے پڑیا نئیں یوکت بہاراجہوں  
 نہ سمجھے کسی دہات تیرا جیا  
 کہاں ہے سو کن کھوج پانا سکے  
 سو کیوں ہے کی تقدیر دستا نہیں  
 تو دیوں گاتجے بے حد و بے شمار  
 دل اچھتا تو دیتا ملاج کوں میں

ع۔۔۔ یٹ آئیگر بیٹھ بیٹھ کے پاس (ح)

ع۔۔۔ کیا فائدہ کچ نہ دیکھیا ورتا (ح)

ع۔۔۔ ہیا

## جواب دادن سیف الملوک پدر را

سنیا سر تھے سیف الملوک جیوں بات      ہو تغیر آیس میں آپے دہات دہات  
 کھیا اے شہنشاہ اگر لاکھ حور      اُتر آئیں جنت تے میرے حضور  
 تو ذرہ نہ ہو کس پہ میرا خیال      (۶۰) مجھے ہو تو ہونا بدیع الجہال  
 کیا سعی توں لپی میرے کام میں      لیارنج سر خاص ہو ر عام میں  
 نہ کیتا میرے حق پہ تقصیر توں      کیا کرنے کے دہات تدبیر توں  
 ہوا دو کہہ تجھے مج کد ن تے زیاد      ولے نہیں ہوا تج تے میرا مراد  
 میرے دل میں آتا ہے اب یو خیال      جو لیوڈوں رضا تج کئے تے ایتال  
 پھروں جا کے عالم کے چو پھیر میں      آپے ہو کروں اپنی تدبیر میں  
 سو کیسا ہے دیکھوں دریا کا سفر      جو لیوڈوں گلستاں ارم کا خبر  
 لکھیا ہوئے تو ہر سندا پوڈوں گا      میرے آس تھے میں واپس اوڈوں گا  
 بھلا ہے جو لانا منجھے ہیگی باٹ      کہ بھوتیچ پکڑیا ہے منج دل اچاٹ  
 جلدی



لگے برہ اس کا سو جیوں کھرک منج  
 یو جنیا انکھیاں تل دیسے مرگ منج  
 اپن من میں پیدا کر ایسا خصال (۶۱۰) پڑیا باب کیرا سلم و نہال  
 جو تھا شاہ اول تے رنجور پورا  
 کتے وضع سوئے تمللانے لگیا  
 کہیا یوں کہ فرزند منجے ہے سوا یک  
 سکت ہے جو بن تخت بن تاج اچھوں  
 کتے قرن چھپے منجے ذوالجلال  
 مین تل تے کیوں میں بھگاؤں اسے  
 میرا دین یو ہو را ایمان ہے  
 کیتک بار کوں پھر اندیشے سنگات  
 مبادا دو کھوں تے سینا پھوڑ لے  
 دو جا ہو رنن ہے جو کوں کچ اسے (۶۲۰) کیا ہے نپٹ عشق یوں بیج اسے  
 بھلا جو خدا پر توکل کروں  
 سفر جا کے یا من کے مقصود پائے  
 یو دو حال تھے کام خالی نہیں  
 بن اس فکر تے فکر حالی نہیں  
 ہوا میرے بھی دو کہہ تلے چور چور  
 غطے غم کے دریا میں کھانے لگیا  
 کیوں اس ایک کون دیوں صاویک دیک  
 ولے تاب نہیں میں ج اس باج اچھوں  
 دیا کر دیا ہے یو نوری نہال  
 ستم کیوں غریبی میں بہاؤں اسے  
 میرا جیو اس پر تے قربان ہے  
 کہ کہنے لگیا کیوں رکھوں قید سا  
 مبادا یو جیونے تے دل توڑ لے  
 اسے باٹ لانے کیرا بے عقل کروں  
 جفا دو کہہ تے کچھو اکے یا پھر کے آئے  
 بن اس فکر تے فکر حالی نہیں

برس پانچ کے مستیدی کیا  
 نول شاہ عاصم شہ کامیاب  
 سو فرمایا کشتیاں بے نظیر  
 ہر ایکس میں حجرے کتے طرح کے  
 بجمتر جھجر نقش کا ٹھار ٹھار  
 کرے اس وضع تین سو کشتیاں  
 کدورت اُسے ہوئے نہ تیوں باطن میں (۶۳۰)  
 کیتک ماہ رویاں کول خوش مارنے کے  
 کیتک خوش ظرافت کے نزل ظریف  
 کیتک کہنڈیاں ارغوانی شراب  
 کیتک خوب تحفے کیتک کروڑ مال  
 کیتک فوج لشکر کیرے بے نظیر  
 کیتک جنس کے خوب بامدی غلام

دل اس کا منگے تیوں دلاسا دیا  
 بلا بھیج کارگیران کول شتاب  
 یک یک کشتی ایک ایک دریا گنہیر  
 نچل تخت پوشے گہراں فرج کے  
 جہاں کا تھاں کام خوب استوار  
 دیک اُس کشتیاں کول عیلمے بہشتیاں  
 نہ دک داٹ آئے کیوں جنگل گھاٹ میں  
 کیتک مطرباں خوش آواز کے  
 کیتک بے بدل قصہ خواناں حریف  
 کیتک جنس کے نعمتاں بے حساب  
 کیتک ذات تیزی پون کے مثال  
 کیتک ٹوٹے سوداگراں کے گنہیر  
 اپے ہو بجد مستعد کر تمام

کیتیک جنس کا موپ کر بیشمار دے ساراں کوں ترتیب سب اکیبار  
 ہر ایک کام پر شہ آپے ہو بجد جو کچ کرنے کا تھا کیا مستعد  
 سمج دہات اس بے وفا دیر کا خدا تے مدد منگ لے خیر کا  
 دے ساعد کوں سیف الملوک کے دناں (۶۴۰) روانہ کیا ہو رہا وین تڈ ہاں  
 لگیار وئے فرزند کے دہیان سوں بلا بھیج دیں اپنے پردہاں کون  
 کیا ملک اُس کے حوالے تمام سو جا خالی گھر میں اپنے صبح و شام  
 عبادت سوں مشغول ہو رات دن دعاسات حیت لایا چھین چھین  
 ذل لگایا چھین چھین

## روانہ شدن سیف الملوک بر جہاز برائے جستن گلستان ارم

کر نہار سیر اس پریت گھاٹ کا دیوے کاڑ مارگ یوں اُس باٹ کا  
 جو ساعد و سیف الملوک جہاز چڑ چلے غلغلے سات دریا میں پرٹ

۷۔ دے ترتیب کشتیاں کوں سب ٹھار ٹھار (ح)

۸۔ چلے جوں تجل سوں دریا میں پرٹ (ح)

تئیں صاف پانی اوپر آسماں  
 صفا بخش چوندھیر موجاں گنبھیر  
 برستا ہوا متدل درمیاں  
 سُدیک ذوق پانے مین دہات ہات  
 تماٹے کیتک اس منے بے نظیر  
 سوزدیک جیوں چین کے آئیے  
 چلانے لگے جہاز دن ہو رات  
 سو جاسوس واں کے خبر پائیے  
 کھے جا کے ویں شاہ فغفور دھیر (۶۵۰) کہ آتا ہے فوجاں سون لشکر گنبھیر  
 بنانے کہ ہر چال کرتے ہیں او  
 سن اے بات فغفور ہو شیار ہو  
 وے اس طرف خیال ہرتے ہیں او  
 کیا مستعد آپنا ٹھار وو  
 خبردار لوگاں کول کر کوٹ کے  
 دلا سارے دروازے گر کوٹ کے  
 چنیا خوب کول اپنے خاصاں منے  
 دیا بھیج کر شاہنژادے کئے  
 پوچھایا کہ تم کیا سبب آئے ہو  
 پتھیں کون ہیں دل میں کیا لیاے ہو  
 اگر دوستی کی جو کچھ بات ہے  
 تو فرماؤ قدرت میرے ہات ہے

ن۔ شگفتہ ہو یکدہرتی سب دہات دہات (ح)

ن۔ تغل کر اس دہات دوڑا قیاس  
 دیا بھیج حاجب کو شہزادے پاس (ح)

ن۔ میرے مکا میں پس کرانے ہو۔ (ح)

اگر کچھ اچھیکا طلب مال پر  
اشارات کردیو مج پاس تے  
جو کچھ ہے سو کہہ بھیج دیو وشتاب  
جو وہ شہزادہ گنی نیک نام (۶۶۰)  
جکوئی آئے تھے دیو نے یو خیر  
اپن سامنے سب کول بھلا یا  
ہنساکھل کھلا ہو ر آٹھا بولیں  
کہ جاییوں کہو شاہ فقور سات  
رکھو خاطر اپنا تے جمع کر  
میرے پاس ہے مال دہن بقیاس  
وے عشق کے ملک کا سیر میں

ہتی ہو ر گھوڑے رتن لعل پر  
وہ اس ہو اقم اپنے آس تے  
میرے پاس تے جاب لیو وشتاب  
ان شہزادہ بھلا بھیج کر  
جو کچھ کئے سو خاطر میں لایا  
ان خوش ہوئے تیوں کہیا کھولیں  
کہ کچھ کام میں منج کول تناسکات  
کہ میں ہے میرا دل کسی طمع پر  
جو کچھ بست ہو واسو ہے میرے پاس  
کہ ہمار نکلیا ہوں کچھ غیب میں  
سوائے اسکے کہ نہیں

ملگس گے اگر مج تو ہوں خویش میں (ح)

ملک اشارت کرو جو کردں سپیش میں

ملک۔ گنہگار اس فراست کے سمدو رسات (ح)

ملک۔ ملک مالی دہرتا ہوں میں بقیاس (ح)

کہ اس دہارت سول کئے دو حاجت گتے  
 دے خلعت کیا خوش تمام آگلی ذات  
 خوشی سات پھر وال تے سب دو جئے  
 جو فقور کے آئے خدمت منے  
 ادب سات یکدہر تے کیتے سلام (۶۷۰)  
 کہے کھول کرو حقیقت تمام  
 کئے شاہزادے کی تعریف یوں  
 سو فقور خوش ہو گیا بھول جیوں  
 محبت جو یوں من میں غالب ہوا  
 دیکھیں شاہزادے کوں طالب ہوا  
 سرب دل کے دنبال لے دل پر دل  
 من آیا آپ فقور چسل  
 ملیا شاہزادے سول تعظیم سات  
 چلیا شہر میں لیکر تکریم سات  
 سو نکلیا وہیں خسروی شال سول  
 بڑے داب کی سیہ سمانی کیا  
 ضیافت اوپر کر ضیافت زیاد  
 ضیافت بھلی خسروانی کیا  
 تمام اس کے لشکر سے مل چند روز  
 جتے آئے سو شاہزادے کے سات  
 دیا خلعتاں سب کوں یوں بے شمار (۶۸۰)  
 جود کھنے لگیا بہار جوں نو بہار  
 ویتاں کوں دیا تشریفاں ہات نہات  
 لگیا بار ہو کرنے آئندہ نور  
 دیا خلعتاں سب کوں یوں بے شمار (۶۸۰)  
 جود کھنے لگیا بہار جوں نو بہار

سو آئے کوں بولیا حقیقت تمام (ح)

من پہریاواں تے جیوں حاجب نیک نام

رکھیا پانچ جو دس خوشحال کر  
 مروت سوں شہزادیکے من میں بیس  
 جو کج شاہزادے کے مقصود تھے  
 طلب چین کے سب چتاریاں کر  
 سو اُس کا سننے بھی نہ تھے نام داں  
 نہیں دے سکے کوئی اُس کا نشان  
 سو اُس وقت یک سو ستر برس کا  
 بلا کر تھخص کئے اوس تھے جیوں  
 کہ دائم دریا پھر کے دکھیا ہوں میں  
 مگر شہر قسطنطنینہ میں جو کوئی  
 کہ آتا ہے واں خلق بہیے دُور کا  
 جوں اُس تھے سنیاشاہزادہ یوبات  
 ہوا شہ کے احسان کا حق گزار  
 ہزار آرزو سات دہرن میں اس  
 ضامنک لی دیں ہوا مستعد  
 محبت سوں واقف ہوا حال پر  
 لیا انت دل کا لیک ٹھار میں  
 سو خاطر منے سرب لیا ڈوتے  
 لیا گلستان ارم کا خیر  
 یو ہرگز کسی کوں نہ تھا فام داں  
 کسی تھے ہوائیں یقین و دگماں  
 بڑھا مرد یک کوئی اُس ٹھار تھا  
 سو و و پیر مرد آدیا جا باب یوں  
 و لے گلستان ارم کیں تو نہیں  
 (۶۹۰) خبردار اس باغ تھے ہوئے تو ہوئے  
 مسافر جتا سا تو سمندر کا  
 اپن دل کوں دے پھر آتا لیکے ہات  
 کیا بہیے دعا ہو رشنا بے شمار  
 چلا دیں رضائے کے فقور پاس  
 سو اُس شہر لگ جاؤ نے ہو بجد

تمام اپنے لشکروں کشتیاں میں ہیں  
 شتابی سوں جا اپڑیا اوس <sup>ننگ</sup> <sup>ہر فسطیہ</sup> <sup>شہر</sup>  
 لگیا پوچھنے گلستانِ ارم  
 کہے لوگ واں کے کہ سن لے جواں  
 چلیا شاہزادہ وہاں تے مکمل  
 پیالے کیتکے دیں کشتیاں چلے  
 سوا وکل قضا ہو رفتہ آکھڑیا  
 یکایک اٹھا باؤ طوفان کا  
 نیٹ آئے تھے داٹ کا لے الجہاں <sup>بازل</sup>  
 برسنے لگیا میگ اپراں تھے  
 پڑیا گرد چاروں طرف اندکھار <sup>اندھیرا</sup>  
 نہ دن فام ہوتا سمجھتے نہ رات  
 خدا سوں پڑیا آ کے ساریاں کوں کام  
 کہ دریا اُبلنے لگیا شور سوں  
 ہوئیاں کشتیاں درہم یکدہرتے (۷۱۰) رہیا خلق عاجز ہو تدبیر تے

چلیا عشق کے بل سوں دریا میں میں  
 سولوگاں کوں واں کے بلانج <sup>ننگ</sup> <sup>شہر</sup>  
 کہو بیگ میرے اوپر کر کرم  
 کہ ہم جانتے تیں ارم کا نشان <sup>جلدی</sup>  
 انجو ڈالتا موہنی کے بدل  
 سوکھٹھار دریا کے درمیان آئے  
 سو کام آکد ہر کا کد ہر آ پڑیا  
 دریا کوں چڑیا تاؤ طوفان کا  
 چھپا سور ہوو چاند پکڑیا تپال  
 نہ برسیا کد ہیں یوں پرنگال تھے  
 کرکے لگیاں جلیاں ٹھار ٹھار  
 ہوارات ہوو دیں مل ایک بات  
 بھروسا سٹے جیونے کا تمام  
 اٹھے موج طوفان کے زور سوں  
 ہوئیاں کشتیاں درہم یکدہرتے (۷۱۰) رہیا خلق عاجز ہو تدبیر تے



بہر آیا جہازاں منے آپ سب  
 بڑا کچ ہوا تفرقا ہو لٹا کٹ  
 اٹھیا موج جیوں سو وہبتی وہیں  
 ہوا جہاز طوفان تے چور چور  
 بلا ساعد اپنے سیں لے دہات دہات  
 طرف ردم کے جا کے ساعد پڑیا  
 لگا لگ اسی دہات چالیں دن  
 گنوتا گیا مال و اسباب سب  
 ہوئے لوگ بی یک طرف تے ہلاک  
 چلی شاہزادے کی کشتی کہیں  
 ملک ہو ساعد پڑے دور دور  
 چلیا و وہیں اپنی کشتی سنگات  
 حبش ملک کوں جائے تختا لگیا  
 ہر ایکس پہ طوفان گدزیا کٹھن

## غرق شدن کشتیاں سیف الملوک نیز در قید شدن زنجی

جو مہیوں ہو رہا ہوا کم ٹک ایک  
 ابہا لال ہوئے در میانی تے دور  
 انکھیاں کھول دیکھن لگیا ٹھٹھاڑ (۲۰) نہ شکر ہے اپنا نہ ساعد ہے یار  
 سو آئے در نیچے اد کہہ داٹ کر  
 سبھی غرق ہو جا کے یاراں پچاپیں  
 اُچا شاہزادے کوں بسلائیے  
 سو سیف الملوک پائیا دم ٹک ایک  
 ہو اور کا نور جگٹ میں ظہور  
 ہو سخت بے سد سینا پھاٹ کر  
 جو بانچے اتھے سولے آس پاس  
 نصیحت سول اُنگے ہو کر آئیے

کہ سن اے دُکھی شاہزادے گنہیگر  
 کسی کا یہاں کوچ تدبیر نہیں  
 دل اس دو کہہ تے گھٹ کر کے رہنا بھلا  
 کریں مل تو کل خدا پر تمام  
 کہے لے سندسات یاراں و لے  
 بہت تریوں سے  
 نہ تھا شاہزادے کوں دے بن قرار  
 فلک بھی پھر نہار جو پھر پرٹیا (۳۰) بلا ہو کے اپراں تھے گر پرٹیا  
 یکا یک بڑے غل سیتی ہانک مار  
 سلح پوش سارے بڑے دہات کے  
 دریا پر کے دو چور سارے اتھے  
 دیکھے شاہزادے کی کشتی کوں آ  
 لڑائی کئے آکے شر شور سوں  
 پکڑ شاہزادے کوں یاراں سنگات  
 صبا کا اوجالا ہوا دیکھ کر  
 بچھا دیکھتے ہیں جو دریا کنار  
 لیا یو بلا توں بسا اپنے سیر  
 یو واقا ہن باج تقدیر نہیں  
 جو کچ ہے جفا دو کہہ سو سہنا بھلا  
 دیکھیں عاقبت کس فضا ہوئے کام  
 کیلجا درونی میں اس کا جلے  
 اندری اندر  
 کہ ساعد کے اپراں تھا بہوت پیار  
 بڑے تھوڑے ہو بڑے ذات کے  
 پکڑ آدمیاں کہا نہارے اتھے  
 لگے مارنے باں تفتنگاں بلا  
 کئے زیر دار و گیری زور سوں  
 وہیں بند کر لے چلے راتے رات  
 سب آئے کنارے کوں دریا اتر  
 رکھے ہیں تحت ایک اونچا سنوار

کدھنکی زنگی <sup>بہن</sup> او لکھن اس پہ چڑ <sup>بہن</sup> بڑے وضع بھیٹیا ہے سختی اکڑ  
 تیا کوچ بد شکل <sup>بہن</sup> چہرہ اتھا (۷۰) جو دکھین کسے اوسکوں زہرہ نہ تھا  
 فرشتے بھی ڈرتے اتھے عرش پر <sup>بہن</sup> اتر آونے اس زمیں فرشتے پر  
 بڑا بھوت کہتے سوتھا آپ دو <sup>بہن</sup> کہ تھا سارے بہوتاں کیرا باب دو  
 گیا ہونٹ اُپر کا جو یکدہر کوں <sup>بہن</sup> لگیا تھا پیشانی او انگ سیر کوں  
 تلیں کا یوں آیا اتھا لڑک ہونٹ <sup>بہن</sup> جو تھا اس کے گورگیاں منے فرق ہوت  
 لبنا قد لبنی ناک چوڑے بلانخ <sup>بہن</sup> دیسے غار کے ناو لبدان فراخ  
 بڑے ڈانگرے <sup>بہن</sup> ہار کے کان دو <sup>بہن</sup> اجر گھر کیرے کھوڑ جو ران دو  
 مے کالے اُس کے اتھے منہ اوپر <sup>بہن</sup> مکھیاں بھنبھناتی ہیں جویں گوہ اوپر  
 انگوٹھیاں بدل آپ نے ساز کے <sup>بہن</sup> خوش انگلیاں میں پہنا ڈلے پیاز کے  
 پکڑ اُس کے نزویک ساریاں لیائے <sup>بہن</sup> اُسے یک طرف تے سلماں لائے  
 سوہیت سول ساریاں کے سینے پھوٹے (۷۰) لگے کانپنے ہو ر تقویٰ سٹے  
 بڑے شاہزادے کوں دو دیکھ کر <sup>بہن</sup> بجاؤ کہیا اپنی بیٹی کے گھر  
 سو کالے زنگی دو پے سنگات جا <sup>بہن</sup> دیے اُس کی بیٹی کیرے ہات جا  
 لیکر آئے زنگن کنے شاہ کون <sup>بہن</sup> ملائے زحل سات جویں ماہ کوں

جو بیٹی کنے باپ بھیجے جسے  
 ولے شاہزادے کا دیکھ او جمال  
 اتھا خوش ہوا کا جو ایک مرغزار  
 چھپانے کوں فرمائی اس ٹھارے  
 گزر کر گیا میانے یک سا ترا  
 بڑے شوق ہو رذوق سوں دوڑاے  
 سو دیک شاہزادہ ہوا وین نڈھال (۷۰) رگے رگ میں یکدہرتے بیٹھا کنڈال  
 کہ زشتاں مئے سخت و وزشت تھی  
 کہ تھا تھوڑا اُس کا جیوں فیل کا  
 انکھیاں ڈونگیاں جیوں کہڈی سارے  
 چڑیا ہونٹ اپراں کا ناک پر  
 تمام انگ گونی کیراٹا جیوں  
 نکل سپٹ اگئے ٹیلنک جیوں آکھرا  
 بونہی کھل رہی تھی سو جیوں اوکھلی  
 لڑکتی جو چٹراں پہ چوٹی دے  
 اُسے تل منے بھون کھاوے اُسے  
 دیوانی ہوئی عشق لائی کمال  
 سہاوے لطافت میں جنت کے سارے  
 کئے قید کھلے نہ تیروں بھار اُسے  
 ملک زادے کوں دیکھ مکھ جاترا  
 سو مکھ شاہزادے کیرا جیوں نجھائے  
 گزے رگے رگ میں یکدہرتے بیٹھا کنڈال  
 پیٹ رو سیاہی میں نگشت تھی  
 سر اس کا سو کالا رنجن نیل کا  
 دو دیدہ بہتیر جوں تچہ کار کے  
 تھوڑی پر پڑیا ہے تلین کا اوتر  
 چچیاں دو سینے پر ہیں دو ماٹ جیوں  
 اتھا پیٹ تھے سخت پیڑو بڑا  
 مسل ہو کے دوڑی تھی روموولی  
 سو جیوں جھاڑ کی پیڑ موٹی دے

سوئے سپارنڈ لیاں اوپر تیز بال      نہ تھی جگ میں اُن کوئی اُسکے شال  
 سٹری بوئی بغلاں میں تے یوں جہر (۷۰)      جنے باپس اُس کی سینکے سو مے  
 پون سا رکا اُس کی ہمک باس پائے      تو لیا خلق میں انٹریاں نہاس جائے  
 زنگیاں میں کوئی ایسی کالی نہ تھی      ہو کالی کیس ایسی کھجالی نہ تھی  
 اگر لاویں جس ٹھار مشعل ہزار      اُن آوے تو تیرے پڑے اندکار  
 گندی پیاد کے ڈل پڑھیل کر      گلے میں حامل منن میل کر  
 چتر دو دما میں کتے کوچ کے      نغارے بجاتے ہیں بن کوچ کے  
 سود بکرا تیا کچ اد بچا تھا اُسے      سپری باج تھے کوئی پون بچا اُسے  
 ہوئے شاہ راضی مناوے تو دو      اتھے روئے نہستی جو آوے تو دو  
 چلے گھر منے شاہزادے کوں لے      کندورے کرے بار اپنے و لے  
 جو بیٹھے دونوں مل کندورے اوپر      سو دو جیوں ہتی ہو ریو جیوں مچھر  
 کہ آنا موافق سوں صحبت گھڑی (۷۰)      پران اڑ کے جافکر لاگی بڑی  
 ہوش

ع۔ گندایر مریاں میں تے جیوں بھڑے (ح)

ع۔ بُری اسکی جیوں آنگ کی باس آئے۔ (ح)

جو فارغ ہوئے پیٹ بھر کہاں کہا  
 سو گڑویاں پر گڑوے لگی جھیلنے  
 پیئے شاہزادے سول مل میں کر  
 سوا اپنے محبت کرے شوق سول  
 قبولیا نہیں شاہزادہ او سے  
 سٹی بات جا اس پر سورات کر  
 نہٹ دل میں جاگا کیا کندراٹ  
 غصہ سات بیت رنگیاں کوں بلائے  
 ملک زادے کے کن لجاؤ کہی  
 ہوا شاہزادہ دوکھی لاعلاج (۷۹۰)  
 لگیا پسینے آما ہو آنٹ کر  
 منگائی تر ت مست پیالہ نیکھا  
 لگی شاہزادے سول مل کھیلنے  
 متی ہو کے خلوت میں گئے میں کر  
 منگی عیش کرنے کے تیں ذوق سول  
 ڈریا دیک تن پر کے اُسکے مے  
 سو درہم ہو مار یا وہیں لات کر  
 سو فامی ووزنگین ڈائن کیو ساٹ  
 سو سنگین چکی پسینے کوں منگائے  
 صبا اوٹھ کر آٹا پاؤ کہی  
 کہیا دل میں موت اپنی آئی ہر آج  
 جھلے آئے ہاتھ کوں سبٹ کر  
 چھائے

۷۸۔ بھولی اس کیرے حسن پر ہو کھلی      متی ہو کہ خلوت منے لے چلی (ح)

۷۹۔ کنارے ہوا چھوڑ دے دیں آسے (ح)

۸۰۔ کدورت پکڑ جیوں غصہ دل میں لیاے      بڑی یک چکی پسینے کوں منگائے (ح)

سو کھل ری نخل آئی ویئے ہات کی      مشقت لگی دیس ہو ررات کی  
ہتیلیاں جو نازک اتھے پان تھے      نرم تر نرم روئی خطیان تھے  
گٹھے پڑے سخت پولاد ہو      گئی نازکی تن کی برباد ہو

## گر نچتن سیف الملوک از قید زنجی

کیتک دن کوں اوزنگی نابکار      سنیا جیوں سو گھر میں تے کار یا بہار  
سو ہی کدین تھے برامان کر      کپیٹ دل منے آپنے آن کر  
منگیا تیرا ایک سسٹری سنگات      دیا پھر دوکھی شاہزادے کے ہات  
دے یاراں کوں دنیاں اس کے تمام      سو لکڑیاں ڈھلانے لگیا صبح و شام  
رہیا شاہزادے کیرا حال سب      دکھوں تل ہوا حال پامال سب  
گئے کپڑے سب آگ کے پھاٹ پھاٹ (۸۰۰)      پریشانی ہو لگیا دیں اچھاٹ  
مشقت لگی دیس ہو ررات کی      نہ تھی کچ خبر باؤ ہو ر ہات کی  
نصیبے کوں جل بول مارن لگیا      سو یاراں تھے مل یوں بچارن لگیا  
کیا فکر یے اپنے یاراں کے پاس      بھلا ہے جو اس ٹھار تھے جائے غاس  
جو تسو برس اچھنگے ہیں اس کنے      رہیں گے اسی گرفتاری منے

ہمیں پرکے پیارا سے نہ یاں      ہمارا درد دو کہہ جا سے نہ یاں  
 سب سکتا ایک ہو ٹیکر ایکبار      کئے ہوڑی یک مستند استوار  
 آپس سب کو اُس ہوڑ کیے بیچ ڈال      توکل خد اوند تعالیٰ پہ گھال  
 زنجیاں کے چھٹے ہر طرف بند تھے      اند پائے دندیاں کیرے دند تھے

## آدم سیف الملوک در یک جزیرہ کہ در آنجا آرام یافت و ہم جانور اکلان دہ

دریا کے اوپر جیوں روانہ ہوئے (۸۰) سو خوشحال سب کے پرانا ہوئے  
 سو ہوڑے چلانے لگے ہاتے ہات      کیتک دیں چلنے لگے راتے رات  
 دیے موج کہیں اونچ ہو ریچ کہیں      لجاتا کھڑا باؤ آ کھینچ کہیں  
 کہیں ڈوبتے ہو کہیں تیرتے      ہلاکی سیتیں پھرتے پھرتے  
 پڑے یک جزیرے میں آ      قرار اس جزیرے میں ٹک پائے جا



کیتک جھاڑواں دیکھتے میوہ دار  
 ہونو شحال یک دم وہیں دوک چھوڑ  
 کئے پیاس ہو رہجوک کوں دفع دل  
 بجالائے شکرانہ کرتا رہا کا  
 ہوئی رات دیک اس جزیے منے  
 اتھا جھاڑواں یک بلند سایہ دار (۸۲۰)  
 اندہا را گرد جیوں ہوا ٹھار ٹھار  
 نہنگاں کیتک پہاڑ ویسے گنبھیر  
 انکھیاں دور تھے سو دیسے اکھ یوں  
 کیتک شکل میں عین جیسے شحال  
 کیتک اُس منے کے تھے ایسے بڑے  
 کیتک بہوت ہو رہ کیا کی ذات کے  
 کیتک اس میں رہ رہ اٹھیں لیں پکار  
 صفحاں در صفحاں خوش گذرتے اتھے  
 نورانی صبا کا جو بار بار ہوا  
 ہر ایک جھاڑیوں سوں آیا ہے بار  
 سو میوے لگے کھاؤنے توڑ توڑ  
 ہوا دست راحت کیرا نفع وال  
 تماشا دیکھے نادر اس ٹھار کا  
 رہنے کا فکر مل کئے سب جنے  
 سو اُس جھاڑ پر چڑھ کے بیٹھے ہشیار  
 جہاں در شکل آئے دریاتے بھار  
 ہتی سار کے ماہیاں بے نظیر  
 اندہا رہے منے ڈپوتیاں لائے جیوں  
 کیتک بد شکل رہیج کیرے مثال  
 دیکھے آدمی تو وہیں جل مرے  
 کیتک سو شتر مرغ کی دہات کے  
 جو ہووے دریاتل اوپر جوش مار  
 دیا کے اوپر سیر کرتے اتھے  
 چندر کا جھلک ٹک اوتا رہا ہوا

ستارے لگے ڈوبنے ٹھار ٹھار (۸۳) پنکھی اٹھ گئے غل کرن یوں پکار  
 عرش کا مرغ بانگ کہنے لگیا صبا کا ٹھنڈا پاؤ بہنے لگیا  
 سورج کے اُجالے کون جوں کھوج پائے سب یکدہر تے ڈبکی دریا میانے کھائے  
 زین سب دریا کا دکھیت یوخلل چھپے ٹھار تے شاہزادہ نکل  
 کہا یوں زباں کھول یاں سیتی این درو کے دستداراں سیتی  
 کہا یوں کہ اب یاں تے جانا بھلا بلایاں تے آپس پچانا بھلا  
 سوچن جیوں میوہ نخل دہات دہات لئے باز تو شہ خوشی اپنے سات  
 روانہ ہوئے بیگ مل سب جنے چلے پھر توکل سوں دریا منے  
 جفا ہو ر دوکھ دیکھتے ٹھار ٹھار <sup>جلدی</sup> ہوئے بھی پریشاں مہینے چہار  
 کہ ہر جاؤ تے سونہ تھا نام کچج کسی کے نہ تھا دل کوں رام کچ  
 قضا یوں ہوا جو کہیں باٹ پائے (۸۴) یکا ایک ہو ر ایک جزیرے میں آئے  
 رہے باٹ ہو ر ناکئے داں مقام جکج ہو دئے کا سو ہوئے یو تمام

۱۔ لئے میرے چن خاص جھاڑاں پوتے اوتر داں کے دشت کے پھاڑاں ستے (ح)

## رفتن سیف الملوک شہر قیصریہ واقعات درقید باندراں

عجب و وجزیرہ صفا دار تھا      جوشداد کے بہشت کے سیار تھا  
کہ تھاواں عجب کچ صفا جاتہاں      فرح پائے ایک ایک کے روحاں ہاں  
جکچ جیو منگتا سو بیوہ و ہاں      جہازاں پہ موجود تھا جاں تہاں  
اتے جھاڑتھے واں جو ناوس گنتی      رنگارنگ کے جنس کی حد نہ انتہا  
جناور اتھے اُس میں کئی دہات کے      کیتک خوش نما قمریاں ذات کے  
کیتک نور کے نوریاں بے نظیر      کیتک بلبلماں راویں روشن ضمیر  
ہلاویں ہلوں پنک ہر ڈال تھے      پڑے بیوے جھڑھڑ سو اپراں تھے  
آپہیں آپے خوش ہو مرغول تے      کیتک جنس کے بولیاں بولتے  
ہر یک جھاڑ تل شاہزادہ و ہاں      لگیا پھر نے یاراں سوں ہوشادماں (۸۵۰)  
ہوا ہو رٹھنڈی چھاؤن خوشاں کی یاد      لگے نیند سوں نیند لینے ٹک ایک  
سو ایسے منے آئے چوراں و ہاں      پکچھوٹے بندے سکے ہتھ نور ساں  
چلے مارتے لیکے خواری سنگات      ہوا دوک یاراں کول بھاری سنگات

بہر حال اس غل میں تھے بھار پڑ چلیا شاہزادہ کہیں نہاٹس کر

## گرفتار آمدن سیف الملوک بدست کھنٹاراں

زنکار آوار جگ چھانو ہے  
بہریاں ہیں وہاں عورتاں خوش شکل  
یکس تھے انتھیاں ایک صاحب جمال  
ہر ایکس کی پیٹیاں میں محراب اتھا  
پکڑ شاہزادے کوں دیں بند کر  
سو سیف الملک دیکھتا ہے جو واں (۸۶۰) رکھے میں تخت سور سا دیریاں

سو بٹھے ہیں واں نار مقبول خوب  
مکمل زرنیا دو پیئے ہے نار  
کہاں تے توں آیا ہے لے نیکنام  
کہ یو خوب آدم ہے صاحب جمال  
سورج چاند تے خوب نزل ہر دوپ  
خوش آواز سوں دیکھ بولی پوکار  
توں کس ملک کا بول تیرا مقام  
انگھے لیا کہ پوچھے غریبی کا حال

نہ تقصیر کہتے ہر ایک بول پر

سراسر کہا کھول کر سب و تبا

سو و دوک خاطر میں لیا ئی تمام

سو بھلائے فرمائی بہت لے پیار سوں

رجھانے کوں فرمائی نادرو تے

توں آپ کوں یہاں تے بہت لے سنبھال

تجھے کہا دینگے۔ بات ہیں

لگیا روو نے غم سوں بھو د بات سوں

جو روتا ہے اے دو کہہ بھری ہاں تے

جتن سوں رکھونگی تجھے جیوں نہاں

ادک پیار سوں لب منے لب ملائی

چھپا تج رکھونگی نہیٹ پیار سات

قبو لیا نہیں شہ اس آتش سنگات

سُن اے نار پھر تاہوں کس ہاں سوں

تقص کئے حال کوں سر بسر

بزاں حال جی دو کہ کا تھا جتا

دو کھیا غم تھے اس ہی کے پائی تمام

بزاں آؤ کئی نار یک نار کوں

منگائی کندورے شہانے جتے

کندوری تے فارغ ہوئے پر تمام

بزاں دو کہی نار اے جگ او حال

یو سا سائیاں آتشی ذات ہیں

سو نیا جیوں سیف الملوک بات کوں

سو و نار بھی یوں کھی اسکے تئیں

اگر توں میرا دل کرے خوش اہاں

بولائی نزک ہووے سوں لگائی

کرے توں جو صحبت اگر مج سنگات

جتا کچ منائی منانے کے دہات

کہیا نار کوں یوں دو کھیا ذات سوں

ط اصل نسخ میں بھی یہاں پر کوئی لفظ نہیں ہے۔

سو و نار ملتی نہ دستی کہیں (۸۸۰) اُسے ڈھونڈتا جاگ میں بچتا ہوں میں  
 بغیر و دے کس سے ناہوؤں حفت  
 عجب موہنی ہے اونا جمال  
 میرا دھیان اب چھوڑ دے نارتوں  
 سنی نار سیف الملوک تے یو بات  
 منگی اس کوں کھانے کے تیئں تفت ہو  
 غصے سوں رکھائی سو یک سا ترا  
 رہیا نار سوں شہ ادیک بند میں  
 آپس میں آپیں غم کرے یوں کہے  
 بلا یو بڑی مج گلے آ پر پی  
 جو یک رات ادھی رات گزری اتھے (۸۹۰) منگیابنا بنے تائیں اُس بند تھے  
 سو بے سد ہو آس سگیاں سوتیاں  
 لگیا خلق کو دیکھنے ٹھار ٹھار  
 نخل بھار آیا دریا کے اوپر  
 نکل کر چلیا ہو رہا تب وال  
 سو بے پی ہو یاں غمی متیاں و جتیاں  
 ہلوں شاہزادہ سو نکلیا بہار  
 متیاں ہو پڑیاں ہیں کسے میں خبر  
 یکا ایک تختہ دیا ایک وہاں  
 دکھا

جو تختے پر جا بیٹھا بیگ <sup>جلدی</sup> بی  
 چلیا باو لے اُس اوپر بیگ <sup>دیوانہ دار</sup> بی  
 دریا میں جفا ہو رہا کہہ دیکھتا  
 سوڈبتا نکلتا چلیا تیرتا  
 کہیں باؤ طوفان کا آگے  
 کہیں تاؤ طوفان کا جاگے  
 نہ ڈوبے نہ بیٹ نہ تراوے اُسے  
 سو پارا چٹل دن پھر اُسے

## رسیدن سیف الملوک در جزیرہ راکساں

قضا سوں ہوا کرم کرتا رہا کا  
 چھ مہینے پچھیں یک جزیرا <sup>منہ کا</sup> دسیا (۹۰۰) جزیرا دیکھت دل منے یوں منیا  
 کہیا دل منے شاہ غربت رنگات  
 مبادا اچھگی بلایاں کو <sup>نظر آیا</sup> بلی  
 چلیا فکر کرتا جزیرے کنے  
 سو پھر نے لگیا ذوق سوں تھاٹے جھاڑ  
 یکا ایک راکس نکل آ کے ہمار  
 پہاڑاں کے مانند دوڑے جتے <sup>باہر</sup>  
 دیکھیا شاہزادہ بلایاں کو بل <sup>سخت</sup>  
 لچایا نہایت کوں یکبار کا  
 جزیرا دیکھت دل منے یوں منیا  
 جزیرا دوست ہے روشن صفات  
 مبادا مجھے جائے چیتا ننگل  
 سو رکھ تختا اُس پر لگیا پھیرنے  
 سو بیوہ لگا کھاؤ نے پاڑ پاڑ <sup>نکل</sup>  
 سو پاباں آدم کی دوڑیا پکار  
 سو ہا کاں تے بادل گرج کر اٹھے  
 سو تختا بسر کر چلیا دیں نکل <sup>چھوڑ</sup>

زمیں پر چلیا <sup>بھاگتا</sup> غناستا <sup>بھاگتا</sup> غناستا  
 نہ تھا خنا <sup>بھاگتا</sup> خنا نے بن کہیں آہ <sup>بھاگتا</sup> آہ سستا  
 جہاں پہر دیکھے اُس بلایاں کوں شاہ  
 پہاڑ دوڑتے ہیں یا بادل سیاہ  
 سو پھر دیکھتا ہو رادک <sup>بھاگتا</sup> غناٹتا (۹۱۰) ادک <sup>بھاگتا</sup> غناٹتا ہو ر <sup>بھاگتا</sup> سینا پھاٹتا  
 سو جیوں اس پون پر اڑا لے چلیا  
 ہو ا بے خبر دوک ہو ر بھوک سوں  
 عقل اُس میں نہیں سوک سوں  
 نہ تھا کس ذات میں یک ذرا  
 نہ تھا قوت اُس غنا نے بن ذرا  
 چھ مہینے کچھیں غناستا غناستا  
 کھڑ ایک جزیرے کئے آستا  
 کیتک جنس کے جھاڑ آئے تھے بار  
 بڑے پاڑ تھے جھاڑ سب ٹھاڑھا  
 سو میوہ لگیا چن کے کھانے کے تئیں  
 چھ مہینے کچھیں اس ملیا قوت دیں  
 جو کلوت سوں کھائے کر بھی چلیا  
 جزیرے کے اپراں <sup>بھاگتا</sup> یک گڑ <sup>بھاگتا</sup> ملیا

## گرفتا رشن سیف الملوک بدست السکارا

ہے سجان تیرا کرم جس اوپر  
 ترے امیر کا جگ گوں ہوئے اثر  
 جزیرے کے بہتر ال ڈرتا گھوسیا  
 واں سکسار یک دوڑا اُس پر دھوسیا  
 سو سیف الملوک کوں پکڑ لے چلیا (۹۲۰) سو جیو کا بھروسا وہاں تے ٹلیا  
 جان



کہیا دل منے اے خداوند پاک  
 سو رہتا وہاں شہر میں آئیا  
 سو پہ شکل میں ہے کوئے سیار کا  
 سوہیت پانواں کے ہیں اویں کے سا  
 سنوارا گیا شہر ہے اس وضاع  
 بڑا شہر مسور ہے جنس تے  
 جو سیف الملوک کوں جو سکسار نے  
 سو سیف الملوک دیکھتا ہے جو واں  
 لیکے سامنے اپنے راجے کے پاس  
 سو راجا کہیا اپنے لوگاں کے تیں (۹۳۰)  
 ہوا خوش جو کوئی لیاے تھے اس پر  
 کھلا کہاں موٹا کر و کر اُسے  
 ہنسیا بھوت خوشحال جو پھل کھل  
 رہیا بند میں شاہزادہ و ہاں  
 کھڑے جو تھے راکساں سکے تیں  
 تلاش کرتے

یلایاں تے پاڑیا ہے مج تن پر دہاک  
 دل اپنا تاشے سوں بھلائیا  
 بدن اُس لڑکتا سورسار کا  
 ولے تن منے راست بولیں پوکار  
 جو کس ملک میں شہر تیں اس ضاع  
 نہ تھے بن وہاں کوئی سکسار تے  
 پکڑ لایا اپنے راجے کئے  
 روش ہو تر ترتیب شاہی رواں  
 کھڑے رہ لگے دیکھنے آس پاس  
 دیا تشریفیاں ان کوں زربفت زر  
 اشارت سوں فرمایا ہو ر کسے  
 رکھانے کوں فرمایا سنگدل  
 سودن بنیں میانے یکایک وہاں  
 جزیرا ہر یک ڈھونڈتے آئے دیں

سو سکار کا شاہ پایا خبر  
 وہیں تفت ہو کر اٹھیا سنگ سار  
 لڑائی کرن صلح سنجوت سوں  
 سو سکار سب شہر کے بھار گئے  
 ہلوں شاہزادہ جو نکلیا بہار (۹۴۶)  
 لگیا دیکھنے شہر میں ٹھار ٹھار  
 نظر نہیں پڑیا کوئی سکار رواں  
 چلیا نکھتا بیگ جنگلے جنگل  
 بلند ٹھہار تھا دو جہاں ہے تیا  
 اُس اُپر اُل چڑچو کہن دکھیتا  
 کیا شکر کرتا رکاواں بہت  
 جو سکار راکس بھی لڑنے لگے  
 سٹے راکساں ڈدنگراں کوں اوچا  
 کتے راکساں جھاڑ سوں مارتے  
 کتے راکساں جائیں اُن کوں نگل  
 جو سکار اڑڑا کے دوڑیں بہت (۹۵۰)  
 لیویں ناک مول توڑ دہڑکوں بہت  
 بہت راکساں آئے کر شہر پر  
 کیا لڑنے تئیں مستعد اپنا بہار  
 جو میدان میں جا کھڑے روت سوں  
 جتے عام ہو ر خاص سب بھار گئے  
 نکل شہر تے بیگ ہوا رواں  
 چڑیا ایک ٹیکان پر جا کوئل  
 لنبہور اونچا جو کیس حد نہ تھا  
 دہرت ہو ر سمیدور یک کر رہیا  
 بنی تے منگیا پھر شفاعت بہت  
 یکس ہات تے ایک پڑنے لگے  
 سو سکار کا قتل کر زین بچا  
 کتیاں کوں زمین پر پھرا مارتے  
 کتیاں کوں رگڑ کر ٹیس خاک تل  
 لیویں ناک مول توڑ دہڑکوں بہت

رطائی دیکھیا شہ کیتک دن تنگ  
 چلیاواں تے سیف الملک ہو رہی گئے  
 آپہں ہو رہی معشوق کا دھیان تھا  
 کہیں ذوق سوں ہو چلے ہر جنگل  
 کہیں گائے جیوں بھائی تیوں ہنک  
 اسی دھیان میں سال واں تین چل  
 جوڑتے اتھے رات دن ہوئے لگ  
 سوشوق کے غم کون لے کر آگئے  
 نہ بن دھیاں معشوق کچھ دھیان تھا  
 کہیں دوک سوں جائے جوڑا نکل  
 کہیں یاد کر نارکوں روئے زار  
 کٹا او جنگل غم تے یوں نین تل  
 آگئے

## گرمآرشدن سیف الملوک بدست دوال پایاں

الہی جو اُس پاک عاشق اوپر  
 ڈریا پھر جزیرے میں جانے کے تیں  
 جو اُس شہر میں جا دیکھیا ہر مکاں  
 ہر یک طرف روشن ہیں بازار چار (۹۶۰) سوارے گیا ہے سو ہے ٹھار ٹھار  
 بھرے ہیں دہاں دال پائے بہت  
 سوڑتے لگے دال پائے دہاں  
 ملیا یک جزیرہ اسے خوب تر  
 بلا یاں کی دہشت کے پانے کے تیں  
 کہ میں آدمی زاد کا کچ نشاں  
 نہ ہلتے نہ چلتے سو بیٹھے بہت  
 ہوں آ کے لٹ پٹ ہوئے جان تھان

گلے ہو رہاں میں پاواں میں پینچ  
 جو مانڈا کئے اُس کو دوڑاے کر  
 سو راجے کے جیوں سامنے آیا  
 کہ یو جانور خوب ہے عزم کا  
 رکھانے کوں منہ مایا بند کر  
 ادک بند میں شہ ہوا لا علاج  
 سولیا نعمتاں اُس کھلانے لگے  
 کیتک دن اسی بند میں پڑ رہیا (۹۰)  
 جو فرصت خدا تے منگیا شاہ نے  
 سو بد پی ہوئے تھے متی ووجتے  
 اُسی میں چڑیا جا کے یک محل پر  
 کیتک اُس میں پاہوش دوڑے سوگتا  
 وہیں بھاٹ کر جا جنگل میں پڑیا  
 ادھی رات گئے نہاتے اُس منے  
 ہوا ہے سویوں صبح جھلکاروں  
 لگے مارنے ہات سوں کھینچ کھینچ  
 وہاں تے لے گئے اپنے راجے کے گھر  
 دیکھت شاہزادے کوں ادیوں کہیا  
 تماشا دیکھیں لیاؤ ہے بزم کا  
 سو یک محل میں جا رکھے بند کر  
 کہیا موت کا گھر جگ آیا ہے آج  
 سو گو مشک کر گل کوں لانے لگے  
 کھل جاؤں کر فکر یک دن کیا  
 ادھی رات گئی فکر کرنے منے  
 جو بے سد ہو اسپاس سگلی سوتے  
 سیواویں ادھی ہو چلیا تل ادتر  
 لڑیں کیں کو دیوں جو بانڈر کے دہات  
 یکا ایک غارے میں آکر ادڑیا  
 جو یوں غار کے بھار آیا اُنے  
 دیکھیا وال پائے لگے پیٹ سوں  
 پیٹ

چلیا تھا دیں غماستا جو تلگ      جو ایسے منے رات آئی بلگ  
 چھپیا سور بھی شاب لے نور کا      کھڑیا آچن رات آب لے نور کا  
 چندا چو کدن رخت سا نذا اتھا (۹۸۰) تناداں ستاریاں سول بانڈیا اتھا  
 شریا شمع جو ست لڑ کائے کر      جگجا جوت آسمان پر سر بسر  
 کنٹھیا رات سگلی سو جنگل منے      تماشا دیکھیا نادر آدکل منے  
 چڑیا جائیکر ایک اونچا جھاڑ      وہاں تے لگیا دیکھنے ٹھار ٹھار  
 کتک جھاڑ روشن ہوئے نال کر      کیتک جھاڑ پھرتے ہیں جیو حال کر  
 کیتک جھاڑ پڑتے ہیں قرآن وہاں      کیتک شمع دیتے اہیں جان تھیں  
 کیتک جھاڑ الحاحاں سوں ذکر کر      دعا کوں اُچائے ہیں ہاتھ مگر  
 دعا میں رکھے پات کوں ہات کر      گنٹھے رین سگلی اسی بات پر  
 سو سیف الملک رین سگلی کنٹھیا      اُسی میں اُجالا رین کا پھوٹیا  
 چند جب نخل رخت بانڈیا تمام      شفق میں کھڑا رہ کیا اُس سلام  
 زمانا جو ہر دئے بکلی بہار (۹۹۰) زمیں کا بدن پار تھا باردار  
 ستی ہات کی نار کے ہات سوں      شفق خوں میں تھے اوچا ہاتوں  
 مرغ عرش کا ہانک مارن لگیا      پرندیاں سوں اپنے بچارن لگیا

پرنڈے لگے کوکنے ٹھار ٹھار      درندے چلے سیر کرنے کوں بہار  
رین جیوں جنی صبح کی پوکیوں      سو روشن ہوا صبح کی روتیوں

## رسیدن سیف الملک شہر قیصریہ و گرفتار شدن بدست میمنال

اُس اوتار بازی کیرا حقہ باز      کرے اس روش سات یوں حقہ باز  
سو سیف الملک سرور عاشقان      بلا شک ہے تاج سر عاشقان  
نپٹ پھانک سب تے مجرد ہوا      برہ پر برہ حد تے جمید ہوا  
اوک بھوک ہو رپاس تے تمل      لگیا سیر کرنے کوں جنگلے جنگل  
ہوا سو کہہ جاتن سو کاڑی کے سیار      ولے نور اُس کا اتھا برتار  
جو تنہا جد ہر چل کے جاتا اچھے (۱۰۰۰) اود ہر کا جنگل جگگاتا اچھے

۱۔ نوٹ۔ ان چار قصوں (از صفحہ ۶۷) تا (۷۶) کے متعلق دہدی نے اپنے قلمی نسخہ سیف الملک

میں حاشیہ پر یہ عبارت لکھی ہے۔ ”معلوم می شود کہ ایں چہار داستان الحاقی اند و کلام خواصی نیست چرا کہ اکثر

اشعار بے ردیف و بے قافیہ افتادہ اند و در بعضے نسخہ یافتہ نمی شوند۔“

جہاں لگ جو باگاں درندے اتھے      جہاں لگ جناور پرندے اتھے  
 برابر اُسی کے سو پھر نے لگے      ہو بیتاب عشق اس سوں گرنے لگے  
 جہاں جھاڑ اونچا اچھے سایہ دار      اُس اپراں کر اُس دکھی کوں سوار  
 جنگل میں جو کئی پھل پھلائی اچھے      جکج پھل پھلائی سو آئی اچھے  
 سبک جائیں چن چن کے لیا نیکے تیں      ملک زادے کوں لا کھلانے کے تیں  
 مسلم ہوا ملک سیف الملوک      لگیا سو سنے غم پر غم دو کہہ پر دو کہہ  
 جو دیکھیا جنگل کے چیتے باگ کوں      ہرن ریچہ ہورا جگراں ناگ کوں  
 نیٹ گڑ بڑا کر ہوا گھبرا      در نیے سیتیں ویں پڑیا تھہر تھہرا  
 سو کہنے لگیا اے خداوند گار      اے رحمان اے پاک پروردگار  
 کہاں تے منجے توں کہاں لایا (۱۰)      سو لاکس بلایاں میں سنپڑایا  
 نہ یاں آدمی زاد کا کیس نشان      نہ منجے کوں ہے یاں کوئی جان ہو پہچان

ع۔ ہوئے عاشق اُسکے درندے تمام      جتے تھے جناور پرندے تمام (ح)

ع۔ دیکھ اُس حسن بے سد ہو گرنے لگے۔ (ح)

ع۔ سو اس غمزہ دے کے کھلانے کے تیں۔ (ح)

چہرہ دیکھتا ہوں اُدھر بے قیاس  
 گم کوں کیوں ان سات دن رات میں  
 گم کوں ان کے  
 منجے کوں آپہاڑ کھاتا ہے کی  
 درینا میرے سببت ہیں کیسے سخت  
 نہ ماں باپ تھے پاسکوں کچ جواب  
 ہر یک وقت اس دہات روتا اچھے  
 نہ گمتا دیکھت وقت اپنا کہیں  
 سو یکے اتادھی رات گزری کھیت  
 جاور لگے اونگٹے ٹھار ٹھار (۱۰۲۰) پڑے بے خبر سب نہ تھے کوئی ہشیار  
 یکایک ہو اغیب تھے بل اُسے  
 چلیا اُس ادھی رات اُل تے نکل  
 یکیلانگے پاؤں ننگے سریر  
 کیتک دن کوں جوں باٹ پایا یک ایک  
 جو اُس شہر کا قیصر یہ تھا نازوں  
 بڑا شہر نا حد نہ کچ انتہا اسے  
 جنگل کے جناور کھڑے آس پاس  
 کروں اس گنگیاں سات کیا باتیں  
 میرا جیو لے کون جاتا ہے کی  
 کسی کوں دنیا میں نہ ہوئے ایسے سخت  
 نہ معشوق تھے ہو سکوں کامیاب  
 بڈہل آپ میں آپ ہوتا اچھے  
 کیا فکر یک دس من میں وہیں  
 جگت نہیں کوں نیند کچڑی کھیت  
 نہ اُن کی آنکھ  
 چڑیا ہات ہمت کیرا گل اُسے  
 بڑے دغدغے سات جنگل جنگل  
 تھے غامخیلاں اُسے جوں سریر  
 نظر تل پڑیا دور تے شہر ایک  
 صفا جا بجا ہو رہا ٹھاؤں ٹھاؤں  
 کہ چوند میر لگ میش و پس پنت اسے  
 چڑوں  
 بیس لک



جو لپا سا تو آسماں اس میں چھپائیں      تو یک کونے میں اس کے چھپ کے میں  
 پچھل چوکن رستے بازار چار      سو جیسے لطافت میں گلزار چار  
 دے آدمی زاد تیں کوئی دہاں      بھرے ہیں دہاں باندے جان تھاں  
 حکومت اُن کا ج ہے ٹھار ٹھار (۱۰۳)      اُن کا ج چلتا ہے واں کار و بار  
 دیکھیے شاہزادے کوں جوں سر بسر      لیکن اپنے راجے کئے قید کر  
 جو دیکھتا ہے واں شاہزادہ نجھا      عجائب طرح کا ہے اونچا چھجا  
 رکھا ہے جڑت کا تخت میاں میاں <sup>غور سے</sup>      زمیں واں کی دستی ہے جویا آسماں  
 چھبیلدا جواں یک گیا نے سگر <sup>جرا دی</sup>      خوش اُس تخت اپراں بٹھیا ہے چڑ  
 سکل باندے دائرہ چھوڑ کر <sup>عقطنہ</sup>      کھڑے ہیں ادب سات ہت جوڑ کر  
 بلا باند ریاں کوں کہیا او جواں      کہ کرسی لیکر آ کر کھومیا نے میاں  
 لیکر آے جا بیگ کرسی پچھل <sup>جلدی</sup>      کہ جوڑے اتھے اس جڑت بے بدل  
 ملک زادے کو پیلا اُس او پر      لگیا پوچھنے حال اُس سر بسر  
 کہ اے جاں توں کہاں تے آیا ہے کہ <sup>بھلا</sup>      کہاں کہاں تے کس گاؤں جاتا ہے کہ

تو کس کا ہے جاپا تیرا ٹھکانوں کوں (۱۰۴۰) کہاں چاند تیرا ہے آسماں کوں  
تجھے کام کس وضع سوں اکھڑیا تو کیوں اس خرابے منے آپڑیا  
سو کہہ مج کنے کھول لے یار توں ہو مہاں چند روز اسٹھارتوں  
جو ایسی اوشیریں زبانی کیا ملک زادے کوں گال پانی کیا  
سو یکدہرتے جو حال اپنا اُتھا جو کچھ تھلنا دتہ پٹنا اُتھا  
جو کچھ آکہ ڈاٹیا اُتھا باٹ میں بکچ سرگہرا اُتھا جنگل گھاٹ میں  
سر سر کہیا کھول اس جان سوں لگیا پوچھنے اس کوں پھر گیاں سوں  
کہ اے بخت و راج تج راج کی تیرے تخت کی اور تیرے تاج کی  
روش ہو تر تیب کچ ہو رہے تیرے بخت کا باؤ ور زور ہے  
سو پوچھیا کہ اس راج اس رتوں مراتب یو پایا ہے کس نہایت سوں  
تجھے بانڈیاں سات گنتا ہے کیوں (۱۰۵۰) تیرے من میں یہ ذوق جمتا ہے کیوں  
تیری خسروی کا عجب طرح ہے نبھانے تھے منج میں کوں فرج ہے

ع۔ کہہ لے بھائی تیرا ہے آسان کون (ح)

ع۔ ہو کیوں یہاں یو مراتب تجھے اپڑتا ہے کیوں ہو رراتب تجھے (ح)

ع۔ آنکھیاں کوں میرے آج لک فرج ہے۔ (ح)

دعائے میرا روح سارا کرے  
میرا باپ تھا مصر کیرا رئیس  
لیکھ آئے سودا سودا دریا وری  
سو تختے اوپر ایک نکلیا بہار  
پکڑ کر مجھے واں تے یاں لائیے  
دیے پادشاہی مجھ اس وقت پر  
مجھے اپنا راج کر بیٹھائے  
چلیا ہے رسم اس وضع کا مدام  
(۱۰۶۰) قرار ان کوں اچھتا نہیں ہے کہیں  
نہ جوڑیاں کئے جائیں نا کہاں کہاں  
سو بیٹی ہے بہت شرم ہو راج کی  
دوہم سار خاکی دوہم انس ہے

اگرچہ یہ توں آشکارا کرے  
کہیا تب دورا جا کہ سن لے انیس  
دیا بھیج حج کرنے سوداگری  
یکایک سوکشتی پھوٹی موج مار  
وہاں باندرے فوج کر آئیے  
ستم زور سوں بیٹا تخت اوپر  
دورانی میری شہر میں سب پھرائے  
کہ اس قوم کے باندریاں میں تمام  
جو مرتا ہے راجا اُن کا کدہ ہیں  
دیے باج شاہی کسے ہوئے تائیں  
اُن کے بچے اول کے مہاراج کی  
گوں اس ستیں میں کہ ہم جنس ہے

ع۔ کہیا جہازاں یوں کہ اسے ہم جلس (ح)

ع۔ کہی راج اُن کا جو مرتا ہے کوئی  
قودر اقراراں کے دل کو نہ ہوئے (ح)

لکھیا اس وضاحتھاسو انہیڑیا مجھے  
 مل آئیں کوں کیمبات کر اس طریق <sup>حاصل ہوا</sup>  
 کیا امر لیا پار کرنے شتاب  
 جولیا کر کندورے کئے بارخوب  
 دونوں مل کے خوش ذوق سو کجاں کھائے  
 پیارے لگے عیش سوں جھیلنے <sup>کھانا</sup>  
 پس میں اپنے مال منڈل بجائے (۱۰۷۰) بکیت بازیاں کے تماشے دکھائے  
 کلانٹیاں اچھلنے لگے میل خوب <sup>کھانا</sup>  
 ہنر بھید اپنا جتا تھا دکھائے  
 کیتک دیں شہزادے کوں رکھ دو راج  
 پیارے رکھ اس ہات دن تین چار <sup>دن</sup>  
 سمج خیال اس کا کہیا یوں اُسے  
 یہاں کوئی اس تھے خبر دار نہیں  
 عجب کچ ہے دنیا میں تیرا پریت  
 انہیڑنے تیرے دادن سر یاد کوں <sup>پہنچے</sup>  
 خدا اسن ہو ر دیوے راحت تجھے  
 کندورے شہانے اتھے جس طریق <sup>خوان خام و ترخان</sup>  
 کیتک جنس کے نعمتاں حجاب  
 جڑت کے رکھے ظرف ہر ٹھار خوب  
 رنگیل شراب ارغوانی منگائے  
 ہوئے مستعد باندرے کھیلنے  
 بکیت بازیاں کے تماشے دکھائے  
 کیتک کھیل مضحک کیتک کھیل خوب <sup>کیتے ہی مضحکہ خیز</sup>  
 بہر حال دونوں خوش کر ہنسائے  
 کیا باٹ لانے کوں یکے دن علاج  
 شگفتہ کیا ماندگی سب اوتار  
 کہ توں جو سوں عاشق ہوا ہے جسے  
 کسی ملک میں او تو اظہار نہیں  
 نہ دیکھا کوئی ایسا بی گھیرا پریت  
 سکت نہیں کسی آدمی زاد کوں <sup>بھی</sup>

تیرے من کے مقصود بر لیا نہار      نہیں کوئی یاں باج پر وردگار  
 تو کُل سون کر اپنے من کوں شاد (۱۰۸۰) ملک ڈھونڈ ہو رپا توں اپنا مراد  
 کہ اس دہات یک بادیا عین ذات <sup>اپنے دل</sup>      منگایا جڑت کے خوش ابرن سنگات  
 آنگے ہو اپنے سرکلا اوس اوپر <sup>گھوڑا</sup>      دعا اُس کیرے حق میں لک ہات کر  
 کر اظہار اپنے جتے مہر تے      روان کیا خوش اُسے شہرتے  
 کیتک باند رے دے کے اسکے سنگا      جہاں لگ ہے اپنا ملک ہو روالات <sup>پلا بھنگ</sup>  
 وہاں لگ اس انپڑا د کر بھیجا      دعا اُس کے حق بے نہایت کیا  
 چلے باند رے اس کوں انپڑا دتے      تماشا ہر اک ٹھار دکھلا دتے  
 کھڑے رہے رضا لیکے ایلار خوش      کئے اپنے سرحد تھے پیلاڑ خوش <sup>پاڑ</sup>

## کوچ کردن سیف الملوک اقبصیر

چلیا شاہزادہ لے دیتاگ بھی      اٹھی سلگ کر برہ کی آگ بھی  
 سو پھر اپنے مشوق کے دہیاں بن      جھگڑتا زمیں ہو راسماں سول  
 سر اسر سریر آ پنا جالتا (۱۰۹۰) انگارے انجو گرم ادہک ڈالتا

نپٹے نپٹ جنگلے جنگل جھاڑے جھاڑ  
 گویاں ہو رہی جھڑپے جھڑپ چھاڑ  
 اُلنگتا گیا ایک جزیرے کے  
 جو دیکھتا ہے جا اُس جزیرے سے  
 لگے ہیں لگن اونچے صندل کے جھاڑ  
 کھڑے ہیں ہر ایک ٹھار خوش پاؤں گاڑ  
 زمیں سب سُننے کی ہے اس ٹھار کی  
 جھلکنے میں جویں سور کے سار کی  
 بھرے ہیں کوڑے وہاں ٹھار ٹھار  
 ہتی سار کے آدمیاں کہاں ہاں  
 بھکے ہو کے پھرتے ہیں چارے کے تئیں  
 سوکھانے مگے اس بچارے کے تئیں  
 لگیا پھر وہ جیو کے دروں نھاس نے  
 سودیکھیا پنکھی ایک ایسے سے  
 بڑا دھڑشت مرغ کے سار کا  
 بڑے شہسپاں تیسرے منقار کا  
 کنارے پہ دریا کے بیٹھا ہے آ  
 چلیا اس کوں لے مرغ اس ٹھار تے (۱۱۰۰) اڑیا ہو رہا غیب سنار تے  
 اُلنگتا اُلنگتا کیتا کیتا پارو  
 چلیا ایک سہرور کے پیلاڑو

سو حیراں ہوا شاہزاد اترتے  
 لگیا فکر کرنے کوں من میں پھوت

۱۔ نوٹ :- اس مقام پر بھی وجہی نے اپنے قلمی نسخہ سیف الملوک میں حاشیہ پر یہ نوٹ لکھا ہے۔

”اس نہ بہت از لطحات است“ دوسرے کسی نسخہ میں یہ ابیت نہیں ملتی۔

جو وال تے سونیں بھاس سکتا تھا کیں  
 اسی فکر میں شاہزادہ رہیا  
 بزاں شاہزاد اکھیا دل منے  
 لگیا روونے دل میں سوخت پر  
 عجب کھیل تیرا ہے کرتار حق  
 سٹیا جیو کا وو بھروسا بہوت  
 الہی بچاتا ہے بہت دہات  
 سو تدبیر کے ہات تے بل کیا (۱۱۱۰) ادک شاہزاد اسو تھسل رہیا  
 لڑکتا چلیا اُس کے چنگل میں ویں  
 معلق ہوا پر سول گہن پر چڑھیا  
 نہیں یاں خدا باج مشکل منے  
 وہیں نخت سختی تے سختیاںچ اُپر  
 تو جیو بائچنے کا مجھے دے سبق  
 لگیا دھیان اللہ سول اگر تروت  
 اتیا یو پڑیا آ کے مشکل ات  
 سو تدبیر کے ہات تے بل کیا (۱۱۱۰) ادک شاہزاد اسو تھسل رہیا

چلیا وو سو گہن پر وطن آپنے  
 پڑیا ایسے جنگل منے آئیں کر  
 وہاں آپ نے ٹھار کا بھج کاٹ  
 سو اُس جھاڑ کی پیڑ دوڑے تپال  
 اتار اُس اوپر شاہزادے کے تئیں  
 اول تھے ایک آدم جو ویں مار کر  
 سواپنے وطن بیچ کول تا اپنے  
 جو پھر کوئی آنا سکے جائے کر  
 ہوا سار جا ایک اونچا ہے جھاڑ  
 سو ڈالیاں نیڑ لے اٹھیاں تھیاں اُچال  
 بچیاں پکس اپنے چلیا دوڑویں  
 رکھیا تھا جتن آپ نے ٹھار پر

سو ٹھٹھے کر اس بانٹ بھانے لگیا  
 دیکھت شاہزادہ جو اس جھاڑ تل  
 یکا ایک ایسے منے ایک سانپ  
 دھلار اُچاتا وہاں آئیسا (۱۱۲۰) بچیاں کول کھانے کے تیں وہاں  
 چڑیا جھاڑ اُچھاتا پرال دیں جھانپ مار  
 لیا اس مرغ کی منڈی جائیکر  
 دیکھیا شاہزادہ جو اس حال کول  
 جو ہمیت زدہ ہو لگیا کانپنے  
 یکا یک کبل آکہ بازی گھڑی  
 جنگل بیچ پڑ لاکھ دشوار سات  
 نہ کچ حال تن میں نہ کس پاؤں میں  
 ادیک پیاس ہو رہو کہ تھے تلہلے  
 سو وال ایک چشمہ اتھا آب کا  
 بچیاں تائیں اپنے کھلانے لگیا  
 پڑے سو جہاں کے تھاں ہاڑ گل  
 بڑا سار کا دھڑ زمین کول لے ڈھانپ  
 سب اس کے بچیاں کول نکل یکبار  
 بہسم کر سٹیا تل منے کھائیکر  
 چھٹی کا فنی تن پہ ہر بال کول  
 سو تد بیرواں لے کیا کھانے  
 سو ویں جھاڑ اوپر تے میلیا اوڑی  
 لگیا کھانے تائیں واقعی سنگات  
 سو اٹھتا و پڑتا ہر یک ٹھاؤں میں  
 چل آیا ہلوں یک ہرے جھڑ تلے  
 نجل اس اُچھے آب گلاب کا



پڑیا تھا وہاں غیب کا ایک آثار (۱۱۳۰) سورنگ رس بھریا ہوڑ مٹھا دانہ دار  
 بھکا تھا سوویں چیل کھایا اُسے رگے رگ منے جیو آیا اُسے  
 پیانیر چشمے منے جائیں کر کیا تکیہ اس جھاڑ تل آئیں کر  
 پنکھی لیک ایسے میں مرغول اٹھا یوں اُس جھاڑ پرال تھے بول اٹھا  
 سیتا ہے جواں یو جو صاحب جال ہوا ہے جو برہے کے غم میں ند ہال  
 بڑا کچ بلا ایک یاں آئے گا سو اس بیگینہ جواں کوں کھائے گا  
 پنکھی دوسرا سُن بُرا مان کر در یغے ادیک من منے آن کر  
 لگیا پوچھن اسکوں یو کیا ہے کنا کہ اس بیگینہ کا سو کیا ہے گنہ  
 کہیا وونکھی کھول اس دہات تب کہ قصہ سو اس جواں کا ہے غب  
 کہ یک دن کتاں جن آئے اٹھے مل یکٹھا ر مجلس بھرائے اٹھے  
 جکوئی تھا بڑا جن جو مجلس منے (۱۱۴۰) بکا یک اٹھیا بول کر یوں اُنے  
 کہ ہے سبت ایسی جو اوکھائی جائے اوکھائے تو جتاں کی شاہی منج آئے  
 سنیا ہوں کہ کیں باغ ہے یک مرن ہے اُس باغ کا ناؤل او تار بن

دہاں جھاڑ ہے ایک اُتار کا      لگیا ہے اُس ایک پھل جو اوتار کا  
 دیونگے مجھے لیا کے او پھل جکوئی      تو میرا پران اُس تے خوشنود ہوئے  
 مجالس میں بعضے اتھے جن جتے      سوڈ ہنڈ لیا دیونگے کر قبولے ویتے  
 چھ مہنے کی فرصت لئے یک خن      چلے ڈہنڈ لیتے او اوتار بن  
 سو یک جن نے اس باغ کوں پائیا      وو اوتار پھل جائیس کر لائیا  
 یکا ایک پیاسا ہو پانی کے اُس      پینے نیر آیا جو چٹے کے پاس  
 ولے پھر کے جاتا وقت نابکار      بس کر گیا تھا وو اوتار انا ر  
 اُسی پھل کوں یو جواں کھایا ہے (۱۱۵۰) ولے بھید اس کا پنا یا ہے  
 بس کر گیا سو وو جن آگ ہو      بسا نے بلا اُس پر آتا ہے وو  
 اگر عقل کچ ہوئے گا اس منے      ہے خاتم سلیمان کا اُس کنے  
 وو جن پھر کہ جس وقت یاں آئیگا      جو اتار ڈہنڈ نے کے تیں ہائیگا  
 کناویں غضب سول اُسے ہاں پھار      کہ اے جن کڈ ہنگی نجس نابکار  
 وو اوتار بن تھا سلیمان کا      رضا باج اس کے پھل اسٹھار کا

تجے توڑنے ہات کس ہات آئے      تو کیا کام رہ رہ کیا ہائے ہائے  
 سلیمان بھیجا ہے یاں مجھے      لیکر آؤ بند کر کچھو نڈے تجھے  
 دیا ہے نشان آپنا میرے ہات      کھڑے ہونہ دیوں تجھے ایک سات  
 او جن جیوں سلیمان کپہا نشان      دیکھے گا تو اڑ جائے گا دین <sup>دیوں</sup> ہوش  
 دیسے گا اُسے ٹپ پرے تیوں کا <sup>ایمان</sup> (۱۱۶۰) سوچپ جائیگا بیچ پاتال نہاس  
 سو سیف الملک جیوں سنیا یوں بچار      ڈھری مار کر جا چھپا ایک ٹھار  
 جیوں آیا ووجن دوڑ چشمے کنے      یکاٹیک آیا نکل بھار اُنے  
 انگوٹھی دکھایا اُسے ہانک مار      سوہیت زدہ ہو کے بے اختیار  
 ہوا غیب پاتال میں جا ووجن      سلامت چھوٹیا اُس کے ہاتل تے <sup>پن</sup>

## رسیدن سیف الملوک بہ جزیرہ سفند

جو راحت قلم کی زباں کوں چھوٹے      قلم شاخ اسرار کی یوں پھوٹے  
 کہ رحمان اپنے بندیاں کے اوپر      دبا کی جو منگتا ہے کرنے نظر  
 اُچا اپنے پیار کے ہاتھ سوں      بجایا <sup>بہائی</sup> ہے آفت تھے ہر دھاتوں  
 کریمی جہاں پر کر ہمار <sup>انٹا</sup> ویسے      مشقت کوں راحت دیو نہار <sup>بچا</sup> دے

جو نکلیا وہاں تھے سو سیف الملوک  
 اکیلا جو آگے ہو جانے لگیا (۱۱۰) کٹھن باٹ کوں چل گھٹانے لگیا  
 چڑیا جائیکر ایک ٹیکاں اوپر  
 سو چوند میرا جالا برستا ہے  
 لگیا بھوت اُسے یو تماشا عجیب  
 چڑیا ٹیک اوپر تھے اتر آئیا  
 سو بے مثل نقشے رنگارنگ محل  
 جو نزدیک آیا خوشی سات جب  
 درونی چلیا ذوق پا بے شمار  
 سنوارے اہیں غیب تھے محسوس  
 رکھے ہیں تخت ہو راس کے اوپر  
 پڑیا جا کے ہر ایک جنگل میں چوک  
 دیکھیا دور تے ایک میداں اوپر  
 جنگل نور سیتیج بتا ہے  
 رہیا گم ہو آپس منے آپ تب  
 نظر چار اطراف دوڑا ئیا  
 صفا دار یکا یک پڑیا دھپٹ تل  
 آپسے آپ کھل پڑے قفل سب  
 بچھا دیکھتا ہے جو واں ٹھار ٹھار  
 بچھانے بچھائے ہیں جاتناں بچھل  
 سنا ہے لے مونہہ ڈھانپ کئی بے خبر

۱۔ سودلیز اوپر سٹیا ہات جب۔ (ح)

۲۔ سودیوار در ب چارے چار (ح)

۳۔ سنا ہے پس ڈھانپ لے کوئی بشر (ح)

نہ ملتا نہ چلتا ہے اس ٹھارے (۱۱۸۰) نہ دہتر ناخبر کوچ سنسار تے  
نہ ڈر جو کوں اپنے اس وقت پر دیا مرگ کے ہاتھ آپس سخت کر

## یافتن سیف الملوک مسکرا

چلیا دہس کہ دیکھیا نزدیک جاؤے	سوناری ہے مقبول سوتی دے
نہ اُس سار صورت منے حور کیں	نہ ویسی تجلی ستی سور کیں
کتک بار بیٹھا نزدیک بے قرار	مگر نیند تے ہو نیگی کر ہوشیار
سو ہرگز وہ ہوشیار ہوتی نہیں	موتے تو پنج دستی ہے سوتی نہیں
ڈریا ہور منگیا پھر کے جانے وہیں	سودیکھیا پی یک سرانے وہیں
اُچا دوپٹی دیکھتا ہے جو پڑ	سو باندیا ہے کئی نیند اُسکے اوپر
سیٹیا پھوڑ جوں کھڑے کروپٹی	وہ مقبول یکا یک وہیں جاگ اٹھی
انگے ہو کیا شاہزادہ سلام	کھ اُس کا دھیت ذوق پایا تمام

ع۔ دیادلوں کوں بہت سواں وقت پر۔ (ح)

ع۔ تو ہرگز نہ کچ ہوش پاتی دے نکچ ہات ناچک ہلاتی دے (ح)

سو حیراں ہو بیٹھی دو اُس گھڑی (۱۱۹۰) آپ ہر کھول جیوں بھول کی پھنکڑی  
 کہی یوں کہ یاں آدمی زاد کون نہ تھی قدرت آنے کیوں آیا ہے توں  
 سہی کہہ کہ توں کون کس ٹہار کا خبر کیوں لیا ہے توں اس ٹھار کا  
 تیرا ناؤں کیا کون انسان توں خبر دے مجھے گنوتی جان توں  
 تب اُس شاہزادہ اٹھیا بول کر حقیقت سو اپنا کہیا کھول کر  
 کہ اے نار قصہ ہے میرا دراز کہوں گا جو سننے کوں آسے نہ داز  
 ہوئے برس تیرا<sup>۱۳</sup> مجھے رات دن جو پھرتا ہوں دیتا گ سرے کٹھن  
 بلایاں بہت سو سیا برہ کیاں دیکھیا عشق کے گرہ کیاں  
 ہوا عشق تھے حال سب پائمال<sup>اٹھایا ہجر</sup> بجاؤں ہو نہارے کیوں اُمال  
 بدیع الجمال ایک ہے شہ پری اب کیا ہونے والا ہے  
 کہوں کیا تج اے شاہ شکر لباب (۱۲۰۰) کہ یاں لٹ پٹاتی ہے میری باں  
 نہ دو ملتی ہے ناگلستان ارم یوں اس تائیں کہوتا ہوں اپنا جنم  
 تلیں دہر تری ہو ر اوپر آسماں دکھوں میں جاتا ہوں میانے میاں  
 کہ دہرتا ہوں سینے میں دکہ کٹڑیں ہوا ہوں پریت سورنچ جل بھڑڑیں  
 کہ دہرتا ہوں سینے میں لک خاروا پڑے ہیں کلجے میں روزن ہزار

یکانیک اسٹو جو لیا یا مجھے      سو اس محل میں آج پایا تجھے  
تیرا حال ہو وضع کیا ہے سو بول      چھپا توں نکو مج تے دل کھول کھول

## ہم راز شدن سیف الملوک با شہزادی

و دامت کے گن کی سگی مہربان      فراست سول اس کا جلیلا دل چھپان  
کہی یوں کہ بیٹی ہوں میں لاج کی      میرا نڈل کے ملک کے راج کی  
ہمیں دراصل تین بھاباں اٹھیاں      سو یکدن رضا باپ کی لے وتیاں  
گیان باغ میں سیر کرنے کے تئیں (۱۲۱۰)      لگیاں تیرے حوض خانے میں  
سو در حال وہاں ایک بار اٹھیا      چن در چمن سب دھولارا اٹھیا  
سو اُس دھول میں تے جناور بڑا      آچا کر منجے لیگیا ویں اڑا  
ہوا پر چلیا دوڑ پنکھ مار مار      رکھیا منجوں لیا کر سوا سٹھارا اتار  
انگے ہو میرے آگیا دیں سلام      کہیا ڈر نکو اے چنچل نیک نام  
کہ عاشق ہوں میں تج اُتم ماہ کا      کہ بیٹا ہوں پریاں کے میں شاہ کا  
بڑا بھائی جو یک منجے آج ہے      دو دریا اے قلم کپرا راج ہے  
اسی محل میانے ہے میرا مقام      نہ میرا ہے یو بلکہ تیرا مقام

یو جاگا جزیرا ہے اسفند کا      فرح بخش ہو ر لاکہ آنند کا  
 رکھیا یوں لیکر آ کے اسٹھار منج      کیا یوں بلا میں گرفتار منج  
 مہینے کوں یک بار آتا ہے دو (۱۲۲۰) منجے دیک پھر پھر کے جاتا ہے دو  
 میں اس کا کہیا ناسنوں دیک کر      غصا بے نہایت پڑ منج او پر  
 چاند سوں میری نیند کوں باندھائے      یکیلی منج اس محل میں چھوڑ جائے  
 سوتوں جس ٹپی کوں سیٹھا پھوڑ کر      بند یا تھا میری نیند اس کے او پر  
 اسی وضع سوں برس بارا ہوئے      میرے دس چکی آوارا ہوئے  
 کہوں کیا تجھے کہنے کی بات نہیں      کہ یاں اختیاری میرے ہاتھ میں  
 دل اپنا توکل سوں کئے ہوں گنہ گار      کہ میں منج خدا باج کئی دستگیر  
 نکو جا دو دس اچھ میرے پاس توں      نکو لیا لے کچ دل میں وسواس توں  
 وو آسے نہ اجنوں نہ ہو گھا برا      اچھوں دس باقی ہے یک سارا  
 دے شہزادے کوں دھیر کاس دہات سوا      اٹھی بول پھریوں میٹھی بات سوا  
 کہ اس وقت پر میں تجھے لے جواں (۱۲۳۰) تیری موہنی کے جو دیونگی نشاں



کہونگی جو باغ ارم کی خبر تو کیا انپڑ بگیا منجھوں اس کا ثمر

## خبر دادن شاہزادی از بیع الجہاں سیف الملک

وگو گنت سکی جو کہی اپنی بات خوشی سوں بھگی شاہزادے کی ذات  
ادب کی روش سات سر نہیں پردہر دعا ہو رشنا اسکوں لٹی دہات کر  
کہیا یوں کہ اے موہنی نیک نام فدا تچ پوتھے جو میرا تمام  
اگر توں کہے گی منجے اسکی بات تو دیگا خدا تچ جزا ہاتے ہات  
جو دیگی توں اس موہنی کا نشاں کریں گے دعا تچ زمیں آسماں  
جو خبراں کہیگی توں اس جو رکے تو اتریں گے تچ پر طبق نوز کے  
رہیا ہوں بہوت کچ آوارا ہو میں اسی تا میں پھر تا ہوں بارا ہو میں  
پریشان اس کا ہوں ملکہ ملوک بہر یا ہے رگے رگ منیں اس کا دوک  
میرا دو کہہ گنا توں کہ ہے تچ ثواب منجے تیری دولت سوں کر کامیاب (۱۲۴۰)  
دیکھی عاجزی اس کی جیوں او تپا سودل میں تھے ویں مہر کا جوش اٹھا  
لگی کھول کہنے کوں سُن اے جواں کہ منج پیٹھے کی تھی ننھی ایک بھان  
ہن تین بھاناں میں دو خوب تھی سو ہمیش عالم میں محبوب تھی

تن اس کا پھل مکھ مکتا اچھے  
 ہنسی سات گلرِ زیجیوں باغ تھی  
 سوکیدن لے سنگت ہننا کوں مائی  
 کیتک دیں دہاں شاد مانی کئے  
 یکاٹیک عورت اک اس ٹھار پر  
 اگھے ہو میری ماں کوں کیتی سلام  
 کہ پریاں کے راجا کی عورتوں میں (۱۲۵) دکھیں آئی ہوں تیری بیٹی کے تیں  
 سکل شہ پریاں میں میرا ناؤں ہے  
 جو ہے منج کئے ایک بیٹی نہنی  
 رکھناؤں اس کا بدیع الجہاں  
 بہت دن تھے اچھتی ہوں اٹھیں  
 تجھے دیکھ میں ذوق پر ذوق پائی  
 یو بیٹی سو تیری ہے بیٹی میری  
 پلا پیارے دود تیرا اُسے  
 کر اس وضع سوں بات بکیر کوں ایک  
 عنبر مشک کا باس آتا اچھے  
 کیلجاں پہ حوراں کے جیون اغ تھی  
 خوشی سات یک باغ میں لکیر آئی  
 ادک جین واں خسروانی کئے  
 ہرے جھاڑ پر تھے اُتر آئی کر  
 اٹھی بول اس دہات ہو ہم کلام  
 دیکھیں آئی ہوں تیری بیٹی کے تیں  
 میرا گلستانِ ارم ٹھاؤں ہے  
 سو ہے دو میرے نین کی روشنی  
 ہے اس سات میرا محبت کمال  
 ادک خوش کئے ہوں یو گلزار میں  
 اچھو قائم یو آج تھے آشنائی  
 یو بیٹی سو میری یو بیٹی تیری  
 کہ میں دیونگی دود میرا اسے  
 رہے دو جتنے مل پس کیوں ایک

لگا جیو ویوں میری مائی سات      کر ن آوے مہینے کوں یکبار بات  
 بڑی ہوئیگی و وچنل آج کوں (۱۲۶۰) اچھگی سورج تھے نچل آج کوں  
 عجب شہ پری ہے ووصا تہ جمال      کہیں جگ میں ہو سے نہ اسکل مثال  
 میں اپنے نگر پچ اچھتی جو آج      تو کرتی ہر یک وضع تیرا علاج  
 کہتی ہوں ہو رکیبات سن لے عزیز      اگر تج سکت ہے تو دے مج تمیز

سو شہزادہ سن کر ہوا یو خوش حال      کہیا س لے روشن صاحب جمال  
 کہ میں عرض کرنے بھی منگتا ہوں تج      اگر خوش زباں کھول فرماے مج  
 خدا مشکل آسان کر نہا رہے      نرادر یاں کوں و و آو بار ہے  
 کہی موہنی بول کیا ہے سو مج      کہو نگی میں اس بات کا جاب تج  
 کہا جب و و دیو آئے اٹھا پر      سو توں پوچ لے اس کے جیو کا خبر  
 میرا جیو تج بات میں ہے یہاں      تیرا جیو معلوم نہیں مج کہاں  
 یو خوبیں خبر اوستے لے مج کہنا (۱۲۷۰) تو میں کر سٹوں اس کوں تل میں فنا  
 یوں موہنی کئی شکر لب کوں کھول      لے ہوں خبر اوستے کہتی ہوں کھول

۱۔ نوٹ:- وچدی نے ان آٹھ اشعار کو بھی الحاقی لکھا ہے اور کسی دوسرے نسخہ میں بھی درج

نہیں ہیں۔

کہ یکہ سیس محکوں رکھیا سو پڑا  
 کہیا یوں کہ تج بن نہیں کوئی منج  
 بہوت ہے میرا جیو تیرے اوپر  
 میں اس بات کوں جا بے یوں پھرا  
 تو اکتبتہ اپنا کتا راز منج  
 تیرے ہات میں ہے میرا جیو تو یاں  
 اگر آدمیاں تھے پریاں کوں حیات  
 دودن کی دنیا کوں نکمرا عتبار  
 ہیں آگے پیچھے جا ہمارے ہیں (۱۲۸۰) سچ لیویں آپس میں بائے ہیں  
 سنیا منج زباں تھے اولیو با جمنیں  
 کہ ہے سچ تیرا جیو میرے ہات میں  
 میں لے موہنی تج تے اب کیا چھپاؤں  
 لگیا مج سوں با تاں کرن بہو تیرا  
 تیرا عشق کافی ہے جگ دینی منج  
 ولے میں تیرا جیو میرے اوپر  
 کہ منج پر اگر جیو ہوتا تیرا  
 دیتا اپنے باطن تھے آواز منج  
 ولے کہہ منج ہے تیرا جیو کہاں  
 اچھے زبانت تو کیا ہوا نین غنا  
 کہ جینا ہمارا ہے دودن او دھار  
 اٹھیا بول کر پھیر منج سات یوں  
 ولے میں تیرا جیو میرے ہات میں  
 کتا ہوں میرا جیو رہتا سو ٹھاؤں

منج تو آدمیوں منج تے دادتوں کتا کھول اپنا مجے رازتوں (ح)

منج اگر آدمیاں کوں پریاں تے حیات (ح)

کہ ہے ایک صندوق شیشے کپڑا  
وہ صندوق سو ہے دریا کے بہیتر  
دریا کے نزدیک جا کے دکھلائیگا  
بڑاں واں تھے اے موہنی مہرباں  
سو اس کے درونی اسے جیو میرا  
انگوٹھی سلیمان کی کوئی اگر  
نخل اور سنگا تیج اور پر آئیگا  
میری زندگانی ختم ہوگئی  
بہ آذان

## کشتہ شدن دیواز دست سیف الملک

سینا شاہزادہ جو اس بات کوں  
کہ اے موہنی پاک و امان کی  
میرے پاس حاضر ہے دب میں تال  
سلیمان کی اس انگوٹھی کوں دیکھ  
کہیا خوش ہو اس پد منی ذات کوں  
انگوٹھی تو حضرت سلیمان کی  
تو کیوں منجکوں سنبھالتی سو سنبھال  
ہوئے شاد بھوتیج اکیس تے ایک  
سودو زوں کو بہت دیا آسماں  
مل اپنے درد و دکھ کے دارو ہوئے  
شبابی سستی آئے دریا کنار  
زمانہ جو آخر ہوا مہرباں  
پکڑ ہات ویں باٹ سارو ہوئے  
یکس کوں یکن جسد ہو پاؤں سار

دکھائے دریا کوں انگوٹی پنھل  
سو در حال صندوق آیا نکل  
جوں یکبارگی پاسے دونوں جنے  
او چاکر لیکر آئے دونوں جنے  
وہ صندوق جیوں دیکھئے کھول کر  
جناور اتھا ایک اوس کے بھیتر  
سٹے اُس جناور کی مونڈی مڑوڑ  
کئے چور صندوق کوں توڑ پھوڑ  
سو در حال پیدا ہوا ایک غبار  
پہاڑ سار کا سر اک انراں تھے (۱۳۰۰) پڑیا سو ہلکا بہرت پاتال تھے  
دیا جھڑ بریا جیو اپنا تروت  
سو اس کے مرگ تھے ہوئے خوش بہرت  
خدا اس بلاتے کیا جیوں خلاص  
سو چلنے کوں واں تے کئے فکر خاص  
دو نوں دیں نہیں ایک ہوڑی کئے  
جو اہر کنکر اس میں کچ بھر لئے  
کرا اللہ کا شکر واں بے شمار  
ہوئے خوش دونوں کے ہوڑے سوار  
قضا پر نظر رکھ توکل ستیں  
دریا پر چڑ ہے فوج کے بل ستیں  
چلیا باوئے بیگ ہوڑے کوں کاڑ  
عجائب کیتیک دیکھتے جھاڑ چھاڑ  
ہوا جھکا نکال

۱۔ گیا جیوں وہ دنیا تے نابود ہو ہوئے مرگ تے اُس کے خوشنودی (ح)

۲۔ نہیں ایک ہوڑی نویں اس کر جو اہر کنکر خاص چُن اُس میں بھر (ح)

چھ مہینے تک دو کہہ جھا دیک دیک  
ان لنگتے عجائب جزیرے کیتک  
نہ تھی سُد کہ ہر موج کیوں آوتے  
نہ تھا فام یوں کچ کہ ہر جاؤتے  
ہوا ندے بہت یک جزیرے میں آئے  
کیتک دیں رہ وہاں امن پائے

رسیدن سیف الملوک و ملکہ بستر واسط و

ملاتی شدن تاج الملک

جوں اقبال کا در کھولا غیب تھے (۱۳۱۰) چڑیا دو کہہ کے مکہ پر کلا غیب تھے  
خوش اُس ٹھار روزی فراغت ہوا  
پریشان خاطر کوں راحت ہوا  
سو یک دن نکل شاہزاد ا و ہاں  
ہلویں سیر کرنے لگیا جان تھان  
سوا دم کیتک وال پڑے شت تل  
ادی آگئے ہی  
یکایک خوشی آئی من میں اول  
بجوش

۱۔ تماشا کئے پھر پھرے کیتک  
صفا دار اُلنگتے جزیرے کیتک (ح)

۲۔ سلامت سہل ایسے جزیرے میں آئے  
جو داں من کے مقصود کا کھوج پائے (ح)

۳۔ نوٹ:- یہاں پر دہندی نے حسب ذیل عبارت حاشیہ پر لکھی ہے۔

”ایجا چند ابیات الحاقی بود نہ ہل من نہ نوشتہ ام را۔“

سونزدیک جاسب کول کیتا سلام  
 وجاہت او پر اُس کے رکھ اناک <sup>نظر کر کے</sup> یں  
 فراست میں دیک اس کوں عالی وقار  
 ہوئے یک جہت سات جیوں ہم کلام  
 جو کیا رگی لوگ اُس ٹھار کے  
 سوکے ہاتھوں دل میں دو گان لے  
 کہے یوں کہ او جگمگاتے شیشیں (۱۳۲۰) سمجھتے ہیں کس بزم کے سوہیں  
 ہے بیٹی ہن راج کے بھائی کی  
 ہمارے راجا  
 سُراندیل میں بادشاہی سنگات  
 چچا اُس نہنی کا سو ایکچ ہے  
 نیکھانا تو اُس کا ہے تاج الملوک  
 ہیں سب رعیت ہیں اسکی تمام  
 جیوں ایسی خبر خلق تے پایا  
 کہے مل علیک السلام اُس تمام  
 مل ایک ٹھار بیٹھے سو اچھا نک یں  
 لگے بھیجنے مر جسا ہے شمار  
 سو بولیا اون دن دہر دوک اپنا تمام  
 سنے قصے اس کے ہور اُس نار کے  
 کتے وضع سیتی بُرا مان لے  
 جہنی مانی جیتی ہے اُس جائی کی  
 سگی ہاں  
 ہے اُس کا جیتا باپ حالی حیات  
 اس وقت زندہ  
 دو واسطہ کتے سو نگر بیچ ہے  
 عجب کچ ہے اس کا مروت سلوک  
 یہاں تے اُسی کا ہے آگیں مقام  
 سو دوڑ اُس سہیلی کنے آئی ا

کہ ہم جانتے ہیں سب اس نار کوں (اسی)

۷۔ اٹھیا بول سب خلق اس دہات سوں



کہا کھول در حال احوال اُسے      خبر دے کیا بہت خوشحال اُسے  
 فراغت کے مل دونوں ہو پڑی یہ چڑ      چلے و انتے راحت کی دریا میں پڑ  
 چلے شہر واسطہ کدن ذوق سوں      لگے باٹ چلنے کوں آیت شوق سوں  
 کہیں بات منزل میں آ بس نہ کر (۱۳۳)      شنبابی سیتی ان پڑے جا اوس نگر  
 کینک دن بچیں شہر واسطہ کون پا      بہر حال اُس کی حویلی میں آئے  
 جو نزدیک اُس شہر کے خاص باغ      ایتھا سوز ہے واں لگے دیک چراغ  
 رین جاگ رُبتی کے فرمان سوں      جو آیا نخل سورا سمان سوں  
 سو اُس شہر کا بے بدل شہر یاد      نکو کار تاجن ملک نام دار  
 اسی باغ میں خسروی داسوں      کرن سیر آیا بڑے لاب سوں  
 سونا گہ نظر اس کی اس ٹھار پر      پڑی شاہزادے کے دیدار پر  
 سونیاں کوں اُس کے گلابکھوت      بلا اُس پنجھانے لگیا موکہ بہت  
 بڑا بخور کوئی ہے کر پہچان      نزک بیلا اُس کہیا لے جواں

سوناگہا کھیلنے تیں شکار (س)

سوناگے ہو تسلیم کیتا اودنے (س)

عمت سوں دکھلا کے اپنا سلوک (س)

سونا - سوا اس دیں تاج الملک شہ سوار

سونا - ہوا شاہزادے کے تیں سلنے

سونا - بلا اسوں نزدیک تاج الملوک

کہو کاں تے آیا ہے لے جواں توں      سو گنتا ہے جانے کوں کس ٹھان توں  
 کیوں آنا ہوا یاں تیرا بول منج (۱۳۴۰) جو کچ ہے تیرا ماجرا کھول منج  
 جو اس دہات کا اُس تے پایا سلوک      لگیا بولنے حال سیف الملوک  
 کہ اے شاہ غمگین ہو سنیا رتے      میں آیا ہوں یاں مصر کے شہر تے  
 میرا قصا ہے سخت دور دور از      لگیا کہنے بار اے شاہ باز  
 کہ پئے دن تے پھرتا ہوں غربت منے      <sup>کہتے ہیں کہ جو کچ</sup> جم سب گنوا یا ہوں شدت منے  
 کہ ہو سے نہ مج سار دو کھیا را کہیں      نہ مج سار دیتا گ مار یا کہیں  
 بہت رنج دیکھیا ہوں میں ٹھاٹھار      نہیں ہے میرے دوک کوں کچ شمار  
 نہ میری جفا رنج کوں ہے شمار      نہ سینے کوں ٹھنڈک دل کوں قرار  
 میرا درد گئی ناسنے تو بھلا      سنے تو بلا شک اٹھے تل ملا  
 جو خاطر میں لیا دے میرا رنج کوئی      تو اُس کا سینا پھاٹ جیوں بھوٹائی  
 خبر جس کوں ہوئے میرے دیتا گتے (۱۳۵۰) تو جل را کہہ ہوئے دو کہہ کی آگ تے  
 غریبی میری کھول کہنے منجے      ادک شرم آتی ہے کیا کوں تجھے  
 سنیا یو جو تاج الملک نشہ نول      دریغے سول من میں تے آئے اول  
 کہ بولیا زباں کھول من لے جواں      نکو ڈر کہ اللہ ہے مہرباں

کہ غمناک ہوں میں بھی لپٹی سال تے  
 بھیتھی میری ایک صاحب جمال  
 دوک اس کا کروں مجھ کو چھاتی نہیں  
 یکا ئیک گم ہو گئی باغ تے  
 موٹی ہے کہ جیتی نہیں کچ خبر  
 جو یو بات پھر اس پر نشان کوں  
 سو جاتی دردنی سوں جل آہ مار (۱۳۶۰) البند یا انکھیاں میں تے دکہہ شمار  
 کہیا دکہہ نہ کراے سکھی راج توں  
 کہ تیری بھیتی کوں لیا یا ہوں میں  
 سو کیوں اُس کے لیکھے سگا بھائی ہو  
 تجے آج تے ذوق ہے لاکھ لاکھ  
 جتا کچ ہے نازل دو کہہ آفاق پر  
 ازل تے یو کیا ہے بانٹا میرا  
 درد دو کہہ سوں اس وضع گد زان بات  
 چے اشتیاقی سوں دونوں جنے  
 خبر کچ نہیں مج میرے حال تے  
 گنوائی گئی سو ہوئے بارہ سال  
 کہ اجوں وو کیس پائی جاتی نہیں  
 کہ مرتا ہوں میں سن دن اس داغ تے  
 بڑا دکہ ہے یو مج کلھے بہتر  
 لگیا تیر ہو دوڑ جا کان کوں  
 خوشی کر یو دکہ چھوڑ دے آج توں  
 کوں بٹھارتے اسکوں پایا ہوں میں  
 بچایا ہوں سو جانتی مائی ہو  
 وے میں ہوں غم تے نہ چاک چاک  
 جمیا ہے وو دو کہہ میرے سینے بہتر  
 کہ پنچیا ہے کانٹیاں سوں بچا نا میرا  
 مل آئیں کوں ایک بات میا نے لے بات  
 وہیں آئے اس پاک دامن کنے

دیکھیا جیوں بھتیجی کول آپیں چپا سو پتلی کرا نکھیاں کی لیتا اُچا  
گلے لاگ اڑا کے رونے لگیا (۱۳۰) خدا اُس کے آپال ہونے لگیا  
دل اُس کا بہت دہات سول تے کلہجے کے ٹکڑے کول سنگات لے  
لیکرا اُیا گھر میں تنظیم سات گیا شہر میں لے کے تکریم سات  
گھر آیا سو ہوئی شادمانی بڑی کیا شہر میں مینز بانی بڑی  
نوازیادک شاہزادے کے تئیں رکھیا جو کر دد کہہ زادے کے تئیں  
دیا بھیج قاصد کول میں بھائی پاس مہرباں اس کی جہانی پاس  
ہمائے سادت اثر کھول پنکھ اوڑیا جیوں سرانڈیل کی دہر سنک  
سرانڈیل کا بادشاہ سنجست ور سنیا اپنی بیٹی کیرا جیوں خبر  
یتلکچ ہوا خوش جو بولیا نہ جائے مگر غریب تے لاگ گر گوٹ آئے  
لگی جھڑنے انہر تے رحمت کی پھوئی جلہنار سینے کول ٹھنڈیک ہوئی

(x)

۱۳۰۔ کیا شہر میں لک خوشی دہات دہات (س)

۱۳۱۔ بھیا و مل کا باؤ جیوں اُس نزدیک جلہنار سینے کول دڑی ٹھنڈیک (س)



جو کچ دکھہ اتھا آ پنہ دل منہ (۱۳۹۰) سٹے کاڑسینیاں میں تے تل منہ

لگیا دل کوں ہم بہان ہم بھائی کی <sup>نک</sup> جو پھر کر جئے سیٹ تے مائی کی

گم یک سائر الاک عشرت سنگات <sup>دوبارہ جنم چل کیس</sup> دعا لے چچا ہو پر چچانی کے بات

نخل واں تے سنگات لے بھان کوں <sup>نک</sup> چلیا مل کے سیف الملوک جان سوں

پنتے پنت تینو کنتھے کھو لتے <sup>اپنا اپنا دکھ بیان کرتے</sup> گماتے وقت ہو ر قصے بولتے

سمراندیل کے آئے جیوں ووزنیک <sup>نک</sup> امس پا جنبا باپ خوش ہو ادیک

نخل گھرتے لاک انتظاری سستی سو دوڑیا وہیں بے تیراری سستی

جگر گوشہ کوں اپنے جیوں پایا <sup>نک</sup> چھتر کر آیس اس کے سمر چھایا

سینے سوں لگا اس پری چہر کوں <sup>نک</sup> اولینڈن لگیا مہر پر مہر کوں

بڑے دب بے سات لیا یا اے <sup>نک</sup> سو پھل نیر سوں مکھ دہو لایا اے

جیوں آیا گیا سورتن بہت میں (۱۴۰۰) <sup>نک</sup> نوا جیو آیا تیوں ہوا ذات میں

نک۔ جو پھر کر چلے اس طرف مائی کی (س)

نک۔ سوکسن یو خبر خوش ہو باپ ادیک (س)

نک۔ نین کا سو کر نور پایا اے (س)

ملیا دل سوں سیف الملک جان سوں  
 حقیقت کوں اُس کے اپڑ خوب آپ  
 دیا دھیرک اس جہوں دوں مائی باپ  
 رکھیا اُس ہتیلی کے پھوڑے من  
 ہو در مان اُس کا کیا دُ کہہ بہمن  
 کرم اُس کے حق حد تے پلاڑ کر  
 ستیا گردیکد ہر تھے سب جھاڑ کر  
 عزتیاں میں سب دے بڑائی اُسے  
 عنایت کیا پیشوائی اُسے

## داستان ملاقی شدن ساعد

کہانی کہن ہمار اس دہات کی  
 کہ یک دس سیف الملک شہ سوار  
 چلاتا ہے خوش بات ہر بات کی  
 نکل آیا ہمار کھیلے سکار  
 یکائیک بازار میں یک جواں  
 نظر تل پڑیا زار ہو ر نا تو اں  
 مسلم ہے دگبیر ہو ر بے قرار  
 وجاہت منے عین ساعد کے سار  
 کیا یاد ساعد کوں اُس دیکھ کر (۱۳۱۰) آنجھو لایا دوک کے نین بھر  
 اپس میں اچے بھائی سرداساں  
 کیا آپ نے من میں غم بے قیاس  
 بہا

سٹیا کانٹے سینے میں تے کاڑ کر (س)

کہیا اپنے لوگاں کون جاں اس کوں لاؤ  
 اُسی دہلیج جا اُس بلا لائیے  
 کہ جیوں اس مبارک سوار سچ پھیر  
 کیا یاد آتیج اوس جان کوں  
 شفقت جو اس کی غریبی پہ آئی  
 سوویں دو پریشاں حسرت آہ مار  
 کہوں گا اگر میں میرے درد کوں  
 بہر یا رہے سینا پور اس دکہہ شکات  
 میرا یار اک شاہزاد ا اتھا (۱۴۲۰) دو ملتا تو مخ دو کہہ نہ ہوتا تیا  
 میں اُسکی جداتی تے لئیے ہوں ملاکی  
 نہ جانوں کہ دو سور کس ٹھار ہے  
 و دیا دوک سوں ہے یا کہ اقبال ہوں  
 آپے آئے لگ گھر لجا بیلاؤ  
 لجا ایک جا گے یہ بلائیے  
 جیوں آ یا شتابی سوں اپنے مندر میر  
 بولایا نزیک اس پریشان کوں  
 کہیا کوں ہے توں سو مج بول نہائی  
 ادھیا بول کریوں کہ لے کامگا  
 تو طاقت نہ رہے کسی مرد کوں  
 کہوں میں تجھے کھوں کس کہہ شکات  
 میرا اُس کے بدل میں تن کوں اک  
 مج اُس باج عالم سب اندکار ہے  
 نہ جانوں و دا چھتا ہے کس حال سوں

۱۔ بلا بھیجا بیگ اوس جوان کوں  
 ۲۔ کہیا کوں تے آیا ہے توں لے جاں  
 نزیک بیلا اُس پریشاں کوں (س)  
 توں کان کا ہے کی بجوں کچھ لے نشان (س)



ہے فرزند وومصر سلطان کا  
 بنکا نانوں اُس کا ہے سیف الملوک  
 میرا نانوں ساعد وئے نخت نیں  
 میں اپنا ملک سٹ ہوئے تیرا سال  
 یکیلما ہوں اس شہر میں میں غریب  
 کہ پہر تا ہوں نیت یاں دکانے دکان  
 جو اپنی غریبی و و بولیا تمام (۱۳۳) سو و دشا ہزا و او تم نیک نام  
 گلے لا اُسے آنکھ میں آب لیا  
 تیرا یار سو میں ہوں سیف الملوک  
 لکھا تھا سو انپڑا ویا ووں خدا  
 سلامت سوں پھر لا ملا یا سو و و  
 خدا باج بھی نیں کسے اور فام  
 کہ صاحب بڑا و و مہربان ہے  
 ہمارے نصیباں منے جیوں خدا  
 ہمیں سر جفا دے پھنکا یا سو و و  
 پھنکا نے کے کام ہو ر ملا نے کے کام  
 یو جیو اس کی قدرت پہ قربان ہے

گلے لیا اُسے روٹیا بے حساب (س)

یہ سن لے بات اٹھیا شاہزاد اشتاب

ملے دیک یک جہو کے دوئی یار <sup>دیکھ کر</sup> دل  
 جو ساعد آوارا ہو دوک در و میں  
 سو حمام میں گرم لے جا اُسے  
 پنچل خوب کسوت شہانی پنائے <sup>(۱۴۴۰)</sup> رنگارنگ مجلس نورانی بھرائے  
 منگا نقل بدست آرام سوں <sup>غلاب</sup>  
 پیالے لکے جھیلنے ذوق سوں  
 نول جان سیف الملوک جگ اوجال <sup>دنیا کی خوشی</sup>  
 کہ مج تے بھڑتوں پھر یا کس وضا  
 چھپا توں نکو مج تے تقدیر کوں  
 گہنی یار ساعد دیک اُس کا خیال <sup>عقل</sup>  
 غریبی کے باتاں لگیا بولنے <sup>مافقہ</sup>  
 کہ اے شاہزادے جد ہاں تے ہوں  
 پھوٹیا جہاز حکم خدائی ہوا <sup>دل</sup>  
 سو بے سد ہو طوفان کے باؤ سوں <sup>(۱۴۵۰)</sup> پڑیا یک جزیرے میں جاتاؤ سوں  
 کیتاک بار کوں دکھیتا ہوں جو واں <sup>کتنے</sup>  
 سو چوند ہیر جھپایا ہے زور وں مہنواں <sup>چار طر</sup>  
 دھواں

ہوا یاں ہو اڑتے ہیں دالں نہ سب  
 نہ آسمان دستا نہ کیں دہر تری  
 لگن سارا ونچے کینک ڈونگر <sup>زین</sup> اں  
 یتا کچ وہاں دیکھیا میں عذاب  
 پڑیا جالایاں کے بھورے منے  
 بہت دن بہت ٹھار فاقے دیکھیا  
 برس دن ہوا کہ اس شہر میں  
 وٹے کچ غنیمت مجھے آج ہے  
 ولے اس پر زاد کا کھوج کیوں <sup>(۱۴۶)</sup> تول اس حد تلک اجوں پایا کہ نہیں  
 کہیں بیگستاں ارم کا نشاں  
 بزاں و وایم جان سمرت گنہیر <sup>بہاؤں</sup>  
 کہ حج کج بنایا سو پروردگار  
 نوی کچ خوشی پائی یاں جانیگی  
 لئے ہیں جزیرے کوں اں ٹھانپ سب  
 چٹھی سیس تے پاؤ لگ تہر تری  
 پڑے اسپہ بھسکارتے اجکراں <sup>اڑ ہے</sup>  
 جو میں اس عذاباں کوں حد ہو حساب  
 پڑیا جا کے لئے بہت بہت لے جزیرے منے  
 کہیا جائے نا ایسے واقعات دیکھیا  
 ملے شکر بارے ہیں ہو ر تمیں  
 گدا میں تیرا توں میسر اراج ہے  
 کنا تنجکوں پنپریا کہ نہیں لے جواں  
 کھیا کھول اس دہات ساعد کی دہر <sup>طرح</sup>  
 مج امید کا ٹرک سولیا یا ہے بار <sup>دھرت</sup>  
 وہ دو دن کوں اس شہر میں آئے گی

## آمدن بدیع الجہاں بہ سمر اندیل

سعادت کے جیوں دس آگے آئے  
 بختِ روشنائی سوں جھلکائے  
 سونکھیں دہن بدیع الجہاں  
 بکا ایک یک دن خیالیں خیال  
 نیٹ دلربائی کے طراز سوں  
 لکھتی آپس میں اپیں تاز سوں  
 سمر اندیل کے راج کے گھر کو آئی  
 سو گم ہوئی سواں شاہزادی کو پائی  
 سگی بھان کر جانتی تھی اول  
 بڑی دردمندی سوں غمخوار ہوئی (۱۴۰)  
 کہی اے سنگاتن تیرے دس توں  
 اتہی ترس وضا ہو رکن بھیس سوں  
 نکل اُس بلاکن تے کس دہات آئی  
 چھٹک اُس کے ہاتھ تے کس وضع پائی  
 سمر امر مجھے کہہ جو ٹکاپ من پاؤ  
 دکھی دل کوں میرے سکھی کر بساؤ

۱۔ کہہ اقبال چو نہیر تے نہ کیلائیے۔ (س)

۲۔ کیا ایک یکدن بدیع الجہاں  
 محبت سوں من میں خیالے خیال (س)

۳۔ سو جا دوڑ چھاتی کوں لاگی اُسے (س)

سو و شاہزادی اٹھی بول یوں  
 کہ اے موہنی من کی صاحبِ حال  
 سدا یو محبت سو قائم اچھو  
 جو میں بات میں اس بلا کے ہلک  
 ایک ایک اُس ٹھار پروردگار  
 سو فریاد رس میری فریاد کوں  
 سو آ بھار کاٹیا مج اُس ٹھارتے (۱۴۸۰) ہوں شرمندی میں اُس کے اِکارتے  
 یتا کچ کیا مج پہ احسان وو  
 جو تل اُس کی اترائی ناہو نے پاؤ  
 سُن اس بات کوں کئی بدیع الجال  
 سو کس نہایت اُس ٹھار وو آئیا  
 عجائب یو لگتا ہے اس ٹھار مج  
 کہی شاہزادی کہ اے موہنی  
 کہیا مج تے جائے نہ یاں اس وضنا  
 دونوں مل کے چل ایک گلشن جائیں

حقیقت سو اپنا کھی کھول یوں  
 جو تیرا محبت ہے مج سوں کمال  
 جھمکتا تیرا حسن دائم اچھو  
 گرفتار ہو کر جو تھی آج لگ  
 نظر جو کرم کی کیا ایک بار  
 دیا بھیج یک آدمی زاد کوں  
 یتا کچ دیا مج کوں جیوں دان دو  
 کہ جگ میں کیا دو بڑا نیک ناؤ  
 کہ آدم کوں آنے نہ تھا دالِ مجال  
 نہ تھی باٹ سو باٹ کیوں پائیا  
 کنا کھول کر توں یو گفتار مج  
 بڑی بات ہے یو نہیں کچ نہنی  
 کہو نگی کہنے کا ہے جس و ضنا  
 دو باتاں کریں وقت اپنا گمائیں

کہ ہر بات میں عشق کا راز ہے      سن اس از کونوں کہ تج پہاڑ ہے  
 کہ اس دہات سیتی خبردار اُسے (۱۳۹۰) لجانے منگی بیچ گلزار اُسے  
 جو واں یک فرح بخش گلزار تھا      صفادار اتھا ہو رہو دار اتھا  
 اُسی ٹھار کر شاہ سزا دامتقام      گنہار تھا ذوق سول صبح و شام  
 جنی مائی کوں لے ویں اپنے دنبال      چلی واں آپے ہو رہو بدیع الجمال  
 سو چنے چمن گشت کرنے لگیاں      کلیاں چون چون گود بھرنے لگیاں  
 کہوں اں کے چنیاں کول میں چن      کہ تھا ہر چمن صاف یکساں گلن  
 بھر اُمرت سول چنیاں کے مسانے تمام      جڑت کے اتھے حوض خانے تمام  
 بنے بن پرک لہلہاتے اتھے      کلیاں پر کلیاں بار آتے اتھے  
 پوئن جھولے کہا پھول کی ڈال ہل      سو پڑتے اتھے پھول ہر جھاڑ تل  
 مگر آ انبر کے چارے تمام      چمن میں بچھائے تھے تارے تمام

۱۔ دنیا میں وہ گلزار ادا تھا۔ (س)

۲۔ کہ ہر یک چمن تھا گلن کے من (س)

۳۔ جڑت کے پھل حوض خانے تمام۔      اتھے پورا س باغ میانے تمام (س)

اتھے بندہ شبنم کے یوں پاپت میں (۱۵۰۰) رتن خاص خواں کے جویں نشیں  
 الہی کے ہو ذکر میں مست حال پنکھی غل اُچاٹے تھے خوش ڈال ڈال  
 دُعا عاشق سوشوق کے دھیان میں متا ہوا پس میں خوش الحان سوں  
 جیسا خیال اس دہات گاتا تھا جو ہر روئے کوں حال آتا تھا  
 پنکھی گم ہوئے تھے دوا الحان سن بہتا نیر بہتا نہ تھا تان سن  
 سنی دو گلا جیوں بدیع الجہال گلی اُس گلی کے اوپر رکھہ خیال  
 کہی یاں یوکس کا ہے نادر گلا کیا ہے میری روح کوں بتلا  
 گلا یو نہ ہوئے کچ بلا ہے گنہیہ کہ پانی کیا گال میرا سریر  
 روئے روم مج ذوق سارا ہوا بہی روح کوں میرے چارہ ہوا  
 کہی شاہزادے کی ماں تب اُسے یونادر گلا اُس کسی کا دیکھے  
 جئے میری بیٹی کو لیا یا اسے (۱۵۱۰) دے جو دان سرے بجا یا ہے  
 جو جان کی قربانی نئے سرے بچایا

۷۔ تھے پریس کے نوکر میں مست خیال (س)

۸۔ پیالے پی مدرکس کے متوال ہو آپس میں اپنے سخت خوش حال ہو (س)

۹۔ جاعش کا خیال من میں پھل سو گاتا اتھا سوز سوں بے بدل (س)

جو دیکھے گی تو اس کوں دکھلاؤنگی  
 سو ویں آسے تے دو چند بدن  
 جو دیکھی بچھا خوب اُس کا جمال  
 پڑی اُس کے عشق کے دام میں  
 دل اُس کا لگیا تلملے تن منے  
 لگا جیو باطن میں اُس سایت وین  
 وے شاہزادے کوں ان آئی سو  
 نہ تھی کچھ خبر مست تھا اپنے ٹھار  
 جیوں اس سات وہ چلی دل لگائی  
 بلا وں نزدیک اُس پری زاد کوں (۱۵۲۰) بدتم دربار سر و آزاد کوں  
 کہی یاد ہے یک حکایت مجھے  
 سنیل اگر توں تو کوئی گئی تجھے  
 سنی ہوں کہ کوئی مصر میں بے نظیر  
 ہے عاصم گنی سو نول شہ گنہیر  
 سو ووشا ہادی اسی وقت پائی  
 بدتم دربار سر و آزاد کوں

بدیع الجہاں اس ہوں دل لائیکر  
 شگاتن دو سنگات کی پائیکر (س)  
 کہ تھا مصر میں کوئی راجا گنہیر  
 سو عاصم کر اُس ناؤں تھا بے نظیر (س)



سب کچھ خداسکوں بخشا تھا  
 توجہ دلیاں سات دہرتا تھا  
 کیتک دن چھپیں تے خدا اُس اوپر  
 سکت اپنا پرایا دکھیت ووسکھیا  
 جو تھا اُس کنے ایک دانا وزیر  
 ووساعد کر اُس کارکھیا نانوں سو  
 کیتک دیس کوں دو جو سیانے ہوئے  
 سو دونوں پہ ووخسرو گن نڈاں (۱۵۳) ہزاراں شفقت سول ہو مہرباں  
 بولا بھیج خلعت دے زرفیت ایک  
 کہ ووعین تیر تیج صورت اتھی  
 وے تیری ہی

ولے اس کے تیں کوئی فرزند نہ تھا  
 بہوت خیر عالم میں کرتا تھا  
 نظر کر جو فرزند دیا بخت و  
 اُسے نانو سیف الملک کر رکھیا  
 ہوا اُس کو فرزند یکے بے نظیر  
 جو انپرٹے بزرگی کوں کیٹھا نول دو  
 ہر یک علم میں خوب دانے ہوئے  
 ہزاراں شفقت سول ہو مہرباں  
 دیا سوا تھی صورت ایک اُس میں نیک  
 دو تیج شہ پری کیچ صورت اتھی

۱۔ خبر باوثاہاں میں ہوی ٹھاؤں ٹھاؤں  
 ۲۔ اتھا ایک صالح کراس کا وزیر۔ (س)  
 ۳۔ لگے پالنے دو کوں یک ٹھاؤں سو (س)  
 ۴۔ سولیکس اسکوں بلا بادشاہ  
 محبت سوں ہو پر یار سوں خوشس نجھا  
 سوسیف الملک کر رکھیا نیک نانوں (س)

دیکھت شاہزاد او و صورت وہیں  
 چڑھیا جیوں اُسے عشق کی بار سر  
 جدا ہوئی کر اپنے گھر بار تے  
 اپنے ہو ر ساعد سینا سخت کر  
 جہاں در جہاں پھیلتا پھیلتا  
 نہ جینا سمجھتا نہ سورج کی آنچ  
 تجھے ڈھونڈ لیتا کہاں تے کہاں  
 کیا یوں اُسے عشق تیرا شتال (۱۵۴۰) نظر سو تیری نخت اس کے اناں  
 دو عاشق سچا ہے تیرا جھوٹ نیں  
 ذرا اس کے تو عشق میں توٹ نیں  
 جنے جو دیا اس الہی کی پسوں  
 لگیا جو بانڈیا ہے وودل پسوں  
 سو عاشق ہوا بال ضرورت وہیں  
 لے سنگین و تیاگ کا بہار سر  
 نیٹ توڑ لے جیوں دینا رتے  
 برہ سوں کلجے کوں صد نخت کر  
 دریا نیچ پڑ ڈوبتا تیرتا  
 اوک بے خبر ہو بلایاں تے با نیچ  
 ہلا کی بستی آیا ہے یہاں  
 لگیا جو بانڈیا ہے وودل پسوں

ع۔ جدا اپنے گھر دار تے ہوئی کر  
 ع۔ اپنے ہو ر ساعد سینا کر لے گھٹ  
 ع۔ جفا سو ستا کھیلے دیکھتا (س)  
 ع۔ پرت میں تو اس کے ذرا ٹوٹ نیں  
 جنم تیرے تیں سر بسر ہوئی کر (س)  
 لے و تیاگ بارہ برس تھے نیٹ (س)  
 کیو بات ہے ساچ کچ جھوٹ نیں (س)

کہ دیکھلا ڈونگی کرتے یک نظر  
 خدا جانتا ہے اُسے قول تے  
 دکھا ہر سندھو کہہ یکبار اُسے  
 میرا ہو میری مانی کا رکھہ رواج  
 یہی عرض میرا بڑا آج ہے  
 و وچند بدن گن بھر گئی ان کی  
 خوش اس بات سیتی اٹھی بول کر  
 کہ اے بھاگو ننتی سنگاتن میری (۱۵۵۰) <sup>ہیں</sup>  
 جو توں مج پہ اظہار یوراز کی  
 ولے میں پری ہو روو سو بشر  
 یکا یک یو انتر سٹون کاڑ کیوں  
 اگر یونین گے میرے مانی باپ <sup>پھینکوں نکال</sup>  
 میں آتے براں آئی ہوں قول کر  
 فراغت سوں ہوئی فارغ استیلتے  
 بن آدھار ہے دے تول دھار اُسے <sup>بے سہارا</sup>  
 مہر داں ہو ہر طریق اوسپہ آج  
 اگر نہیں تو مجبوں بڑا لاج ہے  
 و و نزل رتن حسن کے کہاں کی <sup>صاف موت</sup>  
 دیے جاب ایسی زباں کھول کر <sup>جواب</sup>  
 مہروان دکھ سکھ کی ساتن میری (۱۵۵۰)  
 سہرا فراز کی مج سہرا فراز کی  
 گھر ٹھی کیوں کہ دونوں ہی ہے اتر <sup>گھر</sup>  
 پڑوں بہار پردے کوں میں پڑ کیوں  
 گلینگے جیاسوں دو آپس میں آپ

۱۔ چھٹک پائیکر میں اسی تول تھے

۲۔ دیکھا ہر سندھو کہ اُسے ایک بار

۳۔ اپس کوں اُسے کیوں دیکھوں یک نظر (س)

خلاص اس بلا کی ہوئی ہول تھے (س)

نکر اس کے مگ تے مجے شہسار (س)

میرا حال رہ سے نہ کچھ ٹھار تھے      گزر سے نہ دو میرے آزار سے  
دو جے بار کوں بھیج دیس نہ بھی      میرا ناولوں سولیں سین نہ بھی  
نکو ہوتوں اس بات کے پے منے      کہ ہرگز نہ آسوں تیرے کئے منے  
و دظاہر تو یوں عتراضی اتھی      و لے دل سوں باطن میں راضی اتھی  
سمج عقل سوں خوب اس کا خیال      سوماں ہوو بیٹی لگے پھر دنبال  
کہ اے شہری کاڑھٹ و غرضاً (۱۵۶۰)      نکو اپنے عاشق کوں دے توں دغا  
نکو مہر دیڑ لایج تے گرم ہو      کہ ہے پھول تے نرم توں نرم ہو  
ہمیں باج کوئی تمجکوں ہمرا ز نیں      نہ کر سیں ہمیں عاشق پوراز کیوں  
لجائیں گی تج ایسے خلوت کے مٹار      جو کوئی نا اچھے باج پر در و گار  
دکھا یک نظر ٹوک دیدار اُسے      بن آدہار ہے دودے آدہار اُسے  
بہر حال پھلا کے راضی کیاں      لگا عشق اُس سرتے تازی کیاں  
ہوئی دیکھ عاشق کی دو مستلا      نہیں جانتیاں تیو نہج کیاں کلا

(۱۵۶۰)

دو جے بار دیس نہیاں بھیج کر (میں)      ہو درم اپس میں اے پے کھینچ کر

## وصال سیف الملوک بدیع الجمال

جن اس باغ کی باغبانی کرے      یوں اس باغ کی گل فشانی کے  
 کہ جیوں و چھبیلی جھنل گلزار      قرار آپنا چھوڑ ہوئی بقیہ رار  
 اوتالی ہو عاشق کے دیدار کی      سٹی لاج ہوئی یارنی یار کی  
 یکیلی گزک جا ادھی رات کوں (۱۵۰)      اٹھا چا اوس سنگاتن اوتہم ذات کوں  
 کہی یوں کہ میں تو تیرے بول پر      جو تھی گانٹھ دل میں سٹی کھول کر  
 گنواؤں تیرے دن کی کیوں آشنائی      کہ بچ گئی ہے عالم میں سب پوشنائی  
 پھروں کیوں میں آج تج بات میں      کہ سنپڑی ہوں یاں خوش تیری بات میں  
 جو دیکھوں اُسے یک نظر آج میں      کہ ہوں اس کے دشن کی محتاج میں  
 نہ جانے تیرا کوئی مل جائیں چل      اُسے دور تے دیکھ پھر امیں چل  
 کہ توں ہوشتالی ہے جب تے جے      نہیں ذرہ آرام تب تے جے

ادھی رات کوں ویں اکیلی اٹھی (س)

ع - سو پری لگی اُس کے تیں جھپٹی

یوگت کیا چھپاؤں تج اگھے ایتال      کہ ہوی دیک بے سد میں اس کج حال  
 نجانوں اُسے کس گھڑی میں بچھائی      نہیں نیند انکھیاں کوں تیری دوہائی  
 تسوں تل کے میں گر چہ مٹی ہوں یاں      ولے دل میرا سیر کرتا ہے واں  
 لگی اُس کے دُنبال پڑ بات پاؤں (۱۵۸۰) چلی لے اُسے ڈھونڈتی ٹھاؤں ٹھاؤں  
 جو عاشق کے ڈیرے کے نزدیک آئی      خبر ہوئے نایتوں اُسے خوش بچھائی  
 سو مٹی یاد کبھی مست اُس ٹھار اُسے      چڑیا ہے بدن کا سو خوش لہار اُسے  
 تجلا اوپر مکھ برستا ہے خوش      لیان انکھیاں نازوں نہتا ہے خوش  
 لگے ہیں شمع چو کدن نور کے      جھکتے ہیں رخسارے جوں سور کے  
 اپن من میں مہلتا اتھامت خیال      سو ڈھلکی ہے پکڑی کہلیا ہے حال  
 کھولے ہیں صفا کے کواڑاں تمام      دیوں جلوہ ڈیرے کے باڑاں تمام  
 کھلے ہیں رنگارنگ چمن آپس      سو مٹکتا ہے مہکارواں بے قیاس  
 دُوبیا ہے سبھی باغ خوش باس میں      سو دوڑیا ہے مہکار <sup>خوشبو</sup> آس میں

عک۔ جتا گوند کھتی ہوں اپسین سنبھال      تہرگز رکھیا جاؤ تا میں ایتال (س)

عک۔ سو دستے ہیں رخسار جوں حور کے (س)

نظر جو پڑیا یو تماشا محال      سو اُس چلبلی کا ہوا ہو خیال  
 دیکھتے یو تماشا بدیع الحال (۱۵۹۰) ہو حیران آپسکوں نہ کیسی سنبھال  
 ممتی ہو کہ وہاں یار کے پاس تے      پڑی تھی جو پھولانگی جیوں اس تے  
 نہ تھی کچھ خبر اُس کے تن کی اُسے      زمیں سیج تھی اُس چمن کی اُسے  
 کھڑی تھی سو دیں سر دھاکرا ساں      پڑی جا چمن میں ہو پھولانگی رہیں  
 جو سیف الملک عاشقِ محبت در      مدنِ مدکی مستی تے پایا خبر  
 بیکارِ سحر گاہ بے اختیار      درونی تے ڈیرے کے نکلیا بہار  
 چلیا سیر کرنے کوں چمن چمن      سو دوشہری نار چندر بدن  
 پڑی تھی سو دیکھیا نزک جا اُسے      بدیع الحال ہے کہ سمجھا او سے  
 اگرچہ نہ دیکھیا اتھا اُس دل      ولے اُس کی بے مثل صورت نخل  
 جونی اُس کے بنناں میں بے اختیار      پڑیا دیں زمیں کے اوپر بے قرار  
 جو دیدار کا شوق اولیا ادیک (۱۶۰۰) دریں دیکھنے تیئں جو آیا نزدیک  
 عجب نور کیر اتھا مکہ یہ تاب      کہ قربان اُس مکہ پہ لک آفتاب  
 بھریا نور اوس کا اتھا پوریوں      اوجلتے تھے سماں کے سہرور جیوں  
 منور ہوئے تھے مکاں تمام      عرش ہو کر سی کے تھیا بنیاں تمام

۱۔ رتن کے جھلکتے تھے کہاں تمام (م)

سمن پت بھری ہے ادیک ناز تن  
 دور خسار روشن امولک ہلال  
 کوئے تو بہوت میتھری نار ہے  
 زمیں آرسی نمئے تاقا ت سب  
 جو دستے اتھے لوگ پاتال کے  
 دیکھیا جیوں چندر اوس بڈی کاڑ کر  
 ستارے دیکھ اُس کا پھیل نور سب  
 کلیاں سب چمن کے دیکھ اس بھان کوں  
 جتے سروداں کے ڈلنہار تھے  
 دیکھ اُس کے نین بن کے رگس تمام  
 دیکھت اُس کے چشماں بھے گڈاں  
 پون اُس گل اندام کی خاص باں  
 دیوانے ہو جھاڑاں کے پاتاں تمام  
 کہ ورنار اوتار کچ حور تھی  
 رستی ویک کر اُس کوں عاشق گنبھیر  
 سوتی

سہیلی کنول سوں ہے نازک بدن  
 سوئے نانو جس کا بدیع الجہال  
 شکر ہور نمک کا جوں انبار ہے  
 جھلکتے تھے اس دہات ہر صاف  
 کہ جیوں موتیاں ڈہال پنج تھال کے  
 سٹا پیر ہن اسمان کے پھاڑ کر  
 لئے ہات شرمندہ ہو چور سب  
 کیاں چاک اپنے گریباں کوں  
 فدا اُس کے قد پر دوسارے اتھے  
 ہو بیہوش لڑتے تھے کھس کھس تمام  
 سب لکے تھے کل برز میں سنہاں  
 بھنور ہو کہ پھرتا اچھے آس پاس  
 دعا سوں اوجائے تھے ہاتاں تمام  
 نہ کچ حور دو عین سندر تھی  
 لگیا روڈ نے اسپہ چو پھیر پھیر  
 اطراف پھر پھر



نظاریاں کی پے میں ہوا ذوق سات      لگیا وار نے عشق کے شوق سات  
 دُودیاں کے انجھواں سوں مشغول کر (۱۶۲۰) چھنکنے لگیا شبنم اس پھول پر  
 جو و شہسپری باس آدم کی پائی      یکا یک اٹھی ناز سوں دی جمائی  
 بچھا دکھیتی ہے چو آنکھیاں پسار      نزیک آ کے بیٹھا ہے وہ دوستدار  
 گھونگٹ میں چھپا کہہ وہیں ناز سوں      ہلوں کھول ادھر نرم آواز سوں  
 کہی یوں تو واجب نہیں ہے تجھے      جو نزدیک آ کر بچھاوے مجھے  
 میں عورت شرم کی ہوں ہو مرد توں      نہ میں تجکوں جانوں نہ توں منجکوں  
 پنج میں توں آدم ہے ہو رہیں ہی      نہیں محرم آدم سے سستی کیس پر ہی  
 سب کیا اتھا آنے اس رات کوں      کنا منجکوں تیں کھول یو بات توں  
 وفادار او عاشق نامدار      جو معشوق تھے پائی یو ادھار  
 سو خوش بے نہایت ہو پایا اہتس      رگے رگ میں دوڑیا نوا رنگے س

۱۔ مونٹ جیا کی ہوں ہو مرد توں (ح)

۲۔ کنا کھول منجکوں یو گفتار توں (ح)

۳۔ چڑیا اس کے من کوں اس پر اس (ح)

زباں کھول بااں لگیا بولنے (۱۶۳۰) رتن جیو کے راز کے رولنے  
 کہ اے بے بدل موہنی جگہ و جال <sup>لا جواب</sup>  
 ترے نانوں پر تھے ہوں بلہا رہیں <sup>نہا</sup>  
 نظر کر میری دھیر جو امن پاؤں <sup>طرف</sup>  
 کہ دہرتا ہوں سینے میں دکھ کٹرز میں  
 اتنا کچ بھریا ہے میرے من میں سوز <sup>اتنا</sup>  
 انجھونچ <sup>آنکھوں سے</sup> نین تھے جو ڈہلتے ہیں  
 تیرے لیچ پھرتا ہوں میں رات دیں <sup>واسطے</sup>  
 یقیں جان میں عاشق پاک ہوں <sup>دن</sup>  
 تیرے لیچ تیار نہج دیکھیا ہوں میں  
 نہ یو کوچ آیا ہے منج دھیر تھے (۱۶۴۰) کہ نازل ہوا ہے یو تقدیر تھے  
 تیرے وصل کا دیک مج من کوں میں <sup>میرے دل</sup>  
 نکو دیک آپس تھے بیگانہ مجھے <sup>آپس</sup>  
 بچن بول او عاشق اس دہات سول <sup>بچن</sup>  
 بابتیں

جو ہے تانہ تیرا بدیع الجہاں  
 سٹوں جنو کوں تہج او پر وار میں  
 پھینکوں جان <sup>دیکھوں</sup>  
 ویکھوں وید پر دید تک دکھ گناؤں <sup>درا غم دور ہو</sup>  
 ہوا ہوں ریت آگ میں جل ہیز میں  
 جو سلگی اُسوں لاک بھڑ کے ہر روز  
 تیرے عشق کے داٹا اُلتے ہیں  
 لیا ہوں تیرے لیچ و تگ بھیس  
 تیرے عشق کا پاک بے باک ہوں  
 جو دیکھیا نہیں کوئی دنیا میں کس <sup>پہیں</sup>  
 کہ نازل ہوا ہے یو تقدیر تھے  
 دیا ہے خدا بھیج مج تیرے پاس  
 بھلا ہے جو اپنا گوانا مجھے <sup>ہونا</sup>  
 ہوا اس پر قربان سب ذات سول <sup>اچھا</sup>

چھپا من میں رکھ یو محبت کمال  
 بہانے سیتیں یوں اٹھی بول دو  
 اکس من کے سورات پر رکھ نظر  
 اپنے دل حوص خواہش میں دیک یک  
 تسوں عشق کیوں مایوں میں دیک یک  
 تجھے سے لاؤں  
 میں اپنا کر ہر وضع پاتی تجھے  
 یکا یک تج سات کیوں مگناؤں  
 مبادا نرا دل اچھے جھوٹ پر  
 (۱۶۵۰)  
 یسوں جو لیا یی تو کیا ہے نفیا  
 کہ ڈرتی ہوں میں اپنے ان باپ کوں  
 تو آزار اپر اٹینگے دونو کوں ٹھوک  
 سمجھ لے توں عاقل ہے تج کیا کنا  
 دروں میں اسے تھی ادک تھلی  
 دل بہت بے چینی

چتر چلبلی دہن بدیع الجمال  
 چالاک  
 ابلتے پرت کوں سو من میں جبر و  
 کہ اسے شانہ رادے گنی نجات ور  
 توج سات تو عشق لایا نہ دیک  
 عقلمند  
 اگر تج سوں نسبت کچ اچھتی مجھے  
 بیکانیک تیری بات کو کین تیاؤں  
 تھن  
 بھریا ہے بہت ملک توں ٹٹ کر  
 (۱۶۵۰)  
 سخی ہوں بشر میں نہیں کچ دفا  
 توں جا بانتے سنبھال لے آپ کوں  
 اگر کوئی دیکھیں گے یاں میرے لوگ  
 سلامت سوں مشکل ہے پہر با نچنا  
 چپ اڑاؤ نے کوں کتی تھی دلی  
 آزانے کہتی

۷۔ کہ اے سامیاں گن بھرے نجات در (س)

۸۔ دلیک (ح۔ س)

لگا رو نے سیف الملک سن یو بات  
 غوطا کھائی ویں منڈی ڈھال کر  
 غش ہوا <sup>ڈھال</sup> ہو اس پر تھے سنگیں دوک اسپریوں  
 رہیا جو ہونٹاں منے آو سے  
 دیک ایسے حال موہن بدیع الجلال (۱۶۶) ہون میں مسلم پریشان حال  
 پہچانی کہ یو کچ تو بازی نہیں  
 اوچالی نزک جا اُسے ہات سوں  
 دینی لک وضیعات جیودان اُسے  
 محبت جو جاگہ کیا دل منے  
 پلو سات آنجو اُس کے پونچن لگی  
 کہ اے میرے من کے سنگاتی اتال  
 توں عاشق میرا کر سچی پائی میں  
 دے کیا کروں نیں مجھے ختیار  
 نخل تن تھے گئی توں ہوا اُس حیات  
 سٹیاب رہ اگن سوں اپس جال کر  
 رکھے پاروں کوں لاکے کاٹری پھریوں  
 ہو بے سد عقل سر چڑھی جاو سے  
 حقیقی پرست ہے مجازی نہیں  
 گلے لا گئی جیو کے سورات سوں  
 سو تحقیق کر پائی ایمان آ سے  
 رکھی پاؤں یاری کے منزل منے  
 بھروسہ دے دھیرک سوں بولن لگی  
 نہر دوک توں ہور نکو ہو نڈ ہال  
 یقین تج سوں ایمان جیو لیائی میں  
 پریاں مج موکل ہیں کئی لک ہزار  
 مجھ پر مقرر

نہ تدبیر ہے کچھ جو حیلہ کروں      یکا یک تسوں کیوں وسیلہ کروں  
 میری ایک داوی سو ہے اکٹھا توں (۱۶۷۰)      شہر بانو اُس کا ہے نیک نازوں  
 جو سیمیں ٹپن شہر ہے ایک گنجیصر      وہ کرتی ہے وال خسروی بے نظیر  
 ہے ساروں کوں اس کا بڑا اعتبار      کہ ہے سب قبیلے کی او نامدار  
 وے جاں تلگ شہر کی باڑ ہے      وہاں لگ آگن کا جگ گھاٹ ہے  
 سکت ہے جو بار اجاں پھر کے      وے نیں یو قدرت وہاں پھر کے  
 کہ دریا آگن کی اُبلتی ہے وال      زمیں گرم تابنا ہو جلتی ہے وال  
 کہی تیوں کرے گا جوئے جاں توں      کئے تیوں ہے کج ج پاصان توں  
 بھلا ہے جو وال لگ اے جائے توں      کہ حال آینا مدعا پائے توں  
 کہ انپڑیگی ووتیرے احوال تیں      قبولیگی ووتیرے احوال تیں  
 کہ دو گن بھری سبخت ورنیکنام      کر بیگی تیرا کام ہر کیوں تمام  
 کہ دھرتی ہے او دوست انسان کوں (۱۶۸۰)      کر بیگی بہوت پیار سچ جان کوں  
 جو تیری زباں تھے او روشن ضمیر      سینگلی ترا قصہ یو دلیزدیر

نہ یہ شعر وجدی کے کھے ہوئے نسخہ میں نہیں ہے



ابھی توں نکو بول کچ اُن کے دہیر  
 کھیا شاہزاد امیر اکیا مجال  
 نخل کر نکو گال میسر اسریر  
 تیرا امرج سر پہ جیوں تاج ہے  
 جو ٹھیلوں تیری بات لے جگہ مجال  
 مجھے سچ طرف تھے رواج آج ہے  
 بچن گھٹ کرے یوں ہوئے ایک دل  
 صبا لگ گئیں باغ میں دوئی مل  
 اُجالا ہوا جگ میں جیوں صبح کا  
 رہے لیٹ اپن ٹھار انجان جا

## آوردن مادر شاہزادی بدیع الجہاں را نزد سیف الملوک

علامت سوں نیک اختری کا ظہور  
 سواُس کی سنگاتن سوں مل اسکی مائی  
 کیا جیوں جہاں میں جہانتاب سور  
 دعا کر کہی یوں کہ اے گلزار  
 بھیتز اُس پر نیراد کے ڈیرے آئی  
 عجب آج کا دیس ہے کامگار  
 دن

ہے۔ کئے دونوں مل عہد یوں استوار  
 ہے۔ جو برکت ہوا دیں شبتان جا (ح)  
 صبا لگ گئے باغ میں ایک ٹھار (ح)  
 ہے۔ صبا اُس دلا رام کے گھر کوں آئی (ح)

غنیمت ہے یو فرصت آرام کر (۱۴۰۰) توں کل شرط کی تیو سچ اب کام کر  
 کہی شرط کل کی بجا لیاؤ نا تیرا دریں اس آج دکھلاؤ نا  
 نکوٹھیل دے توں میری بات اپ میرا دود پی ہے سو کرتوں حلال  
 جو بیٹی میری بہان تیری ا ہے توں اُس تھے سگی میری بیٹی ا ہے  
 کیلجا کتے سو میرا توں ہے آج سچ ایمان مج جو کبر اتوں ہے آج  
 توں آج اُس دکھی یا رکوں یاد کر دکھا درس تیرا ا سے شاد کر  
 جدائی توں کچ ہمیں تین میں توں یک نام کر لے دنیا دین میں  
 کہو نگی تجھے تو بدیع الجہال جو اس مینو اکوں کرے گی نہال  
 منت میری خاطر میں لیا ہر سند کہ رہگا تیرا پاؤں ازل تا ابد  
 جیوں اس بات پر تھے چھوٹی گدگی سوراخی ہوئی وہ چنچل چلبلی  
 محبت منے دیک اُس کا خیال (۱۴۱۰) قبولی دد کئے بتوں بدیع الجہال  
 جاکر خوشی من کے سورا ست کی کئے گرم مجلس خوش اس رات کی  
 کدورت سوں جیوں آری پاک ہو اثرات سر سوں طربناک ہو  
 سو چارو ملے خوش ہوویں ایک ٹھار سو بیٹھے لطافت لعل مجلس سنوار  
 ادیک گرم صحبت سو خوش سات ہوئی ٹلیا دیں باتاں میں سورات ہوئی



ڈوبیا سور مہتاب آیا نکل  
 غروب ہوا جھکنے لگے ٹھہار ٹھہار  
 اوجالا ہوا صاف یوں چوکن  
 صفا دار اس زہم کے نور تھے  
 ہر یک ٹھہار پر شمع کی روشنائی  
 منگائے پھل مست رنگیں شراب  
 پھرانے لگے پیالے باقوت کے  
 وگو نونت شہزادی ہو راسکی ماہی  
 رضا لے چلیاں والے اپنے منہ ہیر  
 اثر بھید من میں ہوئے مست خیال  
 جو دیکھیں لگے خوب آئیں کول ایک  
 کہ تھے ایک تے ایک صاحب جمال  
 ہوں ہلت میں ہات لینے لگے  
 پد پد دو طرف تھے جو آیا اوبل

برسنے لگیا صاف چند نا پھل  
 چھپا جا کے ظلمات میں اندکار  
 زمین کول مگر لائے تھے گھس خندین  
 جھکنے اٹھے شمع خوش دور تھے  
 جکا جوت سو چو کہ ہن جگمگائے  
 صراپاں بھرے پاچ کیاں بجیاں  
 سنے میا نے بادام لیا قوت کے  
 ادبی رات لگ وقت اپنا گمائی  
 ہوئی یاں خوشی زیاست و نو کوں بھیر  
 ووسیف الملوک سور بدیع الجمال  
 انکھیاں میں رہے کہو بکس کول ایک  
 مستی ہو محبت کے ادجگ اوجال  
 چھے لگ محبت سوں دینے لگے  
 ہوئے محو آپس میں آپیں پگل

منہ من پاک دودھرا بننے لگیا

بکس کا سو یک دل پگھلنے لگیا (ح)

ہوئے سید گنوا بے خبر دو جنے مستے مل کے دیں یک بچھانے منے  
 ولیکن ان میں نہ تھا کچھ خیال (۱۳۰ء) کہ تھے پاک دامن میں دونوں کمال  
 جکوئی پاک عاشق ہے باول نہیں ووسنگین ہے کچھ او تا دل نہیں  
 یقین جان توں عشق جاں پاک ہے طلب نفس کا اس اگے خاک ہے  
 صبا جو رین میں تھے پیدا ہوا جو مشرق کدن تھے ہویدا ہوا  
 چھپا چاند جا سور کی تاب تھے یکایک اٹھے جاگ و خواب تھے  
 چلے اپنے خیال میں جھٹ پھا کاٹے رہے دونو دودھ میر تھے دو آنک ہو  
 سو سیف الملک رات کے ذوق سا کلینے لگیا اس وضع شوق سات  
 کہ کیا کچھ مبارک تھی رات آج کی مگر جو آئی تھی معراج کی  
 عجب فیض پایا میں اس راتیں کہ معشوق آیا تھا مج ہات میں  
 مجھے عشق کا مست انیڑیا شراب ستا تھا میرے گو د میں ماہتاب  
 یہی دوق جیتا ہوں لگ بس مجھے (۱۳۱ء) یہی رنگ بس ہے یہی رس مجھے

۱۔ اونو پاک دونوں جنے ایک حال (ح)

۲۔ کہ ہے آج اُس پہ اُس مجھے (ح)

چڑیا تن کوں کس دل کوں اہیے ہوا      بڑا جہن ہوا منج بڑا جس ہوا

## فرستادن بدیع الجہال سیف الملوک را

### در شہر سہیں میں

جو اُس باوری کا پری زاد کوں	لگیا باؤ اُس سرو آزاد کوں
چڑی عشق کے خوش ہنڈولے منے	پڑی جا محبت کے جھولے منے
ہوئی جیوں کہ لیلیٰ سواں لال کی	بھنور ہو کے اُس پھول کی ڈال کی
پریشانی میں لگی پھیرنے	لگی برہ دریا منے تیر نے
غٹے بے سدی ہو جو کھانے لگی	سو حیرت میں پڑ رنگ پھرانے لگی
دیوانی ہوئی سدھ سٹی ذات کی	لگی خوب صحبت اثر رات کی
جو پانی خیر پھر کتیاک بار کوں	خردار ہوئی جوں صبا ٹھار کوں
سگی اپنی راوی کوں تب یاد کر	رہی نام لے نامہ بنیاد کر

نوٹ:- ذیل کے گیارہ اشعار نواب سالار جنگ بہادر کے کتب خانے کے صرف ایک نسخہ میں ہیں اور آغا حیدر حسن صاحب کے پاس کے نسخہ میں جو دہدی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

کر ہی خوش عبارت سوں تحریر یوں (۱۷۵) لکھی عشق تازہ کی نقیب ہر یوں  
 جو ہر بول پر او بگل نیر ہوئے <sup>بے گندی</sup> <sup>بے تفریق</sup>  
 لکھی ہر سطر سو سطر سحر کی <sup>پانی</sup>  
 نچھل گن بھری شہ پری بے مثال  
 ادب کی روش سوں ہر اے حساب <sup>طریقہ</sup>  
 بلا کر ہی ایک عفریت کوں <sup>جن</sup>  
 لیجا کا ڈسیمیں ٹن لگ شتاب  
 کہہ اُس شہر بانو کوں میرا سلام  
 لیکر آوے اپنے خاطر منے  
 دو فرمائی تھی تیونچ عفریت سو <sup>اسی طرح</sup>  
 کہا اے جگاجوت نوری نہال (۱۷۶) منجہ بھیج دی ہے بدیع الجمال  
 خبر انیڑیا سوترت لیاؤ کر <sup>خبر</sup>  
 چل آتوں میرے ساتھ یک تل منے <sup>پہچاؤ</sup> <sup>نظمیں</sup>

چلیا اُس کے من میت کے ٹھار دیں (ج)

بے۔ دو عفریت نسران بردار دیں

نظر را کہ سیف الملک بر قضا  
سرانذیل کے شہ سے یقیناً  
دو ساعد کتے سو نچھے بھائی تھے  
دو شہزادی ہو راس کیری بائی تھے  
دعا منگ لے عفریت کی پیٹھ پر  
چڑیا جو کہیا او انکھیا مو بیج کر  
جو سیف الملک جیوں انکھیاں مچیا  
و عفریت دیں واں تے حملہ کیا  
اڑایا کبوتر کر اس جان کوں  
چلیا ہو ر لگیا جا کہ آسمان کوں  
النگ آگ کا گرم سہو ر گھاٹ  
پکڑ راست سیمیں پٹن دھیر باب  
جیوں اس شہر کیرے نزدیک آیا  
انکھیاں شاہزادے کوں ہو لو کہیا  
اُتار یا جو اس شہر میں جا اُسے (۱۷، ۱۸) عجائب دیا واں تماشا اُسے  
دیکھیا جیوں انکھیاں کہل سیف الملوک  
پریاں کا ج غوغا ہے در ہر مکاں  
زہیں واں کی دستی ہے جوتی تمام  
کہ کنکر نہ تھے واں تھے موتی تمام  
سنگریزے

ن گفہ ہو سیف الملک لال و میں  
سرانذیل کے شہ سے در حال دیں (ح)  
ن رضا لیکے ہمت سوں دل دھپ کر  
چڑیا جا کے عفریت کی پیٹ پر (ح)  
ن پون ہو لگیا جا خوش آسمان کوں (ح)

سکل کوٹ چوگرد بھنگا ر کا  
 تمام قلعہ  
 مرصع کے چوند ہیر تھے بھانج اسے  
 چڑادی چڑاوی  
 بندے ہیں جھا اسپہ الماس کا  
 سونے کی ہے چوند ہیر اونچی دوار  
 گلیا ہے بڑا باغ اُس اُس پاس  
 ہر اک ٹھار امت کی تاثیر کے  
 دیے ہیں ہر ایک ٹھار ڈیرے بلند (۱۷۸۰)  
 نہ تھا شہر عالم میں اس بات کیس  
 لگیا فکر کرنے جو اس ٹھار پر  
 دیا اُس کوں عفریت جو لہ نشان  
 اکہنڈ پانچ کاواں دیکھیا ایک تخت  
 شگفتہ ہو بیٹھی ہے خوش داب سوں  
 بجال رعب  
 برستا ہے واں نور کر تاج کا  
 رکھے ہیں ازل تھے مگر مانج اسے  
 منڈپ اوسپہ تانے ہیں اکاس کا  
 سائبان آسمان  
 چڑت کے کنگورے اوپر ٹھار ٹھار  
 چڑادی چڑاوی  
 صندل عود اگر کے برک بے قیاس  
 بہتے ہیں نخل کالوے نیر کے  
 صاف بھی نہیں پانی  
 ہوا دیک شہزاد حیران دین  
 کہ خیا شہر بانو کا ہے کید ہر  
 سونزدیک شہزاد آیا پچھان  
 اُس اُپر ال او ما ولی نیک بخت  
 کھڑیاں ہیں پریاں سب مل آدیں

کھلے ہیں جن درجن بے قیاس (۱۷۸۰)

کھلے ہیں موتیاں کا

مکمل ہے کسوت منے نور کی <sup>زرین کپڑے لباس</sup>  
 او عاشق چلنہار غفریت سات  
 انکے ہو کیا شائہ زادہ سلام  
 کہی توں سلام آنہ کرتا منجے  
 کہ دیواں و پریاں کول اس ٹھار پر (۱۴۹۰) <sup>سکت نیں ہے آنے کی یوں بے جگر</sup>  
 اتھا سخت تیرا کلیجہ بڑا  
 سو یوں آکھا شائہ زادہ اوسوں <sup>اس سے</sup>  
 بدیع الجہال اس لکھی سو جواب  
 پڑی سرسبز جواب دو کھول جیوں  
 دیکھی حرف در حرف مشغول ہو  
 وہ مطلب اسے خوش موافق لگیا  
 دیک اس کے کہ بہن مہروانی میں آئی  
 مشکل صورت اس کی نبھانے لگی <sup>بہن کی</sup>  
 تہلی دیے مکھ اوپر سور کی  
 کھڑیا سامنے جا روش بیت سات <sup>چلتی</sup>  
 سودیتی علی کی پھر اونیک نام <sup>سلیقہ آداب</sup>  
 تو کرتی بلا عذر ٹکڑے تجھے <sup>جواب سلام</sup>  
 سکت نیں ہے آنے کی یوں بے جگر <sup>بیخوف گستاخانہ</sup>  
 جو اگر میرے سامنے توں کھڑا  
 کہ منج تے ہوا ہے گنہ بخش توں  
 دیالہات میں جا کر اس کے شباب  
 رُخ اس کی طرف کھٹکی بول یوں  
 سو خاطر میں اپنی کھلی پھول ہو  
 یو عاشق او مشوق لائق لگیا <sup>قابل مہم ہوا</sup>  
 نزک بسلا ہنر بانی میں آئی  
 ادک فرج پر فرح پانے لگی <sup>بھابھ کی گفتگو</sup>  
 بہت خوشی

نک جو اس باب کوں کہول پڑنے لگی      ہنایت کوں اس کے انہڑنے لگی (ج)

کہ توں کون ہے ہو رکد ہر کا ہے جو عشق اس سہیلی سوں دہرتا ہے  
 تیری ذات آدم دے وو پری (۱۸۰۰) تسوں جفت کیوں ہوے دو گن بھری  
 کہ ہے وہ چنیل پد منی آتشی <sup>آدھانی ہے</sup> تج آتشی سوں گنے کون کیوں تھی خوشی  
 کیوں اس نار سوں ہو کے جفتوں کہ دیکھیا ہے یو مگر مفت توں  
 میری جان کوں بہت مشکل دے کنا کیوں وو تج یک تن یک دل دے  
 سنی ہوں پریاں تھے مجے یاد ہے بڑا بیوفا آدمی <sup>کھنا کس طرح</sup> آزاد ہے  
 وفا آدمی زادیں کچ نہیں جہاں کچ وفا ئیں ہاں مرچ نہیں  
 میں گس دہات بر لیاؤں تیرا مراد کہ منج دل کو لگتا نہیں عتقاد  
 سنیا شاہزادہ جو اس بات کوں اٹھیا بول اس وقت اس دہات سوں  
 اگن عشق کی پھیر اس بات تے اٹھی سلگ کر اس جلے ذاتے  
 کہ اے بخور مائی گن گیان کی توں سہدور سچلی ہے عرفان کی  
 اچھو عمر دنیا میں تیرا دراز <sup>ہاں عقل و تیز</sup> کہ توں فی الحقیقت ہے آدم نواز

۱۔ کہی تو کہاں کا ہے فاکہ نہاد جو دہرتا ہے اس نار سوں اتحاد (ح)  
 ۲۔ کس دہات اے مرد فاکہ نہاد تروہوں بر لیاؤں تیرا مراد (ح)  
 ۳۔ کرو جم الہی تجے نہاد (ح)



جکج توں کہی سو مجھے سچ کہی  
 لگیا ہے مرادل اوسوں صبح و شام  
 اگر پوچھتی ہے تو منج با لے بال<sup>اسے</sup>  
 میں اُس ناز کا پاک عاشق ہوں کہ  
 اوقم ذات او ناز آتش نہاد  
 نہ کچ منج میں ہو اس نے فرق ہے  
 بچیا ہے میرا ہانک ملکہ ملوک  
 میں دو آدمی ہوں جو سب تھے اول<sup>بچا</sup>  
 جم اُس موہنی کا و فساد ہوں  
 بہوت دو کہہ دیکھیا ہوں میں اسکے تیں  
 پھر یا ڈونگراں ڈونگراں دور کے  
 کہ اُس کے بدل میں جنائیں لے  
 پھر یا سرے میں دو کہہ کے ڈونگراں<sup>غم</sup>

و لے سُن کیا ہوں تجھے میں سہی  
 بھری ہے میری ذات میں اوتام  
 بدیع الجمال ہے بدیع الجمال  
 بجا ہے ڈھنڈورا نوا کا آسمان پر  
 ٹھنڈی منج لگی آب تھے بی زیاد  
 یوتن اس کی پیرت نے غرق ہے  
 بدن کا متا میں ہوں سیف الملوک  
 عشق دیوانہ میں ہوں شہسپری کے بدل  
 دیووں جیو اس شہسپری کے بدل  
 سدا جیو سوں اُس کا خسردار ہوں  
 جگجگ گھاٹ کوئی نہیں دیکھیا سوں  
 کیا دوڑ لگی گشت سمدور کے  
 جیا جالیا ہو سینا پس لے  
 کیا تمل اوپر سات میں سمدور ال<sup>دل جاکر</sup>

بہت مار کاں پیچ کے دیکھیا  
 میرے درد کہہ کوں نہایت نہیں  
 توں ہی تیوں سینگے میرا درد اگر  
 غریبی مری کچھ بسر نے کی تیں  
 بچن بولتا ہور روتا اتھا  
 جو یاد آئی وو دہن سو ہو چن دیں  
 دیکھی شہر بانو کہ سختیچ یو (۱۸۳۰) ہوا ہے گم اس کے پرت پتج یو  
 سمج لی اُسے عاشق پاک کر  
 کہی جو بھلا اُس کے حق پر اتال  
 نزدیک اپنے پیار سوں ویں بلانی  
 کہی غم نکو کر توں خوشحال آچہ  
 کہ ہر کسوں کرونگی تیرا کام میں  
 کھلا دنگی غنچہ تیرے آس کا  
 تماشا تماشا جسک دیکھیا  
 میرے اود سے کوں جو غایت نہیں  
 عجب کیا جو جاوے سینا ترخ کر  
 حکایت میری بیگ سر نے کی تیں  
 بھرا رنگ تغیر ہوتا اتھا  
 ہوا بے خبر پھر سینا ترخ دیں  
 ہوا ہے برہ کھرگ تھے چاک کر  
 جو وقت ہوا اس کو کروں میں نہال  
 بہت مان دے تخت پر بسلانی  
 کہلیا تازہ جیوں پھول کا ڈال آچہ  
 دلاؤنگی تیج اود لارام میں  
 دیاؤنگی تارا تیج آکا س کا

پنٹ ہات اپس بجزدی کے نہ دے (ج)

کے کہی بیدازاں دیں کہ لے غم زدے

لگاؤ نگھی مرہم تری ریش کوں      ملاؤ نگھی تیج سوں تیرے خوش کوں  
 جی ماں ہو فرزند پائی اُسے      دے اس دہاتِ تیوتی جلائی اُسے  
 بحد اُس کی ہوئی کار سازی منے      چیت اُس کی رکھی فیرازی منے  
 طلب سارے دیواں کوں کر ایکبار (۱۸۴۰) جیج      جا کر نے فرمائی سب ایک ٹھار  
 تمام اپنے لشکر حشم بہار سوں      مل اس تملا تے جلنہار سوں  
 ہوا کے اوپر دو طرف باند صفت      چلی دیں گلستاں ارم کی طرف  
 نرک گلستاں ارم کے جیوں آئی      سو کیٹھار شہزادے کوں بیلائی  
 چلی شہر میں آپ خوشحال سوں      ملی جا کہ فرزند شہباز سوں

بستہ بردن یوان سیف الملوک را

پیش پادشاہ دریائے قلزم

جہاں جانیان جس نگہبان ہے      نہ اُس کی کد ہیں ذات کوں نیان ہے  
 عجب کچ سما یا ہے اس ٹھار کا      عجب کھیل کچ یاں ہے کرتار کا  
 ساں

۳۔ اپنی اپنے دل ہوا متبال سوں      چلی ملنے فرزند شہباز سوں (ح)

کہ جس ٹھاؤں او عاشق نیک نام  
 سو وہ ٹھاؤں اوتار کچ ٹھار تھا  
 کھلے تھے کیتک جنس کے پھولوں  
 ڈبے تھے چمن بسر پھول میں (۱۸۵)  
 پون باج وال کوئی مالی نہ تھا  
 کہیں رائی چنپا کہیں سیوتی  
 کہیں یاسمن ہو رمدن بان کیوں  
 کہیں لال ہو رکیں رنگیلے گل لال  
 کیتک اس منے پھول کیسے کلیاں  
 کہیں تختے انگور کے بے بدل  
 کہیں سیب ہو رکیں انناس خوب  
 کیوں اخروٹ، بادام، پستے نفیس  
 خوش ایسے اچھے گلستان میں  
 ٹھنڈی کچ ہو اداں کی جیوں بھائی (۱۸۶)  
 قضا راد اسفند کیہرا پر ا  
 ایکیلار نہیا جوا تچھا کر مقدا  
 جنت کے گلستان کے سباز تھا  
 بو کے بن نہ تھی نازوں کوں ہولوں  
 کتے جنس کی باس ہر پھول میں  
 کسی پھول تھے بن دو خالی نہ تھا  
 کہیں موگرہ ہو ر کہیں رینوتی  
 کہیں تاج سرخ ہو ر ریاں کیوں  
 کہیں پھول صد برگ کے بے مثال  
 دیکھیں تو نین کوں اٹھیں گد گلیاں  
 کیوں انجیر و انار شیریں نچھل  
 کیتک جنس کے سیوے خوش باس خوب  
 کہیں جوز چلو زود ستے نفیس  
 لگیا سیر کرنے اپن دھیان میں  
 سو یک جھاڑ خوش اُسے نیند آئی  
 جو اُس شاہزادی کوں لیکر اورا

رکھا جو اتھا قیب کر بند سوں  
 دوکھی اُس پرے کا بڑا بھائی ہو  
 طلب کر پریاں کوں سو کئی لک ہزار  
 کہ مار یا جیسے بھائی کوں میرے کوئی  
 ڈھونڈو جا کے مشرق تے مغرب  
 تھنھ سیستی ہر سند پاؤ اسے  
 چلیاں دیں پریاں ڈھنڈ لبتیاں اُسے  
 اُن میں تھے کیتک پریاں پائیاں  
 یکائیک آیاں اُسی بن منے (۱۸۷۰) ستا اُس کوں پائیاں اسی بن منے  
 نزدیک آتام اُس کوں کیتا ہشتیار  
 نہ تھا اُس بیچارے کے تنیں فام کچ  
 سمج بوں پچھانیا کہ سب یو پریاں  
 جکچ تھا قیصا اپنا سر سر  
 وہیں دو پریاں اُس اُپرٹ پڑیاں  
 چلیاں گلستان ارم تے النگ  
 جو نیند اس کی باندیا اتھا دند سوں  
 مسلم سک آرام تھے ہات دھو  
 کیا سب کو تاکید یوں بے شمار  
 سو دو آدمی باج دوسرا نہ ہوئی  
 کرو تل اوپر ملک یکدہر تے جگ  
 میرے پاس جتیا کپڑ لیاؤ اُسے  
 سو پھرنے لگیاں پوچتیاں ہر کسے  
 ملک زادے کے حق پہ اودھائیاں  
 یکائیک کھڑیا سر پہ اکام کچ  
 اسی ٹھار کیا ہوئی نگلی سندریاں  
 کہیا اس پریاں دہیر نا جان کر  
 ہوا کے اوپر لے اُسے ویں اڑیاں  
 پچھونڈے بندیاں زور زور تنگ

پڑی اُس کے گردن پہ جیوں یو بلا  
 نہ سہہ سک جفا تمللا تمللا  
 کہیا شاہزاد ا یو کیا حال ہے  
 یو کیا قہر ہے جو مج اُپر پال ہے  
 دیاں جاب سب و و پرانیوں اُسے  
 توں سنپڑیا ستم پوچھتا ہے کسے  
 پُر اُجو موائے تیرے ہات سوں (۱۸۰۰) لگیا ہے فکر اس کیرے بھائی کوں  
 و و دریائے قلم کیرا راج ہے  
 شہاں میں بڑا سو وہی آج ہے  
 ہمیں اُس کے فرمان بردار سب  
 تجھے ڈھونڈتے تھے ہر کٹھار سب  
 بجاتے ہیں تجکوں اُسی پاس اتال  
 بہر حال اُس لگیاں راج پاس  
 او ماتم زدا جیوں اُسے دیکھیا  
 سوکھڑے کرو کر اشارت کیا  
 کہیا اُس شہنشاہ کوں اس ہات جا  
 و و جلا دنا مار کر پیار اُسے  
 سورکھیں جیوں اُس کے تئیں بند کر  
 کہ اس مارنا خوب نیں اس وضا  
 جو جھجھر جھر غذا باں تھے یو جائے مر

بو جھا آگ اُس کا ٹنڈا کر سریر (ح)

دنیا میں بڑی اک بلا ہے یو جس (ح)

عن لٹھا ایسے میں پردہ ان اس کا گنہیر

عن کہیا یوں کہ اے خسرو جن دانش

اسے مارنا خوب نیں ایک بار      عذاباں سوں رکھنا اسے ایک ٹھار  
 جو جھجھجھراپس میں اپس صبح و شام (۱۸۹۰) دیوے چھوڑ دقت سوں جوڑا تمام  
 اگر مارتے ہیں تو ایکیچ بار      وہیں جو دیکر سومر تا ہے ٹھار  
 کہے تیوں بند اُس سزاوار ہے      ولے کیا رضاشہ کی اسٹھار ہے  
 جو جلاو تھے شہ سنیا یو بچن      سو فرمایا تیو بچ کرنے جتن  
 رکھیا شہزادے کوں جیوں بندیں      بہر یادک بندے بند کے پوند میں  
 بڑا درد اُس عاشق پاک کوں      ہوا بند میں اُس دردناک کوں  
 لگیارو نے ہو ر سینا بھاڑے      سکت نیں جواں تے اپس کاڑے  
 دھسے بخت پھر اس پہ دند کے سار      سومر نے کے کارن ہوا اختیار  
 خدا باج بھی اُس نہ تھا کوئی تنگ      کرے یاد اُس شہسپری کوں ادک  
 دکھوں تے اپس میں ہوا یوں ملول      نہ تھا آدمی کا کچ اُس میں اصول

۱۔ سن اس بات کوں دو غضبناک دیں      سینے کوں غضب نے کیا پاک دیں (ح)  
 ۲۔ زمار اُس رکھو کر کہیا بند میں      رکھے بند میں سورہیا دند میں (ح)  
 ۳۔ لگیا تلہن لکھا برا ہوا دیک (ح)

پڑیا دور جیوں آپنے خوش تے (۱۹۰۰) سوتا زاکیا ریش کوں نبش تے  
 نہ کچ فہم اس میں نہ کچ گیان تھا <sup>نہ</sup> اُسے قوتِ معشوق کا دھیان تھا  
 جو دو ماوی گن بھری بے نظیر سو لکھن <sup>نیک</sup> دیتی شہر بانو گنیمت  
 سو اُس پاک عاشق جہنہار کوں گرفتار ہو تملہن ہار کوں  
 رکھے ٹھار پر صبح کر جان لے خوشی بے نہایت اپس آن لے  
 مٹی جا کے جیوں اپنے <sup>ہی ہے</sup> فرزند کوں بچل نور دیدے خرد مست کوں  
 ہوا ہاں کوں دیک شاہ یوں شاداں جو گل گل ہو کیتا دعا آسمان  
 اوتربات میں دو تھنڈی پیٹ کی کہی حال اُس جان کے بیٹ کی  
 سو کرسی اوپر بیلا بات کرے کئے شاد شہباز کی ذات کوں  
 کہی حال سیف الملک کا تمام سنائی قصا اس کے دوک کا تمام  
 سو شہباز اوساے اُس تل منے (۱۹۱۰) <sup>منے</sup> محبت پکڑ آپ نے دل منے  
 کہیا اپنی ماں کوں کہاں ہے دو جواں <sup>دیکھیں</sup> اس کوں تیتا ہے میرا براں  
 کہی شہر بانو میں اُس جواں کوں <sup>دیکھئے</sup> سواتے وقت سیات لے <sup>تو تیتا</sup> انی ہوں  
 فلانے چن میں رکھی ہوں اُسے <sup>دعا سگات آئے</sup> یکایک ڈری لیا نے تچ کن اُسے  
 کہ آدم ہو دو آدمی سو کہیں کسی دفع ہنسا سپڑتا نہیں <sup>میتا</sup>



مہادا کرے گاتوں اُسکوں ہلاک  
 سو در حال شہپال شہ بنجنتو ر  
 بولا بھیجا بھیج کیتا ک پری  
 جو اتریا اتھا شاہ زاد ا جہاں  
 دیکھے ڈھنڈ چنے چمن ٹھارے ٹھار  
 کہیاں شاہ شہپال کو جائیگر (۱۹۲۰) کہ دو جان دستا نہیں اسٹھار پر  
 فکر زاد ہو پھر کہ آتے براں  
 کہ دیکھیا ہوں میں خوب اُس جان کوں  
 پری یک جماعت کی جاتی اتھی  
 شگفتا نہ تھا سخت دلگیر اتھا  
 سن اس دہات اُس جواں کے حال کوں  
 سو شہپال بن شاہ رخ جیو بات  
 جو تھا شاہ خوشحال جیوں پھول کھل  
 کمر شہر بانو کی پیٹی وہیں  
 جو اس حال تے دہن بدیع الجمال  
 بہت یک میرے دل منے تھا یو دہاک  
 پریاں کوں دیا بھیج اُس لیا و کر  
 سو جا اُس گلستان میں گن بھری  
 وہاں جائیگر دیکھیا اے وہاں  
 نپائے کہیں سو لگیا خار خار  
 کہیا یک پر اسانے ہو کے وال  
 نچھل حُسن کے اُس او تم بھان کوں  
 ہوا پر اڑا اُسے لجاتی اتھی  
 ولے میں نہ پوچھیا سو تقصیر اتھا  
 کہے آئے کہ تیو خج شہپال کوں  
 سینا سو لگیا تلہن دہات دہات  
 سٹیا سوچ آپیں ہوا وین خجل  
 پریشانی دل میں بیٹھی وہیں  
 خبر یابی سو دگنوا ہوئی ند ہال

پڑی ہیں اوپر جو نہ تھا تاب اُسے (۱۹۲۰) سو چھڑکیاں پریاں موکہہ کتاب اُسے  
 کیتیک بار کوں پھر جو ٹپک ہوش پائی سواٹھ کر ہلوں اپنی دادی کن کئی  
 کہی اے سگی کیا کر دں میں تال میرا جو تھا سو وہی پیو تھا  
 اُسے واں سیکٹ چھوڑ کی انی توں جان سگات اپنے کی بنا اُسے لائی توں  
 کتنی کس وضع کام توں لٹے ہائے کیوں نہیں رکھی فام توں لٹے ہائے  
 کری کام اتانہ پورا کر می دیوانی ہوں میں وو دیوانا کہاں  
 کدہر گئی دور روشن ضمیری تری یوکس دہات کی دستگیری تیری  
 پدہر لگ میرے لیا کہ امریت کوں پھر اکر لیکر گئی توں اس ریت کی  
 اگر ہو سے تو پھر تچ سوں ہونا یو کام (۱۹۳۰) نہیں تو مرا کام ہے یاں تمسام  
 جیوں اس دہات دو چلبلی بول اٹھی چھے راز کوں اپنے کھول اٹھی  
 سو لک دہات لگیس وو ماولی ہوئی ویں پگل نیسرو و ماولی

چلی آپ نے پوچھے شہبسال کن  
 جکا جوت اوخروی لال کن  
 کہی اے میرے من کے بن کے نہال  
 گریو کام تجھوں ہے نسبت اتال  
 یکایک جو یا ننتے ہوا غیب و  
 سو تاج شاہ کول ہے بڑا عیب یو  
 ترے ملک میں تے ہے قدرت کے  
 جو یوں کچال چوری لجاویں اُسے  
 ہر ایک دہات سول کر تو پیدا اُسے  
 کہ عاشق ہے اس کی بدلیع الجہال  
 تفحص ستی ہر سبند پا اُسے  
 مگر شاہ دریائے قلم کے لوگ  
 مبادا ہووے اُس کے تیں پائمال  
 عداوت سول سوراکتے ہیں لمر وگ  
 کہ اس کے جیوں مار کر بھائی کول  
 سوا باپ سول لیا ملایا اتھا  
 یکملہ اپیں کاڑ لیا یا اتھا  
 کیا آج تج تے مجھے شرمندی  
 اُسے مکر سول دہکر او دندی  
 تو یاں نیٹ کر وقت ہے نیٹ کا  
 توں اپناج کر جان منہ زندہ کر  
 توں اپناج کر جان منہ زندہ کر

سنی شہر بانو جو اُس کے بچن  
 پشیمان ہو اُئی شہبسال کن (س)

نندیکھی کہیں کام ایسا محال - (س)

اے توں اپنے آج ما باپ ہو  
 کہ تج بن نہیں کوئی ما باپ سو (س)

کر اس وقت پر اس کی حق پادری  
 میرے دل کوں سنتوں سوں پور کر  
 کہ ناز ان بانی بدیع الجلال  
 اُن آپس جو ہونا کہتی ہو یونگی  
 جہاں تھے کھڑا آج یو کام یوں  
 لگا عشق اُس جان کا پھر اُسے (۱۹۶۰) مسلم دیوانا کرے چہر اُسے  
 انکے سر تے جیو توڑے اپنا  
 دنیا بیچ یوں بول رہ جائے گا  
 کر اسٹھار پر سعی توں آپ ہو  
 سو شہباز شہ فتح کے کہر گ کا  
 فتح کے دہارے پہ لکڑی کوں بھوک  
 غضب لال شمشیر کوں ہات لے  
 صلح ہو رہی سخت سوں سر بسر  
 یکا ایک جاگے پہ تے جیوں ہلیا  
 مبادا نوی کر زمیں بہار سوں  
 دکھا آج جاگ میں تیری داوری  
 یو شرمندگی مج تے توں دور کر  
 تیرا جو ہے ہو تیرا ملک مال  
 وہی پیو ہو ناکتی ہو یوں گی  
 توں کہہ تا تجھے ہووے آرام کوں  
 (۱۹۶۰) مسلم دیوانا کرے چہر اُسے  
 دو کوں نلا سینا پھوڑے اپنا  
 خلق کوچ کا کوچ کہہ جائے گا  
 تربت اُس بچارے کوں بابا ہو  
 دلاور نیٹ باگ کے ورگ کا  
 چلیا لاٹ کا تھٹ سنگات کوں  
 سرب دل کوں سب اپنے نکات لے  
 پریاں ہو رہیوں کوں مستید کر  
 جیوں آسمان بادل کے دل سوں چلیا  
 ہوا پر رہیا اپنے بہار سوں  
 (۱۹۶۰) مسلم دیوانا کرے چہر اُسے

جو دیکھے دل اُس شاہ کے کوٹے کے (۱۹۷۰) سو بجھے ملک عرش کے گوٹے کے

گیا سور کمر اسینا پچھاٹ پچھاٹ  
سوچ تھا

ہوئے کھارے کھیل سب نجوم  
پریشان

گئی یو خبر شاہ قلم کے پاس  
نیچین

دلاور جہانگیر انجم سپاہ

ووتا ہے تیرے اوپر جال کر

دیا بھیج حاجب کوں سدھا سوں  
غصہ ہو کر

مرے من کوں لگتا ہے ہوتی عجیب

جوج ملک اُپرال کر آئے چال  
دل چڑھ کر آئے

شتابی سیتی بھیج دیو بول کر

کہ خوبی نہیں کچھ تمیں آئے سو (۱۹۸۰) شہنشاہ یو التار کر دہائے سو  
راتے رات

جو حاجب اتہا لیو نے کوں جواب

دیا جاب حاجب کوں یوں کر گنہیہر  
جواب

پکڑ لیا ہے ہیں بھیج دیو و اُسے

دکھت سلم سنجوت کا لک لکاٹ  
اسلمہ و آلات حرب

یکایک نظر جیوں پڑیا و د ہجوم

اُٹھیا غل جہاں کا تھاں بے قیاس

کہ شہباز بن شاہ رُخ بادشاہ

تیری سب دلایت کوں پایاں کر

سنیا شاہ قلم جو اس بات کوں

کہ آتا تھا راہوا کیا سبب

کسی کوں نہ تھا آج لیک یو محال

خلاصا جو کچھ ہے سو کہ کھول کر

کہ خوبی نہیں کچھ تمیں آئے سو (۱۹۸۰) شہنشاہ یو التار کر دہائے سو  
راتے رات

خبر اس وضا کی لے حاجب شتاب

سو شہباز شہ خسرو بے نظیر

کہ تم جو گلستاں ارم سے جسے

سنگت اپنے لے بے نہایت سپاہ (س)

جو وہ آدمی ہے مرے پیار کا      نہیں کوئی دنیا میں اُس سب کا  
 مروت سوں دیو گئے تو جاؤں گا      وگرنہ تو تنہا پہ چل آؤں گا  
 دیں یکدم ہر تے دریاے قلم کو جال      کرونگا تین سب کے تین پامال  
 دیے باج اُسے یاں تے لمون میں      کہ گاڑیاں ہوں رتن ٹمبون میں  
 دو حاجت جیوں اس بات پایا جواب      کہیا اپنے شہ کوں یوں جاستاب  
 رکھیا ہے جسے توں نیٹ بند سوں      اُسی آدمی زاو کے دند سوں  
 اُدک گرم ہونچ پہ آیا ہے (۱۹۹۰) اُسے بھیج دیو کہ کوا یا ا ہے      میرب دل سوں اپنے جھگڑنے تسوں  
 وگرنہ تو منگتا ہے لڑنے تسوں      یکا یک اُسے یاں تے جانا محال  
 بہت لشکر آیا ہے اُس کے دنبال      نہ لیا تاب پھر ہو کے برہم وہیں  
 سُن اس بات کوں شاہ قلم وہیں      کہ آیا ہے توں دہنڈ لیتا جسے  
 کہیا جا کے اِستباریوں بول اُسے      کہ بہت دن ہوئے اُس جویں مار کر  
 سلامت سوں دو نہیں ہے اُسٹھار پر      <sup>اُس ریت</sup> <sub>جانے</sub>

۱۔ دوکر چال آیا ہے تیرے اوپر      کتا ہے اپس کوں اُسے دیو گکر (س)

۲۔ کہ سمجھا ہوں میں خوب اس کا خیال (س)

توں اپنے سربِ دل سونچا یاں تے بھاگ  
 نہ ہو اُس کے پے چھوڑ دے یو خیال <sup>تمام لشکر</sup>  
 نکر تیز آپس اس شتابی سستی  
 چہر اُلا نہ ہو چھوڑ دے شانہ توں  
 نگو کھول فتنے کے موندے کو اڑ <sup>بند دروازے</sup>  
 کہ ہوں آفت روزگار آج میں  
 تو یکدم ہیر تے ویں خرابی کروں  
 غصے سات اس دہات کہہ بھیج دیں <sup>ایک دم</sup>  
 نہیں تو تجھے میں کروں گاہاک  
 جیوں آیا ہے توں حاقوں یاں تے سنبھال  
 نہ ہوتند جا یک <sup>جس طرح اسی طرح</sup> رکابی سستی  
 عداوت نہ لے منج تے باند توں  
 نگو توں ستم منج کوں بہار کمال <sup>(۲۰۰۰)</sup>  
 جو نکلوں سیربِ دل سوں بہار آج میں  
 دینے کے اوپر فتح یابی کروں  
 ہوا مستعد بیک <sup>جلد</sup> لڑنے کے تیں

## جنگ کروں شہباز با شاہ متلزم

### و خلاص نمون سیف الملوک

کہنے اُس وضاسوں زبان چب کھول  
 کہ شہباز <sup>کچھنے قال</sup> بن شاہ رخ بے نظیر <sup>جنگ</sup>  
 نیٹ زہروں تلخ کردہات کوں  
 ہوا تند ہو تیز ادک <sup>زیادہ</sup> آگ تے  
 جو حاجب تے کڑے سینا بول بھیر <sup>جو بے بین</sup>  
 لیا پنج جیوں <sup>ایچی</sup> اژدہا ذات کوں <sup>اپنے آپ</sup>  
 غصا لا ہو کر اژدہا باگ تے <sup>بہر ہوا شیر</sup>

او چایا شطت کا سلم اس وضاً جو حیراں ہو اخلق آیا کر قضا  
 او چا دل پہ دل خوش چہا راستا کیا ہر طرف تے صف آرا ستا  
 ہوئے جمع جنگی ہزاراں تمام (۲۰۱۰) قوی دست خونخوار شیراں تمام  
 یکمیک جان کیگوٹ لے رُز جیوں لے ہات میں فتنے کے گرز جیوں  
 کئے رُخ دندے پر جو ہر ٹھارتے زمیں پس گئی تھی اسی بھارتے  
 غضبناک ہو جیوں آنگے دل ہوئے کھجے پہاراں کے پہٹ جل ہوئے  
 تراٹی تفریاں سو جیوں بُر عماں ہوا گھبرا جو کہ پڑ آسماں  
 سلح پوش پولاد کے کوٹ جیوں بڑا شور سمدور کی لوٹ جیوں  
 آتا لے ہوا رفت بھرے عزم سول کھڑے آ کے میدان میں زرم سول  
 بھیجا باؤ جوں تہر کا شورشات شطت کی آگن سلک اوٹھی زورسات  
 اٹھیا غل جہاں کا تھاں مار مار قیامت زمین پر ہوئی آسکار  
 جھلک دیک بجلیاں سی ترور کے اوڑے فاختے سخت سنسار کے  
 جو دوراج دودھرتے برہم ہوئے گگن سا تو ہیبت تے درہم ہوئے  
 غصے کا جو بار اٹھیا زور سول پڑیا اُس کے لشکر پہ جاقہر سول  
 سٹیا اُس کے لشکر کوں جاں تان کھیر لگیا توڑے تول سول گھیر گھیر



تو بکریاں اوپر جا کے شیراں پٹے  
 جو کسکوں نہ سمجھا تھا باٹ گھاٹ  
 سو فوجاں کوں یکدہر تے اسکے کھنڈل  
 نہ تھی باٹ جانے کسے واں تے تھلاٹ  
 گنگن اُس پر کشتی ہو چلنے لگیا  
 جو دستے اتھے بُڑ بُڑے دور تے  
 تھے ڈبے نکلتے نہنگاں کے سار  
 (۲۰۳) زمیں ہو زمانے کوں دیتا گ لائی  
 سو ایسا بڑا کچ دھولا را ہوا  
 گنوتا گیا دیں اندھارے منے  
 دھنواں سانپ ہو نگلیا ہاں کوں  
 زمیں کے تلے گائے اڑا اٹھی  
 کہیں نے سو نادر پوچھ گڑا ہوا  
 گیا اوٹ دریاے قلم تمام  
 کچے چور شمشیر سوں ٹھوک سب

جو دوڑا اُس کے صف پر دلیراں پٹے  
 سٹے خاص ہو ر عام کوں کلاٹ کاٹ  
 دلیراں جو شہباز کے پائے پیل  
 سٹے دھڑپتے یوں منڈیاں کلاٹ کاٹ  
 جو دریا ہو ہوا اُٹنے لگیا  
 سمران تیرتے لہو کے سمندر تے  
 دھڑاں سب نیٹ موج کے لوٹ مار  
 بلا یاں کے باناں کوں جویں گ لائی  
 غضب پر غضب کا جو بارا ہوا  
 دنیا غیب ہوئی اُس دھولاے منے  
 لیا گرد جا ڈھانپ آسمان کوں  
 سو دریاے قلم کوں سہیت چھوٹی  
 بڑا رن پڑیا سخت رگڑا ہوا  
 ہو دیواں کے ہاتاں کے برہم تمام  
 فتح پائے شہباز کے لوگ سب

چڑے پیٹے ہو رجا کہد پڑے وہیں سو صحتا ہو چوند ہیر پڑے وہیں  
 جو قدرت کے بل سول دیک فتح پائے پکر شاہ قلزم کوں در حال لیاے  
 نظر اس پہ شہپال کی جیوں پڑی (۲۰۴۰) سو اور وایح اس راج کی جیوں پڑی  
 بولا کر نر نیک اس اٹھیا بول یوں کہ اے بے کمر نا جواں مرد کیوں  
 توں اس جان کوں مار ضایع کیا سودیک دیک جیو اس کا کیونکر لیا  
 کہ اوتا رتھا جگ میں اونیک نام وفادار اتھا آدمیاں میں تمام  
 تجھے چھوڑ ہرگز نہ دیسوں اتاں <sup>غیر مولیٰ انسان دنیا</sup> توں سچ بول جھوٹا نہ ہو بات میں  
 کہ سپر پڑا ہے توں آج حج ہات میں یکا یک غصا اسپہ تیج کیونچھوٹیا  
 اُسے کیا کیا مار کر کان <sup>گرفتار ہوا</sup> سٹیا دکھایا توں کس دہات کے گھات یوں  
 رنجانیوں عذاباں دے کس دہات سول جو دوہنجکوں یاد آتا ہے  
 گلے پڑ لگیا یوں <sup>بھل</sup> دنیال کہ ووجان تیرا جو بیتا <sup>ایچھے مصر ہونا</sup> اسی کے بدل میں منگایا اتھا  
 غصا تھا سو بند میں رکھیا میں مار

جو تج تے رضا ملکب اگر پاؤں میں  
 دے تے تو ج شہ کو روا یوں نہ تھا  
 میرے سب پری ہو ردیواں کوں مار  
 ہٹیل ہو میرے اوپر ہٹ پکڑ  
 جو یوبات خاطر میں آیا اُسے  
 کہا یوں قضا آگہر یا ناگہاں  
 او بل کر گیا دوطرف تے او بال  
 بولا بھیج اُس میری من بہت کوں  
 جو توں ہو رہیں سہرے پھر شاد ہوئیں  
 یکا یک کھلے بخت کے جیوں کو اڑ  
 دکھیا جیوں او دیدار شہبال کا  
 پڑیا آئیکے شاہ کے چہرین پر  
 تو لیا اس کوں در حال دکھلاؤں میں  
 یک آدم کے تیں مج دو کھانا نہ تھا  
 کیا نیست نابود ویں ایک بار  
 کیا شہر ہو ر ملک میرا اوجڑ  
 گلے عذر خواہی سوں لایا اُسے  
 نہیں مارنے دم سکت کس یہاں  
 نہ کر فکر دل میں توں ہرگز اتال  
 (۲۰۶۰) محبت سوں کرتا زہ پھر ریت کوں  
 عزیزی میں بھایاں کیرے ناد ہوئیں  
 سو لیا اُسے بند میا نے تے کاٹ  
 کھلیا سہرے ویں چل جیوں ال کا  
 کھیا یوں کہ اسے خسرو بھر دبر

بک جو یوبات سن مہر آیا اُسے (س)

بک - نظر جو پڑی اُسہ شہبال کی  
 ضعیفی گئی اس کے سب حال کی (س)

بڑے سخت میرے دیکھیا آج تج  
 چکی بازواں لگ خوشی آج مج  
 گیا سب میرا غم تیرے دہیر تھے  
 کہ جو دے بنایا مجھے سیرے تھے  
 جو اخلاص میرا دسیا تج کو خاص  
 کیا خوش مجھے بند میں تے خلاص  
 ہوا ذوق اسی بات تے اُس زیاد  
 سو پایا اُسے اپنے فرزند کے یاد  
 اوچالے کے چھاتی کول لایا وہیں  
 کہ اوتا رکچ رہے کہ پایا وہیں  
 فضیلت میں اُزما کے دیکھین لگیا (۲۰۰)  
 کچھ پوچھیا سو وہ بولیں لگیا  
 ہر ایک بات پر اُس کی حیراں ہوا  
 کہلیا سرتے تازہ گلستاں ہوا  
 کتے لک خوشیاں دل منے آن کر  
 کیتک دیں اُس شاہ کون ہواں کر  
 دے اس کا ملک اس روانا کیا  
 اپیں آپ نے ملک جانا کیا  
 اٹھیا فتح کے جیوں دباے کونوں  
 ہوئے شاد تر لوک میاں کے لوگ

۱۔ اس بات تے ذوق پا بے شمار (س)

۲۔ جو دیکھا فضیلت میں اُس اُزما فضیلت کے تھا اوج کا وہا (س)

۳۔ خوشی دل منے لاک لاک آن لے اوک شاہ قلم کول بھو مان دے (س)

۴۔ خوش اُس کے ملک کول روانہ کیا (س)

فلک رخس ہوران تمل آئیا  
 چلیا اپنے شہر میں نیٹ سوں  
 بلند عرش لگ یو آواز ا ہوا  
 خالق سب گلستاں ارم کا تمام  
 بدیع الجمال آئے منے منے  
 اوتھ شہر بانو گنی حق گنزار (۲۰۸۰) روم پائی خوشی بے شمار  
 کئی لگ وضیہ ذوق کے حال سوں  
 کہی یوں کہ اے شاہ آفاق گیر  
 جو کنولی سہیلی بدیع الجمال  
 کتے دہات سوں بے نہایت سرائی  
 کہی اے بجلی میرے نین کے  
 جو بیٹی ہے تیری بدیع الجمال  
 دو سیف الملک جان روشن ضمیر  
 دو ایکس کوں یکے دونو عاشق ہیں پاک  
 او نو دو نو یک ہو و ناساج ہے  
 زمانے غاشا ائجے دھائیسا  
 لے سیف الملوک لال کوں پٹیں  
 زمیں آسماں سرے تے تازا ہوا  
 ہو نو شمال پایا ائیں خاص و عام  
 کھلی جیوں کھی پھول کی پن منے  
 دعا اپنے سر زند شہباز کوں  
 فدا ہر گھڑی تج پیسہ راہ سیر  
 ہے پتلی تیرے نین کی جگ اجال  
 سودیں خواستگاری کے باتاں چلائی  
 کہ آرام مج جو نامین کے  
 سو سیف الملک سوں ملا توں اتال  
 سہد گیان کا عاشق بے نظیر  
 سو باطن میں ہیں عشق سوں چاک چاک  
 دنیا دین میں یو بڑا کاج ہے

سوشہاں ماتے سنیا یو جو بات (۲۰۹۰) قبولیا وہیں لاک خوشیاں سنگت  
 قبل کیا۔ راضی ہوا

## کتھڑائی سیف الملوک بدیع الجہاں

مدد فیض جوں آسمانی ہوا      زمیں ہو زما نا نورانی ہوا  
 سعادت کے تازی مے ایک ٹھہار      سوپرگٹ کیا ذوق کیرا ہزار  
 نیک بختی کھوڑے جگہ      کئے شکر جیاں ہو کاٹے تمام  
 خوشی کے کھلے پھول پھانٹے تمام      فرح پا وہیں میزبانی گنائے  
 ملک فال دیکھ عرش پر غل اوچائے      زمیں کا نخل گنج آنے لگیا  
 خبر یو تری جگ میں جانے لگیا      رتن کہاں میانے کے جوتی تمام  
 خبر پائے دریا کے موتی تمام      سوشہاں کے آئے دربار سب  
 تری ہو خشکی تے پڑ بہار سب      تجلیاں میں گھل گھل پرونے لگے  
 ہر یک چرخ تل صرف ہونے لگے      ہو اوصاف جیوں جام جم کا تمام  
 ہر سب گلستان آرم کا تمام      پیرے ہو پرپایاں جگ کے سیارے مے (۲۱۰۰) بھرائے مجالس وے در وے  
 شہر سب گلستان آرم کا تمام      پریاں چلبلیاں کا کس بھاساز سو  
 پیرے ہو پرپایاں جگ کے سیارے مے (۲۱۰۰) بھرائے مجالس وے در وے  
 لگیاں ناچنے مل کے یوں ناز سوں

پنکے پنکے چڑت کے صد جھکناٹ  
 پیروں <sup>بڑا دی</sup> بدل تہیاں <sup>چمک</sup> دہائیاں تمام  
 دہن تنگ ترانگ باریک تر  
 ہوئی مست مجلس خوش آواز سوں  
 ڈمکنیاں ملیاں ڈومنیاں لولیاں  
 یکس ایک تے ایک ترنیاں <sup>مرا تھ</sup> ہیں  
 سو پر پیچ زلفاں کوں <sup>ماض</sup> یک گال پر  
 پڑے بال کالے سوجاں تاں تے  
 نجاؤں کہاں کوڑ منتر <sup>جادو</sup> سکیاں (۲۱۱۰) پدم پاؤں ناکس کے خیر سکیاں  
 لگیاں ناچنے میں جو صدرے <sup>سیٹھ</sup> صد  
 جو گیت <sup>راگ</sup> لے اٹھے منڈلے پھر تمام  
 مندل کاڑ مندل بجانے لگے  
 لگیا ہوونے چو کہ دن تم تماٹ  
 جواہر کے کاس بھایاں تمام  
 شے قدر تے بال تاریک تر  
 دیوانی کیاں پاتراں نماز سوں  
 شکر شہد شیریں تے <sup>میٹھے</sup> بولیاں  
 سو کرتار کیاں مور ہر نیاں <sup>ہرن</sup> اہیں  
 کنڈل گھال <sup>چٹا ڈال</sup> مہیا بھجنگ مال پر  
 سوجیوں ناگ <sup>ساپ</sup> لڑتے ہیں پاواں تے  
 تر پنے لگیاں خوش جدھر کا اُدھر  
 سٹے ہوش جاگے پوتے گھر تمام  
 گیتاں کاڑ پچریاں سولیاں لگے

سٹے ہوش بیٹھے ہی کھس کھس تمام (س)

ہوئے بادل آسماں کے گل کے نیر (س)

من۔ جو یکدہر ہر تھریج مجلس تمام

من۔ جو پچہ اٹھے منڈلے بے نظیر

جنتِ کارسوزاں اوچائے ہوں  
 جو کہوں لگے نغمے ہر ٹھارتے  
 کیتیاں جو اچھیں تان پر تان کیاں  
 سزاوار شاہی کول یوساز و ارب  
 دیک اُس بزم کا خوش بہادار و نور  
 جو مجلس کول کھانا کھلانے پہ آئے  
 کندوریاں شہانے سولک چن کیاں  
 رکھے شیرنیاں لائیکر ٹھار ٹھار  
 جو پھیل نیرسوں بات سب کے دھولائے  
 رنگارنگ لک جنس کیاں نعمتاں  
 سوا آسمان بادل کول سنگات لے  
 کمر باند خوش ہو اپیں آبدار  
 جل امریت لیا لیا پلاتے لگیا  
 پانی آبِ حیات

سوں مجلس کول مستی میں لیائے ہوں  
 ہلیاں کس چتر پو تمیاں ٹھارتے  
 رہیں ڈال پنک سورا آسمان کیاں  
 ہنرمند جو سارے ہو رازدار  
 لگے بھیجنے مر حبسا چاند سورج  
 صفا خوش کندوریاں سولیا لیا بچائے  
 کندوریاں شیرنیاں ہر اک جنس کیاں  
 لگن اونچے راہیاں نہ کیں اس شمار  
 کندورے کھلانے لجا بیٹھائے  
 جو ہر ایک نعمت میں کئے لذتاں  
 چند سورج کے جام دولت لے  
 نظر ساری مجلس پہ رکھ ٹھار ٹھار  
 پلا پیاس بھر بھر چلانے لگیا

ک۔ جو نغمے نیاں خوش چتر کار تھے (س)

ک۔ جو تاراں تے بارا بہیا تان کا

رہیا ڈال پنکہ مورا آسمان کا (س)



خلعت و لے درو لے خاص عام  
 جڑت کے طبق ہر ایک اسماں تھے  
 عینر ہو خوشبو کدم پھول مال  
 جہاں لگ اہتیاں جگ میں پھل پاڑیاں  
 سوویں خرچ تل شہ کے آئے وہیں  
 منور کئے انجمن کوں تمام  
 بدن مست ساقی پھیلے جواں  
 بدن مدیالے بھرا ساز سون  
 پھرانے لگے دور پر دور خوش  
 عجب دو رنگیں بد اثر داری تھا  
 نقل ناز کا لیا چکھانے لگے  
 پیالے جواہر کے پھینکے لگے  
 کنڈورے تے فارغ ہوئے خوش تمام  
 بھراُس میانے تنگے پیاں پان کے  
 پھرانے لگے جان صاحب جمال  
 جہاں لگ جو گنہ گار پناہیں  
 جو یک پان ہو پھل او بریا نہیں  
 زبرد کے شیشے زمرہ کے جام  
 ادک چھند بھرے خوش رنگیلے جواں  
 کھڑے آگے مجلس منے ناز سوں  
 کئے ساری مجلس کبرا طور خوش  
 متا باس تے اس کے سنار تھا  
 سو یکدہر تے سب کوں جھانے لگے  
 متی ہو کہ جاناں سو گرنے لگے

صرباں لے ہاتاں منے پاچ کے (س)

بھرائیں لک دوزخوش نازتوں (س)

متی مجلسی ہو کہ ڈہنے لگے (س)

چتر ساقی امرت بھرے دانچکے

رنگیں مدیالے میں بھرم ساز قوں

چڑیا دیک اثر من میں جھلنے لگے

سو پڑتے تھے جاں نیک کے بعد تو ٹکر <sup>بوند</sup> زمیں ناچتی تھی وہاں اوٹھ کر  
 ہوئے تھے مٹی کئی نہ تھے ہوشیار (۲۱۴۰) جکوئی پیوے وہ کیوں رہے ہوشیار  
 کئے بخش ساریاں کوں یکدم ہیر تے ہوئے شاد سب اس جہانگیر تے  
 الہی جو معشوق عاشق اوپر کرم کر ملاتا ہے یک تل بہتر

## جلوہ دادن سیف الملک بدیع الجہاں

تجلی سوں جلوے کی جیول ات آئی سودیں غیبے فیض لک ہات پائی  
 جو شب قدر کوں بھی نہ تھا فیض تیا <sup>تیرا</sup> میرا سکوں میں سراؤں جتا  
 مرادوں جو دہرتے تھے جگ دل منے سو پائے اسی رات یک تل منے  
 نظر ہوئی عنایت کی سجان تے اترنے لگی رحمت آسمان تے  
 پخیل روپ کیاں چلبلیاں شہرپاں <sup>نیک</sup> اوتھ ذات اوتھ گیاں کیاں گن بہرپاں  
 بدیع الجہاں اچلی ناری کوں ڈوبایاں زر <sup>زیور</sup> نیے میں چہکار سوں  
 جو جلوہ دلانے ہو یاں مستعد محل جلوے کارن کیاں مستعد <sup>کے</sup>  
 جواہر کے منڈوے سو چھپایاں تمام (۲۱۵۰) مرصع کے پردے بندایاں تنسام  
 ہر یک محل صوفیاں منے رنگے نگ <sup>متم آفتاب گیری</sup> جرٹ کے رچے لیا کے چھپر ملنگ  
 چھپر گھٹ

شہر آشور<sup>۱</sup> کے پاس آیاں تمام  
 کھلے نخت گوتیاں کے یکدہیر تے  
 سہیلے شہانے سوگانے لگیاں  
 اُمس سات آہ بیٹھیا تخت پر  
 شہر آشور<sup>۲</sup> کے تیئں سرانے لگے  
 سو قاضی مسیحا ہو پیدا ہوا  
 خوشی سوں پڑیا عقد اسات میں  
 ملائک کئے ختم آئین سوں  
 لگے دار نے شو او پر موتیاں  
 کوڑاں سواقبال کیرے کھلے  
 دروازے

ملیاں خوش ہو مایاں و بایاں تمام  
 دنیا اُس گھڑی جاں ہوئی سیر تے  
 او تم ڈومیاں مل پلانے لگیاں  
 نول جاں سیف الملک بختور  
 نبی ہو رہے لوک پلانے لگے  
 سجادت کے ساعت ہویدا ہوا  
 لیا شو کیرا ہات اپن ہات میں  
 دعا سر کیا جیوں خوش آئین سوں  
 ملے شہ کے چونکہ ہیر سب گوتیاں  
 چلے جلوے کے محل میں شو کول لے  
 رشتہ دار

۱۔ ادک ذوق پر ذوق پایاں تمام (س)

۲۔ یو ساعت شرف کا ہویدا ہوا (س)

۳۔ پڑیا عقد رحمت بھری سات میں (س)

چلے محل میں لے کے اُس لال کول (س)

۴۔ جو سیف الملک بروج اقبال کول

کھڑی مشتری ناد کا سا ذکر  
 مشاطا ہونہرا اتر آئی بیگ  
 نچھل نور کا لیا کہ پردا بندائے  
 جو پردے میں تے ہات ہلنے لگے  
 مگر غیب تے جگنے دو نور کے  
 دے جلو مشاطا جو نروال ہوئی  
 بنی پر ہزاراں درود بھیج دیں  
 دیکھیا نور کا اُس نچھل نور تے  
 جو جلوے تے فارغ ہوئی خلق سب (۱۷۰) چلیا شو لے آروس کوں سیج تب  
 دیکھیا موکھ جیوں شونے آروس کا  
 چڑھی خوب محبوب دیکھ ہات میں  
 سیٹیا ہات جیوں اسپہ طناز سوں  
 سو چھاتی کوں چھاتی لگا حال سات  
 سورج جگمگا تا سوا آسمان پر  
 چمک نور کا لیا کہ جھمکائی بیگ  
 شو آروس دو نوکوں لیا بیلائے  
 سو لک دہات بھولاں اُچھلنے لگے  
 مل اڑتے اتھے کھول نکید سور کے  
 سو بھوگی نول شہ کی واں چال ہوئی  
 چلیا لیکہ آروس کوں سیج دیں  
 زیادہ اتھے نور کے پور تے  
 چلیا شو لے آروس کوں سیج تب  
 کھلیا سر تے جیوں پھول فردوس کا  
 ریحانے لگیا بات کربا ت میں  
 لگی شرم کر لایجنے ناز سوں  
 ہوا لٹ پٹ اُس نور کی ڈال سات

رہاں میں نہیٹ چھند سوں لائیسا  
 خوشی <sup>خوشی</sup> جھٹاپٹ لگی ہووئے <sup>دوڑوں</sup> دوسری میں  
 ڈوبے سبیں تے یک تلک <sup>پاؤں</sup> خوشی میں  
 ہوئی مست دیکھیں کیا دست اسے  
 بند یا خوش اسی وقت الماس سات  
 یوں اُس ڈہال موتی تے نکلیا بہار  
 جو الماس تھا سورہیا نسل ہو (۲۱۸۰) لگیا ڈھلنے او نعل تب ڈہال ہو  
 کہ ظاہر ہو الحسل کی بیل یوں  
 زیادہ خوشی ہوئی یوں مائی کوں  
 پھر اگر گنائے خوشی سیرتے  
 ہوئے خلق تازے سو جیوں نو بہار  
 کہ ناہور پری شہر کے سب بولائے  
 کہ شوئے خوشی سرتے تازی کیا  
 لگیا باس نازک جو اُس پھول کا  
 ہوں بھی اترنے لگی ناز میں  
 ریحانے لگی شو کوں خوش نین کھول  
 بھانے <sup>دوہا</sup>

جو کُن قُبہ نور دو پائیس  
 ڈوبے سبیں تے یک تلک <sup>پاؤں</sup> خوشی میں  
 ہوئی مست دیکھیں کیا دست اسے  
 بند یا خوش اسی وقت الماس سات  
 یوں اُس ڈہال موتی تے نکلیا بہار  
 جو الماس تھا سورہیا نسل ہو (۲۱۸۰) لگیا ڈھلنے او نعل تب ڈہال ہو  
 کہ ظاہر ہو الحسل کی بیل یوں  
 زیادہ خوشی ہوئی یوں مائی کوں  
 پھر اگر گنائے خوشی سیرتے  
 ہوئے خلق تازے سو جیوں نو بہار  
 کہ ناہور پری شہر کے سب بولائے  
 کہ شوئے خوشی سرتے تازی کیا  
 لگیا باس نازک جو اُس پھول کا  
 ہوں بھی اترنے لگی ناز میں  
 ریحانے لگی شو کوں خوش نین کھول  
 بھانے <sup>دوہا</sup>

کبھی شوکوں کرمست ہم شان ہو (۲۱۹۰) کبھی گود میں لیٹ انجان ہو  
 کبھی لگ سینے شہ نول جان کے  
 کبھی شہ گئے ہات کنٹھے مال بجائے  
 کبھی جھوگ سنگرام خوشحال ہوئے  
 دو نو میں کوئل عشق بازی لگی  
 ہوا جب میں مشہور ہر ٹھکانو یو  
 شگفتا ہو شہبال شہ نیک نام  
 بہوایاں دہگاہاں جگ کے سید جائے تیلو  
 کسے نورتن ہور کسے موتیاں  
 کسی کوں جرئت کے اوتھم کٹ مال  
 کسے ذات تیزی کے مست ہست  
 کیا دان بے مثل یک دہیر تھے  
 کہ ہماں سب کوں کیا مسراں  
 رضاے جو ہماں داراں چلے  
 تیا کوچ شہ تے سکل دان پائے  
 اتنا تمام جیڑا تمام

ادب ہر سول اینٹ درے بیڑیاں پان کے  
 کبھی شوق سوں گد گلیاں کر نہائے  
 سو قراں کد ہیں شہ کے اپراں ہوئے  
 دود بازی مٹھی حق کے تازی لگی  
 بسی لگ دنیا میں رہیا نانو یو  
 اُس پا کھلایا خزانے تمام  
 لگیا بانٹنے مال من بجائے تیوں  
 کسے ہست کرکے ہور پک جوتیاں  
 کسی کوں جرئت کی پٹی جگ اوجاں  
 کسے خوب تنھے کسے خوب بست  
 دیا خلعتاں سب کوں یوں سیرتے  
 کیا خوش کتے لک وضا سوں نواز  
 دعا شاہ کوں کر ہزاراں چلے  
 جو گھر ہور عمارت مسنے کی اوجائے  
 سونے اچھائے

ڈنی تھی سرنے میں زمیں جاں تھاں  
 سنگار اُس پھکی بزم کوں دینہار  
 جو گنجیر شہب ال دانا نریک  
 منگیا بھیجنے اُس کے بابا پاپ  
 چند رسور سے درجیاں کئی ہزار  
 کیتک جنس کے خوب باندی غلام (۲۲۱۰) کیتک پاتراں جسدِ نادر تمام  
 مکمل جڑت کی عماری گنجیر  
 دعا پر دعا کر گلے لائی کر  
 تجل ستی خسروی ریت کے  
 بڑے غلغلے سوں رونا ناکسا  
 نظریں دیکھا سارے عالم کوں لیں  
 جو انپڑے سر اندیل کے راج پاس  
 سو آسانے خسروی داب سوں  
 بڑی شان سوں لایا شہر میں  
 ملا شہزادی سوں آجھائی و د

کہ ایسا سخی بے بدل ہے کہاں  
 دیوے زینت اس بات سوں ٹھارٹھا  
 کیتک دن شو آروس کوں کہہ نریک  
 دیا خوب بستاں جو تھے اپنے پاس  
 جو اہر بھرے صندوقاں بے شمار  
 کیتک پاتراں جسدِ نادر تمام  
 کرایا تروت مستعد بے نظیر  
 شو آروس کوں اس میں بسلائے کر  
 چڑا پیٹ او پرال عفریت کے  
 عجب کاج جگ میں یودا ناکسا  
 سلیمان شو عاروس بلقیس جیوں  
 مہاراج گنجیر سرتاج پاس  
 ملیا جیو یکے آفتاب مہتاب سوں  
 ہوا آشکارا یو چوند ہمیں  
 دکھیت بھائی کوں خوش گلے لائی و د

حرم میں قبیلے کوں شہ کے تمام (۲۲۲۰) سو کہہ بھیجیا بندگی ہو رہ سلام  
 نیکے یار ساعد و فادار سوں  
 ملیا خوش سینے لائیا پریوں  
 خوش یک دہرتے سارایاں کوں شادی  
 کیتک دن دہاں ماندگی دور کر  
 دو شادی بڑی کیقتادی ہوئی  
 سینا ذوق لپی سمد سوں پور کر  
 سمج خوب ساعد دو کہیا ریکے وہا  
 چلایا ہلوں خواستگاری کی بات  
 سو او جگیتی راجا راضی ہوا  
 جکج دغدغ تھا سو ماضی ہوا  
 سمج فال جیوں خیر کے کام سوں  
 پڑیا خوب ساعد کے آنام سوں  
 بدھاوا بڑا خسروانی شروع  
 کیا خوش ہوشہ میزبانی شروع  
 غماں سب نکل بہار جانے لگے  
 جو دہم دہم دہم بجانے لگے  
 نکل دولتاں غیب تے آئے بہار  
 نفیریاں کی آواز سن ٹھار ٹھار  
 صدر پر صدر شاہ کے جنت تے (۲۲۲۰) اتر آئے آسمان کے تخت تے  
 جو نہرا بھی ہو مشتری گکا ہنار  
 کئے گرم مجلس کوں آٹھار ٹھار  
 جو جاں لگ گلا دنت تے داں بھرے  
 تمام آپ نے طائفال سوکھڑے  
 جو تر لوگ کاواں بھریا اکہ ہاٹ  
 کھرا زعفران ہو رہ سمدور آ  
 جھنکنے لگے زعفرانی سُر آ



ملگ خوش چندر کے دو گلہ ان تے  
 جو فردوس کا پاؤ عطار تھا  
 بھریا باپس خوشبوئی کا ٹھار ٹھا  
 سو خوش ہو زانا جو ساید ہوا  
 گھڑی ویک خوشی کا سایا وہیں  
 سادت کی ساعت میں خوشحال ہوں (۲۲۴۰) پڑیا پھول کا عقد اکسٹال ہوں  
 ملے جیوں او شہزادی ہو ربو جواں  
 نہایت کوں ان پڑے دیک نکا جواں  
 سمیٹ مال دہن داں تے لے جینا  
 جو عاصم نول شہ دو کی جھوک جھوک  
 یکا یک خوشی ہو ر آنند کی  
 پھو گیا ہو ر آیا ر گے رگ پراں  
 وہیں عم کے حجرے تے نکلیا بہار  
 گیا سامنے ہو ر ملیا پوتہ کوں  
 خوشیاں سوں بلا شہر میں لایا  
 لگے میلنے پھول آسمان تے  
 محلّاں میں شہ کے گمنہار تھا  
 سرانڈیل سارا ہوا نو بہار  
 سرفراز اُس شہ تے ساعد ہوا  
 قضا دوڑ قاضی ہو آیا وہیں  
 ہوا استاد سیف الملک کا پراں  
 کیتک دن دنو بھائی کوں لاج وال  
 چلے مصر کے ملک کوں پھر شتاب  
 ہوا تھا جو کاڑی نمین سوک سوک  
 سنیا جیوں خبر اپنے منہ زندی  
 بڈھا ڈھونگ تھا سو ہوا پھر جواں  
 لے ارکان دولت کوں سب ایک بار  
 گلے لاکیا پوتہ کوں گلے تسوں  
 دے بھوان ایمان کر پائیسا  
 بہت عزت

دیا آپنی بادشاہی اُسے (۲۲۵۰) سلا ماں کئے سب سپاہی اُسے  
 لگیا کرنے سیف الملک راج خوش <sup>حکومت</sup> ہوئی عرش کرسی دو معراج خوش  
 خدا اُس کے من کی دیا جیوں مراد دیوے ہر طلب گار کا ووں مراد  
 کہاں آسماں ہو رکہاں دہر تیری کہاں آدمی ہو رکہاں شہ پری  
 کہاں لال سیف الملک جگ جال کہاں موہنی دہن بدیع الجہال  
 کہاں جان ساعد کیتے بے نظیر کہاں او اوتھ شاہزادی گنبھیر  
 خدا یوں ملانے جو آتا ہے سو اس دہات سوں لال ملاتا ہے  
 لکھ اس دہات سوں داتاں بے <sup>نظر</sup> جو لکھنے نہ سک دور <sup>زبان</sup> سن کا قلم رسالہ لطافت بہر یاد پذیر  
 بنجھاں دل کے انجھیاں سن کھیں منے سو بانڈا ہو پڑتا اتحاد مبدم  
 جکا جوت محبوب ہے بکر دار (۲۲۶۰) میرے فکر پردے تھیں نکلی بہار تو ہر ایک بیت اس سفینے منے  
 دیوے دوں جو جلو اعروسی منے جو سہ تارے انبر کے جوسی منے  
 ملائک سو بالائے چرخ بریں کہیں اس سفینے کوں دیک آفریں  
 رتن پار کے بے بدل مشتری مرے جو ہراں کا ہوا مشتری  
 کہ میرے چتر شہ نول لال تھیں <sup>موتی پیر کے</sup> بلند اُس کے گنبھیر اقبال تھیں <sup>چالاک</sup>

نہ کہیں ایسے جو ہر ہیں جھلکار کے      نہ کس کہاں میں ہوئیں سنسار کے  
 کہ سینے ہیں نادر ہو جو ہر مرے      جہاں مول اس کا سر اڑوں سرے  
 دیکھے یو جواہر جکا جوت جیوں      ستارے پھلکی ہو رہے بہت جیوں  
 ہر ایکس کوں ہے قرب ہیں مال کا      مجھے قرب اس جواہراں لال کا  
 کہ چوراں تے اُس مال کوں ہر دغا      ولے اس جواہر کوں نیس دغدا  
 کہ حالی دو خرچے تو خالی ہووے (۲۲۰) ولے یو کہ ہیں کوں نہ خالی ہووے  
 جو سلطان عبد اللہ انصاف کر      میرے جو ہراں پوتے دل صاف کر  
 دیوے داد میرا بہت پان پاؤں      اُس دور تھے تاگر بیان پاؤں  
 کہ یوشاہ میرا خریدار ہوئے      تو آما میرا طبع گلزار ہوئے  
 کہ غمگین ہوں میں سخت سنسار تے      دہروں دغدا غمے لاک اس آزار تے  
 پریشانی میں جیا خیال میں      لے آیا ہوں ایسے رتن ڈال میں  
 جو بہوگی نول شہ سیتی فرح پاؤں      تو اس تھیں رتن خاص دہند دہند لیاں  
 اگرچہ ہوں شہ کے بندیاں میں حقیر      ولے شعر کے فن میں ہوں بے نظیر  
 کہ مونہہ کھول یوں میں کہو کیا اپیں      گواہی دیوں شعر اپیں نا چھپیں  
 بہر حال یو نظم الہام سوں      کیا میں نول شاہ کے نام سوں

(۱۰۳۵)

برس یک ہزار ہور پنج تیس میں (۲۲۸۰) کیا ختم یونظم دن تیسس میں  
 جو عارف وجوداں نزاکت شاس      سفا اس تحقین حاصل کریں بے قیام  
 پڑھیاں کوں تو سب آفے یو کام کوں      دیوے ذوق ادب خاص ہور عام کوں  
 لکھنہارا یولاب پر لاب پائے      سدا سر خروئی کیر آب پائے  
 مبارک اچھو شاہ کوں یو دام      بحق محمد علیہ السلام  
 مبارک گھڑی میں کیا میں تمام  
 محمد نبیؐ پر ہزاراں سلام



۲۳۹۲۰	دفعہ نمبر
ح ۵۱	فہرست نمبر
	کتاب نمبر

